فالصّٰلحٰتُ قٰنتٰتٌ حٰفظٰتٌ لّلغیب

جو نیک بیبیاں ہیں بات مانتی اور مردوں کی پیٹھ پیچھے ہر طرح کی خبر رکھتی ہیں

مرآۃ العروس

از تصنیفات فاضل اجل جناب شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد خاں صاحب بہادر ایل ایل ڈی

سابق ڈپٹی کلکٹر و ممبر بورڈ آف ریونیو ریاست حیدرآباد دکن حال وظیفہ خوار سرکار عالی نظام

جس کے تصنیف کرنے سے

عورتوں کی اصلاح حالت اور تمدن میں اُن کو زیادہ تر کارآمد بنانا مقصود ہو

اور جس کے صلے

ایک ہزار روپیہ بطور انعام بموجب اشتہار گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۱۸۶۹ء نمبری ۱۲۳۶ الف مصنف کو مرحمت ہوا

اور باجازت مصنف صاحب ممدوح

خاکسار محمد نذیر حسین تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی نے غریب طلبا کی فائدہ رسانی

کی غرض سے

سنہ ۱۹۱۲ء

باہتمام محسن الضرام منشی سید محمد حسین صاحب مالک و مہتمم

مشتاق پریس دہلی میں طبع ہوئی

دیباچہ

خداوند کریم کا شکر اپنی گویائی کی بساط بھر تو ادا ہو ہی نہیں سکتا اُس کی بندہ نوازیوں اور ہزاروں لاکھوں نعمتوں کی مکافات کا حوصلہ چھوٹا منہ بڑی بات۔

پیغمبر صاحب کی طرح اپنی ارادت ناقص کی قدر تو بن ہی نہیں پڑتی اُن کی شفقتوں دل سوزیوں کی تلافی کا دعوے اتنی سی جان گز بھر کی زبان حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ ہر چند اس ملک میں مستورات کے پڑھانے لکھانے کا رواج نہیں مگر پھر بھی بڑے شہروں میں خاص خاص شریف خاندانوں کی بعض عورتیں قرآن مجید کا ترجمہ مذہبی مسائل اور نصائح کے اُردو رسالے پڑھ پڑھا لیا کرتی ہیں میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میں بھی دہلی کے ایک ایسے ہی خاندان کا آدمی ہوں خاندان کے دستور کے مطابق میری لڑکیوں نے بھی قرآن شریف اُس کے معنی اور اُردو کے چھوٹے چھوٹے رسالے گھر کی بڑی بوڑھیوں سے پڑھے گھر میں رات دن پڑھنے لکھنے کا چرچا تو رہتا ہی تھا میں دیکھتا تھا کہ ہم مردوں کی دیکھا دیکھی لڑکیوں کو بھی علم کی طرف ایک طرح کی خاص رغبت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مجھ کو یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ نرے مذہبی خیالات بچوں کے حالات کے مناسب نہیں اور جو مضامین اُن کے پیش نظر رہتے ہیں اُن کے دل افسردہ اُن کی طبیعتیں منقبض اور اُن کے ذہن کند ہوتے ہیں تب مجھ کو ایسی کتاب کی جستجو ہوئی جو اخلاق و نصائح سے بھری ہوئی ہو اور اُن معاملات میں جو عورتوں کو زندگی میں پیش آتے ہیں اور عورتیں اپنے توہمات اور جہالت اور کج رائی کی وجہ سے ہمیشہ اُن میں مبتلائے رنج و مصیبت رہا کرتی ہیں اُن کے خیالات کی اصلاح اور اُن کی عادات کی تہذیب کرے اور کسی دلچسپ پیرایہ میں ہو جس سے اُن کا دل نہ اکتائے طبیعت نہ گھبرائے مگر تمام کتاب خانہ چھان مارا ایسی کتاب کا پتہ نہ ملا تب بطور خود اس قصہ کا منصوبہ باندھا تین برس ہوئے جب میں جھانسی میں تھا اکبری کا حال قلم بند کیا لڑکیوں کو اس کا وظیفہ ہو گیا اور ہر روز ختم کتاب کا تقاضا شروع کیا یہاں تک کہ ڈیڑھ برس بعد اصغری کا حال بھی لکھا گیا ہوتے ہوتے [illegible] کا چرچا محلے میں ہوا اور چند عورتیں اس کے سننے کو آئیں جس نے سنا [illegible] گھروں میں کتاب منگوائی گئی نقل لینے کے ارادے ہوئے جب میں نے

دیکھ لیا کہ یہ کتاب عورتوں کے لیے نہایت مفید ہے اور خوب دل لگا کر پڑھی اور سنی ہیں سب
اُس کو جناب ڈاکٹر صاحب بہادر مدارس ممالک شمالی و مغربی کے ذریعے سے سرکار میں پیش کیا
سرکار کی قدردانی نے تو میری آبرو اور اس کتاب کی قدر و وقعت کو ایسا بڑھایا کہ میں بیان
نہیں کر سکتا میں نے خاطر خواہ اپنی مراد اور محنت کی داد پائی جو وقت اس کتاب کی تصنیف
میں صرف ہوا اُس کے علاوہ مدتوں یہ کتاب اس غرض سے پیش نظر رہی کہ بولی با محاورہ ہو
خیالات پاکیزہ اور کسی بات میں آورد اور بناوٹ کا دخل نہ ہو چونکہ بالکل نئے طور کی کتاب ہے
عجب نہیں کہ پھر بھی اس میں کسر رہ گئی ہو ناظرین سے توقع ہے کہ معذور رکھیں کیونکہ اس طرز
میں یہ پہلی تصنیف ہے ۔

نذیر احمد وفقہ اللہ لتزود لغد

(تقریظ) جناب معالے انتساب فضل بعلما ایم کیمپسن صاحب بہادر ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ممالک شمال و مغرب

مجھ کو اس کتاب کے پہنچنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی اس لیے یہ کتاب سرکار کے ایک نہایت
ذی لیاقت اور عالم با استعداد کی تصنیف سے ہے مشار الیہ ان تین ہندوستانی اشخاص میں
سے ہیں جن کو سر جارج اڈمنسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر سابق نے چند سال ہوئے اردو زبان میں
مجموعہ تعزیرات ہند کا ترجمہ کرنے کے لیے منتخب کیا تھا چنانچہ اُس نے اس خدمت کے صلہ میں خلعت
حاصل کیا اور اُس وقت سے سررشتہ مال میں عمدہ عہدوں پر مامور ہے یہ کتاب نہایت
دلچسپ اور اس ملک کے لوگوں کے مناسب حال ہے اب تک اس قسم کی کوئی کتاب تصنیف نہیں
ہوئی اور عبارت اور طرز بیان کی نظر سے زبان اردو کا ایک بہت اچھا نمونہ ہے کتاب مذکور اس
باب میں مرزا نوشہ دہلوی متخلص بہ غالب کے حال کے چھپے ہوئے رقعات کے برابر ہے اور فی الواقع
الف لیلہ اور بدر الدین خان دہلوی کی بوستان خیال کی اردو کے ہم پلہ ہے۔
نذیر احمد کی یہ تصنیف مدارس کے پڑھنے کے لائق اور عام فہم ہے اور اس کا مطلب صاف اور اصل
سمجھنے کے قابل ہے اس میں مضامین عاشقانہ اور نازک خیالات جن کو اس ملک کے مصنف اپنی شہرت کا
ذریعہ سمجھتے ہیں نہیں ہیں اور ہمکو امید ہے کہ اور بہت لوگ بھی اس مصنف کی تقلید

انتخاب گزٹ نمبری ۹۲۵ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۶۹ع بمقام نینی تال یہ کتاب ظاہرا عورتوں سے فایدہ کے واسطے تالیف کیگئی ہے اور اس میں اہل اسلام کے ایک شریف خاندان کا ایک فرضی قصہ بیان کیا گیا ہے یہ کل قصہ شرفاء کی زبان روزمرہ بیان کیا گیا ہے کہ وہی اس ملک کی اصل اُردو ہے نہ وہ جس میں نمایش کیلئے بڑے بڑے الفاظ اور مضامین رنگین بھر دیئے جائیں حالات ایسے واقعی لکھے ہیں جو ہر ایک عورت کو سسرال میں پیش آیا کرتے ہیں اور زنان خانہ کے وہ طور اور طریق بیان کئے ہیں جو اہل یوروپ اُسکو پڑھینگا اس ملک کی عورتوں کی زبان اور اُنکی رغبت اور نفرت اور بچوں کا لاڈ پیار اور امور خانہ داری میں عورتوں کا اختیار اور اُن کی جہالت محض اور حسد اور مکر اور فریب یہ سب اس کتاب سے خوب عیان ہوتے ہیں اور بیان سے کوئی علامت مبالغے کی نہیں پائی جاتی ظاہر ہے کہ مصنف نے اصل حقیقت بیان کی ہے اور قصے کی نصیحت نفس قصہ سے نکلتی ہے مشار الیہ کی لیاقت علمی مشہور و معروف ہے لیکن اس نے اس کتاب میں اس کے اظہار کا قصد نہیں کیا اور جابجا جو خیالات اس نے لکھے ہیں اُن سے صداقت اور طبیعت کی راستی پائی جاتی ہے جن اشخاص کا مذکور اس قصے میں ہے وہ پڑھنے والے کو ایسے نظر آتے ہیں گویا اُن کی نقل ہو رہی ہے جہاں تک میں جانتا ہوں کسی ہندوستانی مصنف نے اس سے پہلے بجائے لفاظی اور مداحی کے بات چیت اور گفت و شنید سے اصل حقیقت کو ایسا ادا نہیں کیا جس وقت یہ کتاب مشہور ہوگی سینکڑوں آدمی اس کو شوق سے پڑھینگے اور ممکن نہیں کہ تعلیم نسوان کے لئے فائدہ مند نہو

(تقریظ) جناب مستطاب معلی القاب نواب سر ولیم میور صاحب بہادر کے سی ایس آئی لفٹنٹ گورنر ممالک شمال و مغرب

جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے کتاب مرآۃ العروس کو ملاحظہ فرمایا۔ اور بہت خوش ہوئے یہ کتاب اس رتبے کی ہے کہ نواب ممدوح کے نزدیک اُردو میں کوئی اور کتاب اسکی ثانی نہیں ہے اور جو تعریف صاحب ڈائرکٹر بہادر نے لکھی ہے واقعی میں یہ کتاب اسکے لائق ہے حالات بعینہ مثل سرگذشت واقعی کے ہیں اور زبان سلیس اور بلا تصنع ہے اور ہندوستانیوں کی خانہ داری کے معاملات راست راست مطابق حقیقت بیان کئے گئے ہیں اور جن اشخاص کا مذکور اس میں ہے اُن میں سے ہر ایک کی طبیعت کا حال اُس سے جدا جدا ظاہر ہوتا ہے اور جابجا بلا تصنع دل پر موثر ہونا اور گداز طبیعت پیدا کرنا بھی اس سے پایا جاتا ہے اور ہر ایک واقعے سے تہذیب اخلاق و معاشرت کی ایک نصیحت نکلتی ہے اور ہر بات [illegible] ہندوستان میں مستورات کو

معاملات خانہ داری میں بہت سا دخل ہے اور عجب تو ہاست اور نیک ذاتی پر اثر تعلیم مستزاد ہو تو یہ اختیار نہایت
عمدہ نتیجوں کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہرگز خیال میں نہیں آتا کہ ہندوستانیوں میں سے کوئی مرد شریف اس کتاب کا مطالعہ کرے
اور مستورات کی تعلیم سے جو فوائد بیشمار ہوتے ہیں وہ اُسکے دل پر کالنقش فی الحجر نہو جائیں علاوہ بریں اس کتاب میں ایک
عجیب وصف یہ ہو کہ ہندوستانی مستورات کے پڑھنے کیواسطے بہت مناسب ہے ممکن نہیں کہ انکو مرغوب خاطر نہو اور انکی
عقل و دانش کی اصلاح نکرے اور کسی شریف ہندوستانی کو اپنے خاندان میں اس کتاب کے پڑھانے میں تامل نہیں کرنا
چاہیئے بلکہ یقین رکہنا چاہیئے کہ اس میں ان کا دل بھی لگیگا اور فایدہ علمی بھی حاصل ہوگا تمام کتاب میں کوئی
مضمون ایسا نہیں جو پاکیزہ اور پیرایہ تہذیب نہو یا جس سے کسی ایسے قاعدے یا اصول کی تعلیم نہوتی ہو جو
خاصکر اہل اسلام کے نزدیک عیب سے بری اور نیکی سے مملو ہے محمد نذیر احمد کی بڑی تعریف اس بات کی ہو کہ اُنہنے
ریختی کیجانب ایک نئی راہ نکالی ہے اور سادہ و سلیس عبارت میں تصنیف و مفید اور دلچسپ کا نمونہ دوسروں کے واسطے پیدا
کر دیا ہے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو یقین ہے کہ بہت لوگ جلد اس طرز کی تقلید کرینگے جناب نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر کو ایک نوع خاص کی خوشنودی محمد نذیر احمد کو پورے ایک ہزار روپیے کے انعام کے
عطا کرنے میں ہے بلکہ از راہ قدردانی خود اپنی جیب خاص سے ایک گھڑی جسپر الفاظ مناسب کندہ ہونگے
عطا فرمائینگے اور اُمید رکھتے ہیں کہ یہ صلہ محمد نذیر احمد کو کسی مقام پر جو مناسب سہولت کی جگہ ہو یعنی
شاید بمقام آگرہ جبکہ نواب محتشم الیہم کا لشکر اس مقام سے ہوکر گزرے سر دربار عنایت فرمائیں حکم دیا
جائیگا کہ سرکار کے واسطے دو ہزار نقلیں پتھر کے چھاپے کی نہایت پسندیدہ طرز کی جلد مطبوعہ ہوں اور
محمد نذیر احمد کو اجازت ہے کہ اس کتاب کا حق تصنیف حاصل کرے اور اپنی طرف سے اُس کو
چھپوانے کیلئے بھی تدابیر مناسب عمل میں لائے یقین ہے کہ یہ کتاب بہت شہرت پکڑیگی کیونکہ
عبارت سادہ سلیس ویسی زبانوں کے پڑھنے والونکی نظر میں اور ایسے زینت اور نئی شئی معلوم ہو
جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی دانست میں مناسب ہے کہ اس کتاب کے لئے صاحبان بورڈ
ممتحن کی خدمت میں سفارش کیجائے کہ امتحان میں داخل کئے جانیکے لایق ہے۔ اس ملک کی عام مروجہ حکایات پر لطف
کے مقابل میں کہ وہ اکثر قابل اعتراض بھی ہیں اس کتاب کے نہایت عمدہ مضامین پڑھنے والونکو نہ صرف
فایدہ حاصل ہوگا کہ سلیس و فصیح زبان روزمرہ سے واقفیت حاصل ہو بلکہ امور خانہ داری میں بھی بہت واقفیت پیدا ہوگی
اور ممکن نہیں کہ جن لوگونکو یوروپین صاحبوں کے لوگوں سے کام پڑتا ہو انکے لئے پیچیدہ معاملات میں کارآمد نہو فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو آدمی دُنیا کے حالات پر کبھی غور نہیں کرتا اس سے زیادہ کوئی بیوقوف نہیں ہے اور غور
کرنیکے واسطے دنیا میں ہزاروں طرح کی باتیں ہیں لیکن سب سے عمدہ اور ضروری آدمی کا حال
ہے غور کرنا چاہیئے کہ جب سے آدمی پیدا ہوتا ہے زندگی میں مرنے تک اُسکو کیا کیا باتیں
پیش آتی ہیں اور کیونکر اُس کی حالت بدلا کرتی ہے انسان کی زندگی میں سب سے اچھا وقت
لڑکپن کا ہے اس عمر میں آدمی کو کسیطرح کی فکر نہیں ہوتی مان اور باپ نہایت شفقت اور محبت سے
اُسکو پالتے ہیں اور جہان تک بس چلتا ہے اُسکو آرام دیتے ہیں اولاد کے اچھا کھانے اچھا
پہننے سے مان باپ کو خوشی ہوتی ہے بلکہ مان باپ اولاد کے آرام کیواسطے اپنے اوپر تکلیف و رنج گوارا
کر لیتے ہیں مرد جو باپ ہوتے ہیں کوئی محنت مزدوری سے کماتے ہیں کوئی پیشہ کرتے ہیں کوئی
سوداگری کوئی نوکری غرض جس طرح بن پڑتا ہے اولاد کی آسایش کے واسطے روپیہ پیدا کرتے
ہیں عورتیں جو مان ہوتی ہیں اگر باپ کی کمائی گھر کے خرچ کو کافی نہیں ہوتی بعض اوقات خود بھی روپیہ
پیدا کرنیکے واسطے محنت کیا کرتی ہیں کوئی مان سلائی کا سیتی ہے کوئی گوٹا بنتی ہے کوئی ٹوپیان کاڑھتی ہے
یہانتک کہ کوئی مصیبت ماری چرخہ کاتکر چکی پیسکر یا ماماگری کرکے اپنے بچون کو پالتی ہے اولاد کی
محبت جو مان باپ کو ہوتی ہے ہرگز بناوٹ اور ظاہرداری کی نہیں ہوتی- بلکہ سچی اور
دلی محبت ہے اور خدائے تعالےٰ نے جو بڑا دانا ہے اولاد کی یہ ممتا مان باپ کو اسلیئے
لگا دی ہے کہ اولاد پرورش پائے ابتداء عمر میں بچے نہایت بے بس ہوتے ہیں نہ بولتے
نہ سمجھتے نہ چلتے نہ پھرتے اگر مان باپ محنت سے اولاد کو نہ پالتے تو بچے سب کے سب مرجاتے کہان سے
انکو روٹی ملتی کہان سے یہ کپڑا لاتے اور کیونکر یہ بڑے ہوتے آدمی پر کیا موقوف ہے جانورون
میں بھی اولاد کی ممتا بہت سخت ہے مرغی بچون کو کسطرح پالتی ہے دن بھر اُنکو پرون میں چھپائے
بیٹھی رہتی ہے اور اناج کا ایک دانہ بھی اُس کو ملتا ہے تو آپ نہیں کھاتی بچون کو بلا کر چونچ
سے انکے آگے رکھدیتی ہے اور اگر چیل یا بلّی اُس کے بچون کو مارنا چاہے تو اپنی جان کا خیال

نہ کرکے لڑنے مرنے کو موجود ہو جاتی ہے غرض یہ خاص محبت ماں باپ کو اسلئے خدا نے دی
ہے کہ چھوٹے سے ننھے ننھے بچوں کو جو ضرورت ہو اُنکی نہ بھوک کے وقت کھانا اور پیاس
کے وقت پانی سردی سے بچنے کو گرم کپڑا اور ہر طرح کے آرام کی چیز وقت مناسب پر ملجائے
دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ خاص محبت اُسیوقت تک رہتی ہے جب تک بچوں کو
ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے جب مرغی کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں وہ اُن کو پروں میں چھپانا
چھوڑ دیتی ہے اور جب بچے چل پھر کر اپنا پیٹ آپ بھر لینے کے قابل ہو جاتے ہیں مرغی کچھ بھی
اُن کی مدد نہیں کرتی بلکہ جب بہت بڑے ہو جاتے ہیں تو اُنکو اسطرح مارنے لگتی ہے گویا کہ وہ اُنکی
ماں نہیں ہے آدمی کے ماں باپ کا بھی یہی حال ہے جب تک بچہ بہت چھوٹا رہتا ہے ماں
دودھ پلاتی ہے اور اُس کو گود میں اُٹھائے پھرتی ہے اپنی نیند حرام کرکے بچے کو تھپک تھپک کر
سُلاتی ہے جب بچہ اتنا سیانا ہوا کہ وہ کھچڑی لگا کھانے ماں دودھ بالکل چھوڑا دیتی ہے اور
وہی دودھ جس کو برسوں پیار سے پلاتی رہی اور بے رحمی سے نہیں پینے دیتی کڑوی چیز منہ سے
لگا دیتی ہے اور بچہ ضد کرتا ہے تو مارتی اور گھرکتی ہے چند روز کے بعد بچوں کا یہ حال ہو جاتا ہے
کہ گود میں لینا تک ناگوار ہو جاتا ہے کیا تم نے اپنے چھوٹے بھائی بہن کو اس بات پر مار کھاتے نہیں دیکھا
کہ ماں کی گود سے نہیں اُترتے ہیں یا ننھا ہو رہی ہو کہ کیسا نا ہموار بچہ ہے ایک دم کو گود سے نہیں اُترتا اُن
باتوں سے یہ مت سمجھو کہ ماں کو محبت نہیں بلکہ ہر حالت کے ساتھ ایک خاص طرح کی محبت ہوتی ہے اولاد کا
حال یکساں نہیں رہتا آج دودھ پیتے ہیں کل کھانے لگے پھر پاؤں چلنا سیکھا جتنا بچہ بڑا ہوتا گیا
اُسی قدر اُس کا رنگ بدلتا گیا لڑکے اور لڑکیاں پڑھنے اور لکھنے کیواسطے کیسی کیسی مار یں کھاتے ہیں اگرچہ
بیوقوفی سے بچے نہ سمجھیں لیکن ماں باپ کے ہاتھ سے جو تکلیف بھی تم کو پہونچے وہ ضرور تمہارے لیے
فایدہ کیواسطے ہی ہے تم کو دنیا میں ماں باپ سے الگ رہکر بہت دنوں جینا پڑیگا کسی کے ماں باپ
عمر بھر زندہ نہیں رہتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لڑکے لڑکیاں جنہوں نے ماں باپ کے جیتے جی ایسا ہنر
اور ایسا ادب سیکھا جس سے اُنکی تمام زندگی خوشی اور آرام میں گزری۔ اور نہایت بدقسمت ہے
وہ اولاد جنہوں نے ماں باپ کی زندگی کی قدر نہ کی اور جو آرام ماں باپ کی بدولت اُن کو
میسر ہوا اُسکو اکارت کیا اور ایسے اچھے فراغت اور بیفکری کیوقت کو سستی اور کھیل کود میں ضایع

کیا اور عمر بھر رنج اور مصیبت میں کاٹی آپ عذاب میں رہے اور ماں باپ کو بھی اپنے سبب عذاب میں
رکھا مرنے پر کچھ موقوف نہیں شادی بیاہ ہوئے پیچھے اولاد ماں باپ سے جیتے جی چھوٹ جاتی ہے
جب اولاد جوان ہوتی ہے ماں باپ بڈھے ہوجاتے ہیں اور خود اولاد کے محتاج ہوجاتے ہیں بس
جوان ہوئے پیچھے اولاد سے ماں باپ کو مدد ملنی تو درکنار ماں باپ کی خدمت اور مدد کرنی پڑتی ہے
لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور سوچنا چاہیئے کہ ماں باپ سے الگ ہوئے پیچھے انکی زندگی کیونکر گذریگی
دنیا میں بہت بھاری بوجھ مردوں کے سر پر ہے دنیا میں کھانا کپڑا اور روزمرہ کے خرچ کی سب
چیزیں روپیہ سے حاصل ہوتی ہیں اور سب کھڑاگ روپیہ کا ہے عورتوں کو بڑی خوشی کی بات ہے
کہ اکثر کمانے اور روپیہ پیدا کرنیکی محنت سے محفوظ رہتی ہیں دیکھو مرد کیسی کیسی سخت محنت
کرتے ہیں کوئی بھاری بوجھ سر پر اُٹھاتا ہے کوئی لکڑی ڈھوتا ہے سنار۔ لوہار۔ ٹھٹھیرا۔ کسیرا۔ کندلہ گر
زرکوب۔ سوکلیہ۔ تارکش۔ ملمع ساز۔ جڑیا۔ سلمہ ستارہ والا۔ بدرساز۔ بٹیہ بنا ساز۔ قلعی گر۔ سادہ کار
صیقل گر۔ آئینہ ساز۔ زردوز۔ منہیار۔ نعلبند۔ نگینہ ساز۔ کامدانی والا۔ سان گر۔ نیاریا۔ ڈھلیا
بڑھئی۔ خرادی۔ ناریل والا۔ کنگھی ساز۔ بنس پھوڑ۔ کاغذی۔ جولاہا۔ رفوگر۔ رنگریز۔ چھیپی۔ [illegible]
درزی۔ علاقہ بند۔ پنچہ بند۔ موچی۔ مہرکن۔ سنگتراش۔ حکاک۔ معمار۔ حلوائی۔ دبگر۔ کمہار۔ تیلی۔ تنبولی
رنگساز۔ گندھی وغیرہ جتنے پیشہ والے ہیں سب کاموں میں برابر درجہ کی تکلیف ہے اور یہ تمام
تکلیف روپیہ کمانیکے واسطے مرد سہتے اور اُٹھاتے ہیں لیکن اس بات سے یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ
عورتوں سے کھانے اور سو رہنے کے سوائے دنیا کا کوئی کام متعلق نہیں ہے بلکہ خانہ داری کے تمام کام
عورتیں کرتی ہیں مرد اپنی کمائی عورتوں کے آگے رکھدیتے ہیں اور عورتیں اپنی عقل سے اسکو ایسے بندوبست و
سلیقہ کیساتھ اُٹھاتی ہیں کہ آرام کے سوائے عزت اور نام پر حرف نہیں آنے پاتا پس اگر غور سے دیکھو تو دنیا کی گاڑی
جبتک ایک پہیہ مرد کا اور دوسرا پہیہ عورت کا نہو چل نہیں سکتی مردونکو روپیہ کمانے سے اتنا وقت
نہیں ملتا کہ اسکو گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں صرف کریں اے لڑکو وہ بات سیکھو کہ مرد ہوکر کام آئے اور اے
لڑکیو وہ ہنر حاصل کرو کہ عورت ہونے پر تم کو اس سے خوشی اور فایدہ ہو بیشک عورتونکو خدا نے مرد کی
نسبت کسیقدر کمزور پیدا کیا لیکن ہاتھ پاؤں کان آنکھ عقل سمجھ یاد سب مرد کی برابر عورتونکو دیئے
ہیں لڑکے انہیں چیزوں سے کام لیکر عالم۔ حافظ۔ حکیم۔ کاریگر۔ دستکار ہر فن میں طاق اور ہنر میں

میں مشاق ہو جاتے ہیں لڑکیان اپنا وقت گڑیان اور کہانیان سننے میں کھوتی ہیں بڑی ہو کر
رہتی ہیں اور جن عورتون نے وقت کی قدر پہچانی اور اُسکو کام کی باتون میں لگایا وہ مردون کیطرح
دنیا میں نامور اور مشہور ہوتی ہیں جیسے نورجہان بیگم زیب النسا بیگم یا ان دنون نواب سکندر بیگم
یا انگریزون کی شاہزادی ملکہ وکٹوریہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہون نے ایک چہوٹے سے گہر اور کنبے کا
نہیں بلکہ ملک و جہان کا بندوبست کیا بعض نادان عورتیں خیال کرتی ہیں کہ بہت پڑہکر کیا
مردونکی طرح مولوی ہونا ہے پہر محنت کرنیسے کیا فایدہ لیکن اگر عورت زیادہ پڑہگئی ہے تو بیشک
اُسنے زیادہ فایدہ بہی حاصل کیا ہے ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ زیادہ علم پڑہنا عورتون کو ضرور نہیں
لیکن جسقدر ضرور ہے اُسکو کتنی عورتیں حاصل کرتی ہیں کم سے کم اُردو پڑہ لینا نہایت ضرور ہے
اگر اتنا نہیں ہے تو بیشک ہرج ہوتا ہے یا اپنے گہر کی بات غیر دن پر ظاہر کرنی پڑتی ہے یا اُسکے چہپانے
سے نقصان ہوتا ہے عورتونکی باتیں اکثر حیا اور پردہ کی ہوتی ہیں لیکن اپنی مان بہن سے کبہی انکو
ظاہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہے اور اتفاق سے مان بہن وقت پر نہیں ہوتیں ایسی صورت میں یا تو
حیا کو بالائے طاق رکہنا پڑتا ہے یا نہ کہنے کے سبب نقصان اُٹہانا پڑتا ہے لکہنا بہ نسبت پڑہنے کے
کسیقدر مشکل ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی کتاب سے چار سطریں روز نقل کیا کرے اُسیقدر اپنے
دل سے بنا کر لکہا کرے اور اصلاح لیا کرے تو ضرور چند مہینون میں وہ لکہنا سیکہ جائیگا
خوشخطی سے مطلب نہیں لکہنا ایک ہنر ہے جو ضرورت کے وقت بہت کام آتا ہے اگر غلط ہوتا
ہو یا حرف بدصورت اور نادرست لکہے جائیں تو بیدل ہو کر مشق کو موقوف مت کرو کوئی کام
ہوا ابتدا میں اچہا نہیں ہوا کرتا اگر کسی بڑے عالم کو ایک ٹوپی کترنے اور سینے کو دیجیں تو کبہی
اتفاق نہوا ہو ضرور وہ ٹوپی خراب کریگا چلنا پہرنا جو تم کو اب ایسا آسان ہے کہ بے تکلف
دوڑتے پہرتے ہو تم کو شاید یاد نرہا ہوگا کہ تم نے کس مشکل سے سیکہا مگر تمہارے مان باپ اور بزرگون کو خوب
یاد ہے کہ پہلے تم کو بے سہارے بیٹہنا نہیں آتا تہا جب تم کو گود سے اُتار کر نیچے بٹہلاتے تہے
ایک آدمی پکڑے رہتا تہا یا سہارا لگا دیتے تہے پہر تم نے گر پڑ کر گہٹنیون چلنا سیکہا پہر کہڑا ہونا
لیکن چارپائی پکڑکر پہر جب تمہارے پاؤن زیادہ مضبوط ہو گئے رفتہ رفتہ چلنا آگیا اگر
صدہا مرتبہ تمہارے چوٹ لگی اور بیسیون دفعہ تمکو گرتے تماشا دیکہا تو تم ہو کہ خدا کے فضل سے ماشاءاللہ دوڑے دوڑے

پھرتے ہو اسیطرح ایک دن لکھنا بھی آجائیگا اور فرض کرو کہ تم کو لڑکوں کی طرح اچھا لکھنا نہ بھی آیا تاہم بقدر ضرورت تو آجائیگا اور یہ مشکل تو نہ ہوگی کہ دھوبن کے کپڑون اور پیسنے والی کی پسائیون کے واسطے دیوار پر لکیریں کھینچتی پھرو یا کنکر پتھر جوڑ کر رکھو گھر کا حساب کتاب لینا دینا باقی زبانی یاد رکھنا بہت مشکل ہے بعض مردون کی عادت ہوتی ہے کہ جو روپیہ پیسہ گھر میں دیا کرتے ہیں اُس کا حساب پوچھا کرتے ہیں اگر زبانی یاد نہیں ہے تو مردونکو شبہ ہوتا ہے کہ یہ روپیہ کہان خرچ ہوا اور آپس میں ناحق کا رنج و فساد پیدا ہوتا ہے اگر عورتیں اتنا لکھنا بھی سیکھ لیا کریں کہ اپنے سمجھنے کیواسطے کافی ہو تو کیسی اچھی بات ہے لکھنے پڑھنے کے علاوہ سینا پرونا کھانا پکانا یہ دونون ہنر ہر ایک لڑکی کو سیکھنے ضرور ہیں کسی آدمی کو یہ حال معلوم نہیں ہے کہ آئندہ اسکو کیا اتفاق پیش آئیگا بڑے بڑے دولتمند یکایک غریب اور محتاج ہو جاتے ہیں اگر کوئی ہنر ہاتھ میں پڑا ہوتا ہے ضرورت کے وقت کام آتا ہے یہ ایک مشہور بات ہے کہ اگلے وقتون کے بادشاہ باوجود دولت اور ثروت کے ضرور کوئی کام سیکھ رکھا کرتے تھے تاکہ مصیبت کے وقت کام آئے یاد رکھو کہ دُنیا کی کوئی حالت قابل اعتبار نہیں اگر تمکو اس وقت آرام اور فراغت میسر ہے خدا کا شکر کرو کہ اُسنے اپنی مہربانی سے ہمارے گھر میں برکت و فراغت دی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ تم اس آرام کی قدر نکرو یا آئندہ کیواسطے اپنا اطمینان کر لو کہ یہی آرام ہمکو ہمیشہ کیواسطے رہیگا بلکہ آرام کے دنون میں عادتون کا درست رکھنا ضرور ہے اگرچہ خدا نے تمکو نوکر چاکر بھی دیئے ہیں لیکن تم کو اپنی عادت نہیں بگاڑنی چاہیئے شاید خدانخواستہ مقدور باقی نہ رہے تو یہ عادت بہت تکلیف دیگی آپ اُٹھکر پانی نہ پینا چھوٹے چھوٹے کامون میں نوکرون یا چھوٹے بھائی بہنون کو تکلیف دینا اور آپ آحدی بنکر بیٹھے رہنا نامناسب بات ہے اور عادت کے بگاڑنے کی نشانی ہے تم کو اپنا سب کام آپ کرنا چاہیئے بلکہ اگر تم چست و چالاک رہو تو گھر کے بہت کام تم اُٹھا سکتی ہو اور اگر تھوڑی سی محنت اختیار کرو تو اپنی ماں کو بہت کچھ مدد اور سہارا لگا سکتی ہو خوب غور کر کے اپنا کام ایسا مت چھوڑو جسکو ماں اپنے ہاتھون کرے یا دوسرون کو اُس کے واسطے بلائے اور تکلیف دیتی پھرے اے میری پیاری لڑکیو رات کو جب سونے لگو اپنا بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھا لیا کرو اور صبح سویرے اُٹھکر آپ تہ کر کے احتیاط سے مناسب جگہ رکھدیا کرو اپنے کپڑون کی گٹھڑی

اپنے اہتمام میں رکھو جب کپڑے بدلنے منظور ہون اپنے ہاتھ سے پھٹا اُدھڑا درست کرلیا کرو
میلے کپڑونکی احتیاط کرو جبتک دھوبن کپڑے لینے آئے علیحدہ کھونٹی پر لٹکا رکھو اگر کپڑے بدلکر میلے
کپڑے اُٹھا نہ رکھوگے شاید چوہے کاٹ ڈالیں یا پڑے پڑے زیادہ میلے ہون اور دھوبن اُنکو خوب
صاف نہ کرسکے یا شاید زمین کی نمی اور پسینے کی تری سے اُنمیں دیمک لگجائے پھر دھوبن کو اپنے میلے کپڑے
آپ دیکھکر دیا کرو اور جب دھوکر لائے خود دیکھ لیا کرو شاید کوئی کپڑا کم نہ کرلائی ہو یا کہیں سے پھاڑ
نہ دیا ہو یا کہیں داغ نہ باقی رہگئے ہون اس طرح جب تم اپنے کپڑونکی خبر رکھوگی تمہارے کپڑے
خوب صاف دھلا کرینگے اور کوئی کپڑا کم نہوگا جو زیور تم پہنے رہتی ہو بڑے داموں کی چیز ہے شام
کے سونے سے پہلے اور صبح کو جب سو کر اُٹھو خیال کرلیا کرو کہ سب ہے یا نہیں اکثر بےخبر لڑکیان
کھیل کود میں زیور گرادیتی ہیں اور کئی کئی دن کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بالی گرگئی چھلا نکل پڑا
جب کہ گھر میں کئی مرتبہ جھاڑو دیگئی کیا معلوم ذرا سی چیز کہان گئی یا کسی جگہ مٹی میں دب گئی
تب وہ غافل لڑکیان زیور کے واسطے افسوس کرکے روتی ہیں اور تمام گھر کو جستجو میں حیران کرڈالتی
ہیں اور جب مان باپ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی زیور کو احتیاط سے نہیں رکھتی اور کھو دیتی ہو تو
وہ بھی دریغ کرنے لگتے ہیں تم کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ گھر کے کاموں میں کونسا کام تمہارے
کرنیکا ہے بیشک چھوٹے بھائی بہن اگر روتے اور ضد کرتے ہیں تم اُنکو سنبھال سکتی ہو تاکہ مان کو
تکلیف نہ دیں منہ دھلانا اُنکے کھانے اور پانی کی خبر رکھنا کپڑا پہنانا یہ سب کام اگر تم چاہو تو
کرسکتی ہو لیکن اگر تم اپنے بھائی بہنوں سے لڑو اور ضد کرو تو تم خود اپنا دق کھوتی ہو اور مان کو
تکلیف دیتی ہو وہ گھر کے کام دیکھے یا تمہارے مقدمہ فیصل کیا کرے گھر میں جو کھانا پکتا ہو اُسکو
اُسی غرض سے نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کب پک چلیگا اور کب ملیگا گھر میں جو کتا اور بلی یا دوسرے
جانور پلے ہیں وہ اگر پیٹ بھرنیکی اُمید سے کھانے کے منتظر رہیں تو مضایقہ نہیں لیکن تمکو ہر بات
میں غور کرنا چاہیئے کہ سالن کس طرح بھونا جاتا ہے نمک کس انداز سے ڈالتے ہیں اگر ہر ایک کھانیکو
غور سے دیکھا کرو تو یقین ہے کہ چند روز میں تم پکانا سیکھ جاؤگی اور تم کو وہ ہنر آجائیگا جو نہایت
تمام ہنروں میں ان میں سب سے زیادہ ضرورت کی چیز ہے معمولی کھانوں کے علاوہ تکلف کو چند کھانوں کی ترکیب
بھی سیکھ لینی چاہیے آگے شادی غمی کی دعوتوں میں ہمیشہ طرح طرح کے پر تکلف کھانوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے

کباب۔ پلاؤ۔ میٹھے چاول۔ زردہ۔ مطنجن۔ چٹنی۔ مربا۔ فرینی۔ سب مزہ دار کھانے ہیں ہر ایک کی ترکیب
یاد رکھنی چاہیئے بعض کھانے تکلف کے تو نہیں ہوتے لیکن اُن کا مزہ دار پکانا تعریف کی بات
ہے جیسے مچھلی کریلے سینا تو چندان دشوار نہیں قطع کرنا البتہ عقل کی بات ہے دل لگا کر اسکا
معلوم کر لینا بہت ضرور ہے عورتون کے سب کپڑون کا قطع کرنا خاصکر ضرور سمجھ لینا چاہیئے ہم نے
اکثر بیوقوف عورتونکو دیکھا ہے کہ اپنے کپڑے دوسری عورتون کے پاس قطع کرانیکے واسطے
لیئے لیئے پھرا کرتی ہیں اور اُنکو تھوڑی سی بات کیلیئے بہت سی خوشامد کرنی پڑتی ہے مردانے
کپڑون میں انگرکھا کسیقدر مشکل ہے تم اپنے بھائیون کے انگرکھے قطع کیا کرو۔ دو چار انگرکھے قطع
کرنیسے سمجھ میں آجائیگا لڑکیاں شرم کے مارے منہ سے نہ کہیں لیکن دل میں ضرور جانتی ہیں کہ
کنوارپتے کے تھوڑے ہی دن اور آخر بیاہے جائینگے بیاہے پیچھے بالکل نئی طرح کی زندگی بسر کرنی ہوتی
ہے جیسے کہ تم ماں اور نانی اور خالہ اور کنبے کی تمام عورتون کو دیکھتی ہو کنوارپتے کا وقت بہت تھوڑا
وقت ہے اس وقت کا اکثر حصہ تو بے تمیزی میں گذر جاتا ہے وہ پہاڑ زندگی تو آگے آرہی ہے جو
طرح طرح کے جھگڑون اور انواع واقسام کے بکھیڑون سے بھری ہوئی ہے اب تم غور کرو کہ تم
کوئی انوکھی لڑکی تو نہیں کہ بیاہے پیچھے تم کو کچھ اور بھاگ لگجائینگے جو دنیا جہان کی بہو بیٹیونکو پیش
آتی ہیں وہ تم کو بھی پیش آئینگی پس سوچنا چاہیئے کہ عورتیں کسطرح زندگی بسر کرتی ہیں بیاہے پیچھے
کیسی اُنکی عزت ہوتی ہے مرد کیا اُنکی توقیر اور کس طرح اُنکی خاطرداری کرتے ہیں خاص لوگون کی
حالت پر نظر مت کرو بعض جگہ اتفاق سے زیادہ ملاپ ہوا عورت مرد پر غالب آگئی اور جہان
زیادہ موافقت ہوئی عورتون کا ڈر بالکل اُٹھ گیا یہ تو بات ہی الگ ہے ملک کے عام دستور اور
عام رواج کو دیکھو سو عام دستور کیمطابق ہم تو عورتونکی کچھ قدر نہیں دیکھتے ناقص العقل تو انکا خطاب ہے تریا
تریا چرتر مردونکو زبانزد عورتونکے مکر ندمت قرآنمجید میں موجود اِنَّ کَیدَکُنَّ عَظِیْم مرد لوگ عورتونکی ذات کو
بیوفا جانتے ہیں بیت: اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید۔ ایک شاعر نے عورتونکی وجہ تسمیہ میں بھی انکی
مذمت پیدا کی ہے بیت: اگر نیک بودی سرانجام زن ۔ زنان را مزن نام بودی نہ زن ۔ یہ سب باتیں تو
کتابونمیں لکھی ہوئی ہیں خانہ داری کے برتاؤ میں دیکھو تو گھر کی ٹہل خدمت کے علاوہ دنیا کا کوئی کام عمدہ
کام بھی عورتونسے لیا جاتا ہو یا کسی عمدہ کام کی صلاح مشورہ میں عورتیں شریک ہوتی ہیں جن گھروں میں عورتونکی

بڑی خاطرداری اور بڑی عزت ہے وہان بھی جب عورتونسے پوچھا جاتا ہو تو یہی کیون بی آج کیا ترکاری
پکیگی لڑکی کیواسطے ٹاٹ بافی جوتی منگواؤگی یا ڈیڑہ حاشیہ کی چھالیہ۔ مانگ چوٹی لوگی یا جھاڑی زردوزی
لینا منظور ہے یا امانت خوانی۔ منزائی کو اودی گوٹ لگیگی یا سرمئی۔ اسکے سوا کوئی عورت بتادے کہ کبھی
مردون نے اُس سے بڑی بڑی باتون میں صلاح لی ہے یا کوئی بڑا کام اُس کے اختیار میں چھوڑ دیا ہے
پس اے عورتو کیا تم کو ایسے بُرے حالون جینا کبھی ناخوش نہیں آتا۔ اپنی بے اعتباری اور بیوقری
پر کبھی افسوس نہیں آتا کیا تمہارا جی نہیں چاہتا کہ مردون کی نظرون میں تمہاری عزت ہو۔
تم نے اپنے ہاتھون اپنا وقر کھو رکھا ہے اپنے کارن نظرون سے گری ہوئی ہو تم کو قابلیت
ہو تو مردون کو کب خیال نہوگا تم کو لیاقت ہو تو مردون کو کہان تک پاس نہ ہوگا مشکل تو یہ ہے
کہ تم صرف اُسی روٹی دال پکالینے اور پھٹا پرانا سی لینے کو لیاقت سمجھتی ہو پھر جیسی لیاقت ہو ویسی قدر ہے
تمہاری اس بالفعل کی حالت پر ایک بدعقلی اور ایک مکر دیبے وفائی کیا اگر دنیا بھر کے الزام تم پر لگائے جائیں بلکہ
تو واجب اور دنیا بھر کی برائیان تم مین نکالی جائیں تو بجا۔ اے عورتو تم مردون کے دل بہلاؤ اور انکی
کو سرمایۂ عیش انکی آنکھونکو باغ وبہار انکی خوشی کو زیادہ اُن کے غم غلط کرنے والیان ہو اگر تم سے
مردونکو بڑے کامونمیں مدد ملے اور تم کو بڑے کامون کے انتظام کا سلیقہ ہو تو مرد تمہارے پاؤن
دھو دھو پیا کریں اور تم کو اپنا سرتاج بنا رکھیں تم سے بہتر اُن کا غمگسار تم سے بہتر اُن کا صلاح کار
تم سے بہتر انکا خیرخواہ اور کون ہے لیکن بڑے کامون کا سلیقہ حاصل ہو تو کیونکر ہو گھر کی چار دیواری بمنزلہ
تو تم قید ہو کسی سے ملنے کی تم نہیں کسی سے بات کرنیکی تم نہیں عقل ہو یا سلیقہ آدمی سے سیکھنا آتا ہے
مرد لوگ پڑھ لکھکر عقل وسلیقہ پیدا کرتے ہیں اور جو لکھے پڑھے نہیں وہ بھی ہزارون طرح کے
لوگون سے ملتے دس سے دس طرح کی باتیں سنتے ہیں اس پردے سے تم کو نجات کی اُمید نہیں
ہمارے ملکی دستور اور رواج نے پردہ نشینی کو عورتون پر فرض وواجب کر دیا ہے اور اس رواج کی
پابندی نہایت ضرور ہے پس سوائے لکھنے پڑھنے کے اور کیا تدبیر ہے کہ تمہاری عقلون کو ترقی ہو
بلکہ مردون کی نسبت عورتون کو پڑھنے کی زیادہ ضرورت ہے مرد تو باہر کے چلنے پھرنے والے ٹھہرے
لوگونسے مل جل کر بھی تجربہ حاصل کر لینگے تم گھر میں بیٹھے بیٹھے کیا کروگی سینے کی پچی سے عقل کی پڑیا نکال
لوگی یا اناج کی کوٹھری سے تجربہ کی جھولی بھر لاؤگی پڑھنا سیکھو کہ پردہ میں بیٹھے ہوئے تمام دنیا کی سیر

کر لیا کرو علم حاصل کرو کہ اپنے گھر میں زمانہ بھر کی باتیں تم کو معلوم ہوا کریں عورتوں کو اپنی اولاد کی تہذیب کیواسطے بھی لیاقت حاصل کرنیکی بہت ضرورت ہے۔ لڑکیاں تو بیاہ تک اور لڑکے بھی اکثر دس برس کی عمر تک گھروں میں ترتیب پاتے ہیں اور ماؤں کی خو بو ان میں اثر کرتی ہے پس اے عورتو اولاد کی اگلی زندگی تمہارے اختیار میں ہے چاہو تو شروع سے ان کے دلوں میں وہ ارادے اور وہ اونچے خیالات بھر دو کہ بڑے ہو کر نام و نمود پیدا کریں اور تمام عمر آسایش میں بسر کر کے تمہارے شکر گزار رہیں اور چاہو تو انکی افتاد کو ایسا بگاڑ دو کہ جوں جوں بڑے ہوں خرابی کے پچھن سیکھتے جائیں اور انجام تک اس ابتدا کا تاسف کیا کریں لڑکو بولنا آیا اور تعلیم پانے کا مادہ حاصل ہوا اگر ماؤں کو لیاقت ہو تو اسیوقت سے بچوں کو تعلیم کر علیں مکتب یا مدرسے بھیجنے کے انتظار میں لڑکوں کے کئی برس ضائع ہو جاتے ہیں۔ بہت چھوٹی عمر میں نہ خود لڑکوں کو مدرسہ جانے کا شوق ہوتا ہے نہ ماؤں کی محبت اس بات کی مقتضی ہوتی ہے کہ ننھے ننھے بچے جو ابھی اپنی ضرورتوں کے ضبط پر قادر نہیں ہیں استاد کی قید میں رکھے جائیں لیکن مائیں اگر چاہیں اسیوقت میں انکو بہت کچھ سکھا پڑھا دیں لڑکے مدرسے میں بیٹھنے کے لیے بھی مدتوں تک سبق وہی سے پڑھا کرتے ہیں اور بہت دنوں میں ان کی استعداد کو ترقی ہوتی ہے اب اس تمام وقت میں انکو ماؤں سے مدد ملسکتی ہے اول تو ماؤں کی سی شفقت اور دلسوزی کہاں دوسرے رات دن کا برابر پاس رہنا جب ذرا طبیعت متوجہ دیکھی بہت کوئی حرف پہچنوا دیا کچھ گنتی ہی یاد کرا دی کہیں پورب پچھم کا امتیاز بتا دیا مائیں تو باتوں باتوں میں سکھا سکتی ہیں جو استاد برسوں کی تعلیم میں بھی نہیں سکھا سکتا۔ اور ماؤں کی تعلیم میں ایک کتنا بڑا لطف ہے کہ لڑکوں کی طبیعت کو وحشت نہیں ہونے پاتی اور شوق کو ترقی ہوتی جاتی ہے اولاد کی تہذیب تو تہذیب انکی پرورش کی تدابیر انکی جانکی حفاظت ماؤں کی اختیار میں ہے اگر خدانخواستہ کہیں اس سلیقہ میں کمی ہو تو اولاد کی جان پر کرنہ ہی ایسا کون کمبخت ہوگا کہ جسکو ماؤں کی محبت میں کلام ہو لیکن وہی محبت اگر نادانی کے ساتھ برتی جائے تو ممکن ہے کہ بجائے نفع کے الٹا نقصان پہونچائے ذرا غور کرو کیا ہزاروں جاہل ورکم عقل مائیں ایسی نہیں ہیں جو اولاد کے ہر ایک مرض کو نظر گزر اور پرچھاواں قرار دیتیں اور آسیب سمجھکر بجائے دوا کے جھاڑ پھونک آنا کیا کرتی ہیں اور نامناسب علاج کا اثر

تمہیں سمجھ لو کیا ہوتا ہوگا غرض یہ کل خانہ داری کی درستی عقل پر اور عقل کی درستی علم پر موقوف ہے
اب تم کو ایک لطیف قصہ سناتے ہیں جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ بے ہنری سے کیا تکلیف پہنچتی
ہے ایک بیوقوف لڑکی کا بیاہ ہوگیا تھا اُس نے اپنی بیوقوفی سے سسرال میں برس دو
برس بھی نباہ نہ کیا بیاہ کے چوتھے یا پانچویں ہی مہینے میاں پر تقاضا کرنا شروع کیا کہ تمہاری
ماں بہنوں میں ہمارا گزارا نہیں ہوتا ہم کو الگ مکان لے دو میاں نے کہا تمہارے جتنے جھگڑے
اپنی ماں بہنوں کے ساتھ میں سنتا رہا ہوں اُن سب میں تمہاری ہی خطا ہے محلے میں جو
آدمی بازاری طور کے رہتے ہیں تم نے اُن کی لڑکیوں کو بہن بنا رکھا ہے رات دن
جیوند و بھٹیارے کی بیٹی جھنیا اور بخشو قلعی گر کی بیٹی زلفن کھیو سقے کی بیٹی رحمت
مدن کنجڑے کی بیٹی سلمتی تمہارے پاس گھسی رہا کرتی ہیں اور تم کو اس بات کا کچھ
خیال نہیں کہ یہ لوگ نہ ہماری برادری ہیں نہ بھائی بند نہ اُن سے ہماری ملاقات نہ راہ
رسم نہ محبت تمام محلے میں چرچا ہو رہا ہے کہ کیسی بہو آئی ہے جب دیکھو ایسی ہی لڑکیاں
اُسکے پاس بیٹھی ملتی ہیں آخر محلے میں قاضی امام علی حکیم شفاء الدولہ منشی ممتاز احمد
مولوی روح اللہ میر حسن رضا یہ لوگ بھی تو رہتے ہیں اور ان کی بہو بیٹیاں ہمارے گھر
میں آتی جاتی ہیں تم کسی سے بات بھی نہیں کرتیں - اگر والدہ صاحبہ نے تم کو ذلیل اور
بے عزت لوگوں کی لڑکیوں سے ملنے کو منع کیا تو کیا بے جا کیا اس بیوقوف بی بی نے جواب
دیا کہ محبت ملاپ دل کے ملنے پر موقوف ہے ہماری ماں کے ہمسایہ میں ایک باسو منیہار
رہتا تھا بنو اُس کی بیٹی ہماری سہیلی تھی جب ہم چھوٹے تھے اُس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے
گڈے گڑیوں کا بیاہ بھی ہم نے بنو کے ساتھ کیا تھا بنو بیچاری بہت غریب تھی ہم اپنی اماں
سے چرا کر اُس کو بہت چیزیں دیا کرتے تھے اماں نے ہر چند منع کیا مگر ہم نے بنو کا ملنا نہ
چھوڑا میاں نے کہا تم نے بہت جھک مارا یہ سن کر وہ احمق عورت میاں سے بولی - دیکھو
خدا کی قسم میں نے کہدیا ہے مجھ سے زبان سنبھال کر بولا کرو - نہیں پیٹ پیٹ کر اپنا خون کر ڈالونگی
یہ کہکر رونے لگی اور اپنے ماں باپ کو کوسنا شروع کیا - الہی اس اماں باوا کا برا ہو کیسی
کمبختی میں مجھکو دھکیل دیا ہے مجھکو اکیلا پا کر سب نے ستانا شروع کیا ہے - الہی میں

مرجاؤں میرا جنازہ نکلے اور غصہ کے مارے پان کھانیکی پٹاری جو چارپائی پر رکھی تھی لات مارکر
گرادی تمام کتھ چونا توشک پر گرا۔ آفت و رئیس کا لحاف پائنتی تہ کیا ہوا رکھا تھا چونے کے لگنے سے
اُس کا تمام رنگ کٹ گیا پٹاری کے گرنے کا غل سن کر سامنے کے دالان سے ساس دوڑی آئیں
ماں کو آتے دیکھ بیٹا تو دوسرے دروازہ سے چلدیا لیکن اپنے دل میں کہتا تھا ناحق میں نے بھڑ کے
چھتے کو چھیڑا ساس نے آکر دیکھا تو چار پیسے کا کتھا جو کل چھان پکا کر کلھیا میں بھر دیا تھا
سب گرا پڑا ہے توشک کتھے میں لت پت ہے لحاف چونے میں تر بتر بہو زار قطار رو رہی
ہیں آتے ہی ساس نے بہو کو گلے سے لگایا اور اپنے بیٹے کو ناحق بہت کچھ برا کہا اتنی دلجوئی
کا سہارا اور لگتی کو ٹھیلتے کا بہانا ہوا ہر چند ساس نے منت کی اور سمجھایا مگر اُس مکار عورت
پر مطلق اثر نہوا ہمسایہ کی عورتیں رونے پیٹنے کی آواز سنکر جمع ہو گئیں یہانتک نوبت پہنچی کہ
قلعی گر کی بیٹی زلفن سمدھیلنے کو دوڑی گئی اور ایک کی چار چار لگائیں اُن کی ماں
بھی خدا کے فضل سے بڑی تیز تھیں سنتے کے ساتھ ہی ڈولی پر چڑھ آ پہنچیں بہت کچھ لڑیں
جھگڑیں آخر بیٹی کو ساتھ لے گئیں کئی مہینے دونوں طرف سے آمد و رفت سلام و پیام متروک
رہا تاکہ قصہ اچھی طرح سمجھ میں آئے تم کو نام بھی اُن لوگوں کے بتا دینے ضرور ہیں اکبری خانم
اس بیوقوف اور مکار عورت کا نام تھا اور سسرال سے اس کو مزاجدار بہو کا خطاب ملا تھا یہ اکبری
بیوقوف بے ہنر بد مزاج تھی لیکن اسکی چھوٹی بہن اصغری خانم بہت عقلمند فہمیدہ اور نیک مزاج
تھی چھوٹی سی عمر میں اس نے قرآن شریف کا ترجمہ اور مسائل کی کتابیں پڑھ لی تھیں لکھنے میں
بھی عاجز نہ تھی گھر کا حال اپنے باپ کو ہفتے کے ہفتے لکھ بھیجا کرتی ہر ایک طرح کا کپڑا سی سکتی
تھی اور انواع و اقسام کے مزیدار کھانے پکانا جانتی تھی تمام محلے میں اصغری خانم کی
تعریف تھی۔ ماں کے گھر کا تمام بندوبست اصغری خانم کے ہاتھوں میں رہتا تھا جب کبھی باپ
رخصت لیکر گھر آتا خانہ داری کے انتظام میں اصغری سے پوچھتا روپیہ پیسہ کوٹھری اور صندوقوں
کی کنجیاں سب کچھ اصغری کے اختیار میں رہا کرتا تھا ماں باپ دونوں جان و دل سے اصغری
کو چاہتے تھے بلکہ محلے کے سب لوگ اصغری کو پیار کرتے تھے مگر اکبری خود اپنی چھوٹی بہن
اصغری سے ناراض رہا کرتی بلکہ اکیلا پا کر مار بھی لیا کرتی تھی لیکن اصغری ہمیشہ آپا کا ادب کیا

کرتی اور کبھی اپنی ماں سے اُس کی چغلی نہ کھاتی دونوں بہنوں کی منگنی بھی اتفاق سے ایک ہی گھر میں ہوئی محمد عاقل و محمد کامل دو حقیقی بھائی تھے۔ اکبری کا بیاہ بڑے بھائی محمد عاقل سے ہوا تھا اور اصغری کی بات محمد کامل کے ساتھ ٹھیر چکی تھی مگر بیاہ نہیں ہوا تھا اکبری کی بدمزاجی کے سبب قریب تھا کہ اصغری کی منگنی چھوٹ جائے لیکن لڑکیوں کی خالہ محمد عاقل کے گھر کے پاس رہتی تھی ہمیشہ اصلاح کیا کرتی اور اگرچہ اکبری لڑ کر چلی گئی تھی لیکن خالہ نے بہت کچھ لعنت ملامت کی اور پس و پیش سمجھایا آخر کار کئی مہینے بعد رمضان کی تقریب سے بھانجی کو سسرال لوا لائی چند روز تک محمد عاقل مزاجدار بہو سے ناخوش رہا آخر کو خلیا ساس نے میاں بی بی میں ملاپ کرا دیا لیکن جب مزاجوں میں ناموافقت ہوتی ہے تو ہر ایک بات میں بگاڑ کا سامان موجود ہوتا ہے محمد عاقل نے ایک دن اپنی ماں سے کہا کہ آج میں نے ایک دوست کی دعوت کی ہے افطاری اور کھانیکا زیادہ اہتمام ہونا چاہیئے ماں نے جواب دیا خدا جانے کس مصیبت سے میں روٹی بھی پکا لیتی ہوں تین دن سے افطار کیوقت مجھکو غش پڑتا ہے مجھکو اپنی خبر تک نہیں رہتی خدا ہمسائی کا بھلا کرے کہ وہ اتنا بھی پکا دیتی ہے تم نے دعوت سے پہلے گھر میں پوچھ تو لیا ہوتا محمد عاقل نے تعجب کی راہ سے بی بی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ اتنے کام کی بھی نہیں ہیں؟ بہو کو اتنا ضبط کہاں تھا کہ اتنی بات سُن کر چپ رہے سنتے ہی بولی اسی بوڑھی اماں سے پوچھو کہ بیٹے کا بیاہ کیا ہے یا لونڈی مول لی ہے آج تو صاحب روزے میں چوتھا پہر تھا محمد عاقل نے سوچا اب میں رد و کد کرتا ہوں تو پہلے تو افطار رُسوائی ہو گی اپنا سا مُنہ لیکر رہگیا اور افطار کیواسطے کچھ بازار سے مول لے آیا غرض وہ بات ٹل گئی اب محمد عاقل کو دوسری آفت پیش آئی یعنی عید بیچارے نے ایک ہفتہ آگے سے مزاجدار بہو صاحب کے جوڑے کی تیاری شروع کی روز طرح طرح کے کپڑے رنگ برنگ کی چوڑیاں۔ ڈیڑھ حاشیہ اور سلمے ستارے کی کامدار جوتیاں لاتا تھا مزاجدار بہو کی خاطر میں کچھ نہ آتا تھا۔ یہانتک کہ عید کا ایک دن باقی رہگیا مجبور ہو کر اکبری خانم کی خالہ کے پاس گیا انہوں نے آواز سنکر بلا لیا بلائیں لیں پیار سے بٹھایا پان بنا کر دیا اور پوچھا کہو اکبری تو اچھی ہے؟ محمد عاقل نے کہا صاحب آپ کی بھانجی تو عجب مزاج کی عورت ہے میرا تو دم ناک میں آگیا ہے جو ادا ہے سو نرالی ہے اد

جو بات ہے سو ٹیڑھی ہے خلیا ساس نے کہا بیٹا اس کا خیال مت کرو ابھی کم عمر ہے بال بچے
ہونگے گھر کا بوجھ پڑیگا مزاج خود درست ہو جائیگا۔ اور آخر اچھے لوگ بڑوں سے بھی نباہ دیتے
ہیں بیٹا تم کو خدا نے سب طرح لائق کیا ہے ایسی بات نہ ہو کہ لوگ ہنسیں آخر تمہاری ناموس
ہے محمد عاقل نے کہا جناب میں تو اسی خیال سے بہت درگزر کرتا رہتا ہوں اب دیکھئے
کل عید ہے اس وقت نہ چوڑیاں پہنی ہیں نہ کپڑے بنائے گئے ہیں ذرا آپ چلکر سمجھا دیجئے
میں نے بہت کچھ کہا اماں نے بہت منتیں کیں نہیں مانتیں خلیا ساس نے کہا اچھا
تمہارے خالو ابا نماز پڑھنے مسجد میں گئے ہیں وہ آلیں تو ان سے پوچھ کر میں چلتی ہوں
غرض خالہ اماں نے جا کر چوڑیاں پہنائیں کپڑے قطع کئے جلدی کے واسطے سب ملکر سینے
بیٹھیں خالہ نے کہا بیٹی پائجامے میں کلیاں تو تم لگاؤ گوٹ تمہاری ساس کترتی ہیں میں اتنے
تمہارے ڈوپٹے میں طوئی ٹانکتی ہوں۔ جب اکبری کلیاں بھی لگا چکی تو اس نے اترا کر خالہ
سے کہا لو بی ابھی تم کو دو پلے باقی ہیں اور میں دونوں پائچوں میں کلیاں بھی لگا چکی خالہ
نے دیکھا تو سب کلیاں الٹی اکبری کی ساس کے لحاظ سے منہ پر تو کچھ نہیں کہا لیکن چپکے
چپکے دو چار چٹکیاں ایسی لیں کہ اکبری کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور اشارہ سے کہا کہ
اے نامراد سوجھ تو الٹی کلیاں لگا بیٹھی اکبری سے سیا ہوا سب ادھیڑا اور پھر کلیاں لگانی شروع
کیں جب لگا چکیں خالہ نے دیکھا تو سب میں جھول اب تو خالہ سے نہ رہا گیا اور اکبری کی ساس سے آنکھ
بچا کر ایک سوئی اکبری کے ہاتھ میں چبھو دی اور کلیاں پھر ادھیڑ کر آپ لگائیں غرض خدا خدا کرکے مزاجدار
بہو کا جوڑا اسی کر تیار ہوا رات زیادہ گئی تھی اکبری کی خالہ اپنے گھر کو رخصت ہوئیں یہ لوگ بھی سو
رہے بچے عید ہی کی خوشی میں سویرے سے جاگے کسی نے رات کی مہندی کھولی کسی نے کھلونے نکالے
غل مچایا کسی نے اٹھتے کیساتھ عیدی مانگنی شروع کی محمد عاقل بھی نماز صبح سے فارغ ہو کر حمام میں غسل
کرنے چلا گیا نہا دھو کر چار گھڑی دن چڑھے واپس آیا لڑکوں کو دیکھا کپڑے بدل بدلا عید گاہ کیواسطے
طیار بیٹھے ہیں لیکن مزاجدار بہو صاحب حسب عادت سو رہی ہیں محمد عاقل نے اپنی چھوٹی بہن محمودہ سے کہا محمودہ
جاؤ اپنی بھابی کو جگا دو پہلے تو محمودہ نے تامل کیا اسواسطے کہ مزاجدار بہو سے بہت ڈرتی تھی جب سے بیاہ ہوا
مزاجدار بہو نے ایکدن اپنی چھوٹی نند محمودہ کیساتھ محبت سے بات نہیں کی تھی اور نہ کبھی اسکو اپنے پاس

آنے اور بیٹھنے دیا تھا لیکن بھائی کے کہنے سے اور عید کی خوشی میں محمودہ دوڑی دوڑی چلی گئی
اور کہا بھابی اٹھو بھابی نے اُٹھتے کے ساتھ محمودہ کے ایک طمانچہ بھی کیا محمودہ رونے لگی باہر
سے بھائی آواز سُن کر دوڑا اُس کو روتا دیکھ گود میں اُٹھا لیا اور پوچھا کیا ہوا محمودہ نے روتے
روتے کہا بھابی جان نے مارا مزاجدار نے کہا دیکھو جھوٹی نامراد آپ تو دوڑتے میں گر پڑی اور میرا
نام لگاتی ہے محمد عاقل کو غصہ تو آیا لیکن مصلحت وقت سمجھکر ضبط کیا محمودہ کو پیار چمکار کر چپ
کیا اور بی بی سے کہا خیر اُٹھو نہاؤ کپڑے بدلو دن زیادہ چڑھ گیا میں عیدگاہ جاتا ہوں مزاجدار
نے ناک بھوں سکیڑ کر کہا میں ایسے سویرے نہیں نہاتی ٹھنڈ کا وقت ہے تم اپنے عیدگاہ
جاؤ میں نے کیا منع کیا ہے محمد عاقل کو ایسی روکھی بات سنکر بہت رنج ہوا۔ اور مزاجدار سدا
کی ایسی کمبخت تھی کہ ہمیشہ اپنے میاں کو ناخوش رکھتی تھی اتنے میں محمد عاقل کو ماں نے پکارا کہ
بیٹا جاؤ بازار سے دودھ لاؤ۔ تو خیر سے عیدگاہ کو سدہارو۔ عاقل نے کہا بہت خوب پیسے دیجئے
میں دودھ لائے دیتا ہوں لیکن اگر میرے واپس آنے تک اُنہوں نے کپڑے نہ بدلے تو سب
کپڑے چولھے میں رکھ دونگا۔ محمد عاقل تو دودھ لینے بازار گیا ماں کو معلوم تھا کہ لڑکے کا
مزاج بہت برہم ہے اور طبیعت بھی اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اول تو اُس کو
غصہ نہیں آتا اور جو کبھی آجاتا ہے تو عقل اُس کی ٹھکانے نہیں رہتی ایسا نہ ہو کہ سچ
مچ کپڑے جلادے جلدی سے بہو کے پاس گئیں اور کہا بیٹی خدا کے لئے برس کے برس
دن بدشگونی مت کرو اُٹھو نہاؤ کپڑے بدلو مزاجدار نے کہا نہیں بی بی میں تو اس وقت
نہیں نہاتی ٹھیر کر نہاؤنگی بارے ساس نے منت سماجت کرکے بہو کو نہلا دھلا کر کنگھی چوٹی کر
کپڑے پہنا محمد عاقل کے آنے سے پہلے دلہن بناکر بٹھا دیا۔ محمد عاقل یہ دیکھ کر بہت
خوش ہوا عیدگاہ چلتے ہوئے محمودہ سے پوچھا کہو بی تمہارے واسطے بازار سے کونسا کھلونا
لائیں محمودہ نے کہا اچھی خوبصورت سی رحل لا دینا اُس پر ہم اپنا سیپارہ رکھیں گے
اور قلم دوات رکھنے کیلئے ایک چھوٹی سی صندوقچی۔ مزاجدار بھی خود بخود بولی اور ہمارے
لئے محمد عاقل نے کہا جو تم فرمایش کر دو لیتا آؤں مزاجدار نے کہا بھٹے سنگھاڑے اور
جھڑبیری کے بیر اور مٹر کی پھلیاں اور بہت سی نارنگیاں ایک ڈفلی ایک کھنجری یہ سُن کر

محمد عاقل ہنسنے لگا اور کہا ڈفلی کھنجری کیا کرو گی؟ مزا جدار احمق نے جواب دیا بجائیں گے اور کیا
کریں گے۔ محمد عاقل سمجھا کہ ابھی تک اس بیوقوف میں بے تمیز بچوں کی طرح کھانے اور کھیلنے کے
پست خیالات موجود ہیں کپڑے بدلنے سے جو خوشی محمد عاقل کو ہوئی تھی وہ سب خاک
میں مل گئی اور اُسی افسردہ دلی کی حالت میں عیدگاہ چلا گیا۔ اُس کا جانا اور مزاجدار نے ایک
اور نئی بات کی ساس سے کہا کہ ہم کو ڈولی منگا دو ہم اپنی ماں کے گھر جائیں گے۔ ساس نے
کہا بھلا جانے کا یہ کیا موقع ہے۔ چار مہینے بعد تم ماں کے گھر سے اب آٹھ دن ہوئے کہ آئی
ہو عین عید کے دن جانا بالکل نامناسب ہے مزاجدار نے کہا آج میرا جی بہت گھبراتا
ہے دل اُلٹا جاتا ہے مجھکو اپنے میکے کی سہیلی باسو ٹھیار کی بیٹی بنو بہت یاد آتی ہے
ساس نے کہا بیٹی نوج کبھی سے کسی کو ایسا عشق ہو جیسا تم کو بنو کا ہے اگر ایسا ہی دل
چاہتا ہے تو اُسکو بلوا بھیجو۔ مزاجدار نے کہا واہ بڑی بلانے والیں؟ ایسا ہی بلانا تھا تو کل
اُسی کو بلوا کر چوڑیاں پہنوائیں ہوتیں ساس نے کہا بھلا بیٹی مجھکو کیا معلوم تھا۔ کہ یکایک
تم کو اُس کی یاد گدگدائے گی۔ مزاجدار نے کہا خیر بی خیر اس بحث سے کیا فایدہ
ڈولی منگوانی ہے تو منگوا دو نہیں تو میں پہلے سلمتی کے ابا سے منگوا بھیجوں۔ ساس نے کہا لڑکی
تیری عقل ماری گئی ہے۔ میاں سے پوچھا نہیں گچھا نہیں آپ ہی آپ چلیں؟ اور مجھکو
اپنا بوڑھا چونڈا نہیں منڈوانا جو لڑکے کی بے اجازت ڈولی منگوا دوں۔ مزاجدار
بولی کیسے میاں اور کیسا پوچھنا۔ اب کوئی اپنے ماں باپ سے عید بقر عید کو بھی نہ ملا کرے اتنا
کہکر مولن کنجڑے کی بیٹی سے ڈولی منگوا یہ جا وہ جا۔ تھوڑی دیر بعد محمد عاقل عیدگاہ سے
لوٹا اور گھر میں گھستے ہی پکارا لو بی اپنی کھنجری ڈفلی۔ لو بجاؤ۔ دیکھا تو سب چپ ہیں ماں سے
پوچھا کیا ہوا خیر تو ہے؟ محمودہ نے کہا بھابی جان تو چلی گئیں محمد عاقل نے حیران ہو کر پوچھا
ایں کیونکر گئیں کہاں گئیں؟ کیوں جانے دیا ماں نے جواب دیا بیٹھے بٹھائے یکایک کہنے
لگیں میں تو اپنی اماں کے یہاں جاؤنگی۔ میں نے ہرچند منع کیا ایک نہ مانی۔ مولن سے
ڈولی منگا چلی گئیں۔ میں روکتی رہ گئی۔ محمد عاقل یہ سن کر غصہ کے مارے تھرا اُٹھا اور
چاہا کہ سسرال جا کر ابھی اُس نابکار عورت کو سزا دے یہ سوچ کر باہر چلا ماں سمجھ گئی

جانے کو ماں نے پکارا اُس نے جواب نہ دیا ماں نے کہا شاباش شاباش میں تمکو پکار رہی ہوں
تم سنتے ہو اور جواب نہیں دیتے تیرھویں صدی میں ماؤں کا یہی قدر رہگیا ہے یہ سنتے ہی محمد عاقل
اُلٹے پاؤں پھرا ماں نے کہا بیٹا یہ تو بتا اس دھوپ میں کہاں جاتا ہے ابھی عیدگاہ
سے آیا ہے پھر باہر چلا اماں صدقہ گئی جی ماندہ ہوجائیگا محمد عاقل نے کہا بی میں کہیں
نہیں جاتا مسجد میں حافظ جی سے ملنے جاتا ہوں۔ ماں نے کہا لڑکے ہوش میں آ میں نے
دھوپ میں اپنا چونڈا سفید نہیں کیا تو صاحب ہمیں سے باتیں بنانے چلا ہے حافظ جی کے
پاس جاتا ہے تو انگرکھا اور دوپٹہ اُتار کر رکھ جا شوق سے مسجد میں بیٹھ یہ سن کر محمد عاقل مسکرا
نے لگا ماں نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس جانماز پر بٹھا لیا اور اُس کے سر کی طرف دیکھکر بولی کہ عیدگاہ
کے آنے جانے میں تمہارے بال تمام گردآلودہ ہوگئے ہیں ذرا تکیہ پر سر رکھکر لیٹ جاؤ۔ تو
میں صاف کردوں محمد عاقل ماں کے کہنے سے ذرا کی ذرا لیٹ گیا محمودہ بھائی کو لیٹا دیکھکر پنکھا
جھلنے لگی کچھ تو عیدگاہ کا تکان اُدھر پنکھے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور ماں نے جو دست شفقت
سر پر پھیرا تو سب سے زیادہ اُس کی راحت ہوئی غرض محمد عاقل سو گیا۔ جاگا تو دن ڈھل
گیا تھا اور غصہ بھی دھیما ہو گیا تھا ماں نے کہا لو ہاتھ منہ دھوؤ وضو کرکے ظہر کی نماز پڑھو وقت
تنگ ہے پھر آؤ تم کو کام بتائیں نماز پڑھ پڑھا کر محمد عاقل آیا تو ماں نے کہا لو اب سسرال جاؤ
اور تجھے میری ہی جان کی قسم ہے جو تو وہاں کچھ لڑا لایا بولا محمد عاقل نے کہا تو مجھ کو ست سمجھ
ماں نے کہا لڑکے خیر منا الٰہی کیسی بُری زبان ہے سسرال تو تیری اور سمجھوں کس کو یہ لو
ایک روپیہ تو اپنی سالی اصغری کے ہاتھ میں عیدی کا دینا اور یہ ایک اٹھنی اپنی خلیا ساس
کے بیٹے میاں مسلم کو اور آدھے کھلونے بھی لیتے جاؤ۔ اور ایک خوان میں سویاں اور دودھ اور
مٹھائی کی ٹوکری بھی ماما عظمت کے ہاتھ اپنے ساتھ لواتے جاؤ۔ دیکھو خبردار کچھ بولنا چالنا مت
محمد عاقل نے کہا اور اماں خنجری اور ڈفلی بھی لیتا جاؤں ماں نے کہا بس ایسی باتیں وہاں
نہ بول اٹھنا۔ غرض محمد عاقل ساس کے گھر پہونچے گھر میں اکبری خانم اپنی سہیلیوں کیساتھ
اُودھم مچا رہی تھی اور باہر گلی میں غل کی آواز چلی آتی تھی۔ ماما عظمت اندر گئی۔ اصغری
نے ماما کو دور سے دیکھکر دبی آواز سے کہا اے بی آپا چپ کرو تمہاری سسرال سے

بلا ما آئی ہے عظمت نے اندر پہونچکر محمد عاقل کو بلایا صاحبزادے آئے۔ غرض محمد عاقل اندر گئے
ساس کو سلام کیا انہون نے کہا جیتے رہو عمر دراز اتنے میں اصغری بھی اوڑھنی سنبھال سنبھلکر
کوٹھری سے نکلیں اور نہایت ادب سے جھک کر بہنوئی کو سلام کیا بہنوئی نے گود میں بٹھا لیا۔
اور روپیہ دیا اصغری اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگی ماں نے کہا لے لو بہنوئی عیدی دیتا ہے
اصغری نے روپیہ لیکر سلام کیا اور گود سے اُتر الگ ہو بیٹھی۔ پھر اُٹھکر نہایت سلیقہ کیساتھ
اُجلا دسترخوان بہنوئی کے آگے لا بچھایا اور ایک رکابی میں سویان ایک پیالے میں دُودھ
طشتری میں قند ایک چمچہ لا کر سامنے رکھدیا۔ ساس نے کہا بیٹا کھاؤ۔ محمد عاقل نے کہا مجھکو
عیدگاہ میں زیادہ دیر ہوگئی تھی ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے میں نے کھانا کھایا ہے
ساس نے کہا کیا مضائقہ ہے سویان تو پانی ہوتی ہیں۔ کھاؤ بھی جبتک محمد عاقل سویان کھاتا
رہا اصغری الائچی ڈال ایک مزیدار پان بنا لائی۔ کھانے کے بعد ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں
تھوڑی دیر کے بعد محمد عاقل نے کہا جناب میں رخصت ہوتا ہون ساس نے کہا اب
کہان جاؤگے یہیں سو رہو۔ محمد عاقل نے کہا آج عید کا دن ہے آئے گئے سے ملنا ہے دودھ
نہیں بھیجا بھجوانا۔ اور میں امان سے رات کے واسطے کہہ کر بھی نہیں آیا ساس نے کہا
ملنے ملانے کا وقت تو اب نہیں رہا۔ شام ہونے آئی اور بھیجنے بھجوانے کو سمدھن کافی ہیں
اور ہیں کہہ بھی کہا کہ تم کچھ دُودھ نہیں پیتے۔ آخر عظمت جائیگی خبر کر دیگی۔ غرض محمد عاقل
نے بہت کچھ حیلے کیے ساس نے ایک نہ مانی اور محمد عاقل کو زبردستی رہنا پڑا۔ چار گھڑی
رات گئے جب کھانے پینے سے فراغت ہوئی۔ اصغری نے برتن بھانڈ اگری پڑی چیز ٹھکانے
سے رکھی باہر کے دروازے کی زنجیر بند کی۔ کوٹھریون کو قفل لگا کر کنجیان ماں کے حوالے
کیں ہر ایک والان اور باورچی خانہ کا چراغ گل کیا۔ ماں اور آپا اور بہنوئی سب کو
پان بنا کر دیئے اور فراغت سے جا کر سو رہی۔ اب ساس نے محمد عاقل سے کہا کیون بیٹا
تم میان بی بی میں یہ کیا آئے دن کی لڑائی رہا کرتی ہے؟ اکبری کی تو ایسی بُری عادت
ہے کہ کبھی بھول کر بھی سسرال کی بات مجھ سے نہیں کہتی۔ نہیں دنیا جہان کی لڑکیون کا
دستور ہوتا ہے کہ سسرال کی ذرا ذرا بات ماؤن سے لگایا کرتی ہیں نہیں معلوم اسکو کیا

خدا کی سنوار ہے بہتیرا پوچھ پوچھ کر اپنا منہ تھکا ڈالا تھا کہ یہ کچھ بھی بتا دے لیکن ٹولہ محلہ کی بات
کانوں کان پہنچ جاتی ہے اور پرے لوگوں سے میں بھی گھر بیٹھے بیٹھے سب سنا کرتی ہوں۔
محمد عاقل نے ساس سے یہ بات سنکر تھوڑی دیر تامل کیا اور لحاظ کے سبب جواب منہ سے
نہیں نکلتا تھا مگر اس نے خیال کیا موت کے بعد ایسا اتفاق ہوتا ہے اور خود انہوں نے چھیڑ کر پوچھا
ہے ایسے موقع پر سکوت کرنا خلاف مصلحت ہے۔ بہتر ہے کہ عمر بھر کا زہر اُگل ڈالیے
شاید آج کی گفتگو میں آئندہ کے واسطے کوئی بات نکل آئے۔ غرض محمد عاقل نے شرما کے کہا
کہ آپ کی صاحبزادی موجود ہیں ان ہی سے پوچھیے ہمارے یہاں ان کو کیا تکلیف پہنچی
خاطر داری و مدارات میں کسیطرح کی کمی ہوئی یا کوئی اُن سے لڑا یا کسی نے اُن کو بُرا کہا آپ
کو معلوم ہے گھر میں ہم گنتی کے گنے آدمی ہیں والدہ صاحبہ سے تو تمام محلہ واقف ہے ایسی
صلح کل ہیں کہ تمام عمر اُن کو کسی سے لڑنے کا اتفاق نہیں ہوا اگر کوئی اُن کو دس باتیں سخت
بھی کہہ جائے تو چپ رہ جاتی ہیں محمد کامل دن بھر پڑھنے لکھنے میں لگا رہتا ہے۔ صبح
نکلا رات گئے گھر آتا ہے کھانا کھایا اور سو رہا۔ میں نے اس کو ان سے کبھی بات کرتے بھی نہیں
دیکھا۔ محمودہ انکی صورت سے ڈرتی ہے۔ رہا میں سو موجود بیٹھا ہوں۔ جو کچھ شکایت مجھ
سے ہو بے تکلف بیان کریں۔ محمد عاقل کی ساس اب بیٹی کی طرف مخاطب ہو کر بولیں۔ ہاں
بھائی جو کچھ تمہارے دل میں ہو تم بھی صاف صاف کہہ گزرو بات کا دل میں رہنا اچھا نہ
ہوتا دل میں رکھنے سے رنج بڑھتا ہے اور فساد زیادہ ہوتا ہے اکبری اگرچہ جھوٹ بولنے پر بہت
دلیر تھی لیکن اُس وقت محمد عاقل کے روبرو کوئی بات کہتے نہ بن پڑی اور جی ہی جی میں
سہمی تھی کہ میں نے بہت سی جھوٹ باتیں ماں سے آکر لگائی ہیں ایسا نہ ہو کہیں اس وقت قلعی
کھل جائے یہ سوچ سمجھ اُس نے بات ہی کو ٹال دیا اور کہا تو یہ کہا کہ ہم الگ گھر کریں گے۔ اکبری
کی ماں نے داماد سے کہا کیوں بھائی تم کو الگ ہو کر رہنے میں کیا عذر ہے۔ خدا کا فضل
ہے خود نوکر ہو۔ خود کماتے ہو کسی بات میں ماں باپ کے محتاج نہیں اپنا کھانا اپنا پینا ج
کا دست نگر ہو کر رہنا کیا فائدہ۔ بیٹا بہو کیسے ہی پیارے ہوں پر جو آرام الگ رہنے
میں ہے ماں باپ کے گھر کہاں۔ جو چاہا سو کھایا جو چاہا سو پکایا۔ ذرا غور کرنے کی بات

مان باپ کے ساتھ رہکر لاکھ کماؤ پھر نام نہیں لوگ کیا جانیں تم اپنا کھاتے ہو یا مان باپ کے
سر پڑے ہو۔ محمد عاقل نے کہا جو آرام کی پوچھیے تو ہم کو جواب حاصل ہے الگ ہوے پیچھے
اسکی قدر معلوم ہوگی دونوں وقت پکی پکائی کھالی اور بےفکر ہوکر بیٹھ رہے۔ الگ ہونے پر
آٹا۔ دال گوشت۔ ترکاری۔ کنڈا لکڑی سبھی کا فکر کرنا پڑے گا اور آپ ہی انصاف فرمائے
خانہ داری میں کتنے بکھیڑے ہیں جیسے سبب ان سب آفتوں کو اپنے سر لینا میرے نزدیک
تو عقل کی بات ہے نہیں رہی یہ بات جو چاہا سو کھایا اور جو چاہا سو پکایا وہ اب بھی
حاصل ہے۔ ان ہی سے پوچھیے کبھی کوئی فرمایش کی ہے جس کی تعمیل نہ ہوئی ہو۔ بڑے کنبوں
میں البتہ اس طرح کی تکلیف ہوا کرتی ہے کہ ایک کا دل میٹھے چاولوں کو چاہتا ہے تو دوسرے کو
بھونی کھچڑی چاہئیے تیسرے کو پلاؤ درکار ہے چوتھے کو قورمہ کھانا منظور ہے۔ پانچویں کو پرہیزی
کھانا حکیم نے بتایا ہے۔ دس کے واسطے دس ہنڈیاں روز کے روز کہاں سے آئیں ہماری
سان کنبہ کون بہت بڑا ہے۔ فرمایش کریں تو ہم اور نہ کریں ہم۔ اس کو بھی جانے دیجیو
اگر ان کو ایسا ہی لحاظ ہے تو آپ کھانے کا اہتمام کیا کریں۔ خود والدہ کئی مرتبہ
کہہ چکی ہیں ان ہی سے پوچھیے کہا ہے یا نہیں؟ اور نام کو تو جو آپ نے فرمایا یہ
بھی میرے نزدیک کوئی عقل کی بات نہیں ہے اپنے آرام سے کام ہے۔ لوگ اپنے
دلوں میں جو چاہیں سو سمجھیں اور فرض کیجیے لوگوں نے یہی جانا کہ ہم مان باپ کے سر پڑے
ہیں تو اس میں ہماری کیا بےعزتی ہے۔ مان باپ ہیں کوئی غیر تو نہیں ہیں۔ مان باپ نے
ہم کو پالا پرورش کیا۔ کھلایا۔ پہنایا پڑھایا۔ لکھایا۔ شادی۔ بیاہ کیا۔ ان سب باتوں میں
تو ہماری بےعزتی نہیں ہوئی۔ اب کون سا سرخاب کا پر ہم میں لگ گیا ہے کہ ان کا
دست نگر ہونا ہماری بےعزتی کا موجب سمجھا جائے۔ ساس نے جواب دیا اگر سب لوگ
تمہاری طرح سمجھا کریں تو کیوں الگ ہوں۔ دنیا کا دستور ہے ہوتی چلی آئی ہے اور ہوتی
چلی جائیگی کہ بیٹے اپنے مان باپوں سے جدا ہو ہی جلتے ہیں اور میں تو جانتی ہوں کہ دنیا
میں کوئی بہو ایسی نہ ہوگی جس کا میاں کماؤ اور وہ ساس نندوں میں رہنا پسند
کرے محمد عاقل نے کہا یہ آپ کا فرمانا درست ہے اگر بیٹے مان باپ سے جدا نہ ہوا کرتے

تو شہر میں اتنے گھر کہاں سے آتے لیکن ہر ایک کی حالت جدا جدا ہے الگ ہو کر رہنا میری حالت کیلئے کسیطرح مناسب نہیں معلوم ہوتا دس روپیہ کا تو میں نوکر اتنی آمدنی میں الگ گھر کا سنبھالنا نہایت دشوار نظر آتا ہے اور پھر اس نوکری کا بھی اعتبار نہیں خدانخواستہ الگ ہونے پیچھے اگر نوکری جاتی رہی تو پھر باپ کے گھر آنا مجھ پر نہایت شاق ہوگا اسوقت البتہ میری سبکی ہوگی کہ میاں الگ تو ہو گئے تھے پھر جھک مار کر باپ کے ٹکڑوں پر آ پڑے۔ لوگوں کی ریس اس معاملہ میں ٹھیک نہیں اپنے حال پر خود غور کرنی چاہئیے وہ نقل آپنے سنی ہو کہ ایک شخص نے بازار سے نمک اور روئی مول لی نمک تو خچر پر لادا اور روئی گدھے پر چلتے چلتے راہ میں ایک ندی واقع ہوئی ندی پایاب تھی اس شخص نے خچر اور گدھے کو لدا لدایا پانی میں اُتار دیا بیچ ندی میں پہونچکر خچر نے غوطہ لگایا تھوڑی دیر بعد سر ابھارا تو گدھے نے پوچھا کیوں یار خچر یہ تم نے کیا کیا؟ خچر نے جواب دیا کہ بھائی تم تو بڑے خوش قسمت ہو تم پر روئی لدی ہے اسکا بوجھ تو بہت ہلکا ہوتا ہے مجھ کمبخت پر تو نمک ہے بوجھ کی ماری میری کمر ٹوٹی جاتی ہے لہو لہان ہو گئی ہو یہ ہمارا مالک ایسا بیرحم ہے کہ اسکو مطلق ہماری تکلیف کا خیال نہیں اناپ شناپ جتنا چاہتا ہے لاد دیتا ہے میں نے سمجھا کہ منزل تک پہنچتے پہنچتے مر ندار رہے آؤ غوطہ لگاؤ نمک پانی میں بھیگ کر کچھ تو گھلیگا جس قدر ہلکا ہو جائے غنیمت ہے۔ مالک بہت کریگا چھ سات ڈنڈے اور مار لیگا سو یوں بھی راہ بھر ڈنڈے کھاتا آتا ہوں۔ دیکھو اب میرا بوجھ آدھا رہگیا ہے۔ گدھے بیوقوف نے بھی خچر کی ریس کر کے غوطہ لگایا۔ روئی بھیگ کر اور وزنی ہو گئی۔ سر ابھارا تو ہلا نہ جاتا تھا خچر ہنسا اور کہا کیوں بھائی گدھے کیا حال ہے؟ گدھے نے کہا یار میں تو مرا جاتا ہوں خچر نے کہا بیوقوف تو نے میری ریس تو کی لیکن اتنا تو سمجھتا تیری پیٹھ پر روئی ہے نمک نہیں ہے۔ آپا جان کہ لوگوں کی ریس کر کے میرا حال اُس گدھے کا سا ہو۔ ساس نے کہا بھائی تم تو کسی سے قائل ہونیوالے نہیں ہو اور نہ میں تمہاری طرح منطق پڑھی ہوں میں تو سیدھی بات سمجھتی ہوں کہ دس روپیہ مہینہ تم کماتے ہو خدا کے فضل سے سنتا ہے بال بچے نہیں اللہ رکھے دو میاں بی بی خاصی طرح گوشت کھاؤ نین سکھ تن زیب پہنو۔ آئندہ کا فکر تمہاری طرح کریں تو دنیا کا کارخانہ بند ہو جائے نوکری تو نوکری زندگی کا اعتبار نہیں جو دن جینا ہے ہنسی خوشی

گدھے اور خچر کی نقل

سے تیر کرنا چاہیئے محمد عاقل نے کہا یہی تو میں سوچتا ہوں کہ خوشی الگ رہنے میں ہے یا ساتھ
رہنے میں ساس نے کہا دلیل اور حجت سے کیا مطلب سیدھی بات یہی کیوں نہیں کہتے کہ مجھکو
ماں سے الگ ہونا منظور نہیں ایک بات تم سے بی بی نے کہی۔ اُس کے قبول کرنے میں اس
بلا کا تامل ہے اور پھر کہتے ہو کہ ہم انکی خاطر داری میں کمی نہیں کرتے۔ آرام و خوشی کیا
چیز ہے جس میں بی بی خوش ہو اور جس کو وہ آرام سمجھے اس کے بعد باتوں میں رنجش
تراوش کرنے لگی محمد عاقل نے سکوت اختیار کیا رات بھی زیادہ گئی تھی۔ محمد عاقل نے کہا آ
آرام کیجیے۔ میں اس مضمون کو پھر سوچونگا یہ لوگ تو سو رہے۔ محمد عاقل اسی خیال کی ادھیڑ
بن میں اور دل ہی دل میں باتیں کرتا رہا۔ صبح کو اٹھا تو دیکھا کہ اصغری جھاڑو دے رہی ہے
اسکو دیکھکر اصغری نے سلام کیا اور کہا بھائی صاحب وضو کیواسطے گرم پانی موجود ہے محمد عاقل
نے نہیں بھائی مسجد میں جماعت کیساتھ نماز پڑھینگے۔ اصغری نے کہا بھائی صاحب چلے
جائیگا آپ کے واسطے چائے بنائی ہے لیکن سادی پیجیے گا یا دودھ کی محمد عاقل نے کہا
جیسی ملجائے۔ اصغری نے کہا آپ کی آواز بھاری بھاری معلوم ہوتی ہے شاید نزلہ کی تحریک
ہے تو دودھ ضرر کریگا۔ محمد عاقل نے کہا نہیں نزلہ کی تحریک تو نہیں ہے۔ رات کو اماں جان
کیساتھ بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ بدخوابی البتہ ہے محمد عاقل نماز پڑھکر واپس آیا تو ساس
کو دیکھا کہ نماز سے فارغ ہو پان کھا رہی ہیں سلام کرکے بیٹھ گیا اصغری نے سینی لا کر سامنے رکھی
چائے دان میں گرما گرم چائے۔ دو پیالیاں دو چمچے اور ایک طشتری میں قند۔ محمد عاقل نے
چائے پی خوش ذائقہ۔ خوش رنگ۔ بوباس درست پیکر جی باغ باغ ہو گیا۔ اکبری حسب عادت
پڑی سوتی تھی۔ محمد عاقل نے کہا اماں جان انکو نماز کی تاکید کیجیے ساس نے کہا بیٹا یہ اپنی نانی
کی بہت چہیتی ہیں انکی محبت نے ان کا مزاج۔ انکی عادت سب خراب کر رکھی ہے جب یہ چھوٹی
تھی اور میں کسی بات پر گھڑک بیٹھتی تھی تو کبھی کئی دن مجھ سے بولنا چھوڑ دیتی تھیں اور یہ تو
کیا مجال تھی کہ اکبری کو کوئی ہاتھ لگا دے اکبری بات بات پر ضد کرتی چیزوں کو توڑتی پھوڑتی
ان کے ڈر کے مارے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا اسی بات پر اکبری کے باپ سے بگاڑ رہتا تھا۔
اب محمد عاقل رخصت ہونے لگا چلتے چلتے ساس نے کہا بیٹا رات کی بات یاد رکھنا اور ضرور

ساس کا محمد عاقل کو الگ گھر کے کا خیال دلانا

اسکا کچھ بندوبست کرنا۔ راہ میں محمد عاقل اسی کو سوچتا آیا گھر میں پہونچا تو ماں نے دیکھا کہ اس
کے چہرے پر فکر معلوم ہوتا ہے شاید آج سسرال میں لڑا۔ پوچھا محمد عاقل آخر میرے کہنے پر
عمل کیا۔ محمد عاقل نے کہا اماں خدا کی قسم لڑائی جھگڑائی کچھ بھی نہیں ہوئی۔ ماں نے کہا
پھر سست کیوں ہو محمد عاقل نے کہا کچھ بھی نہیں سوتا اٹھ کر آیا ہوں۔ اس سبب سے شاید
میرا چہرہ اداس معلوم ہوتا ہوگا۔ ماں نے کہا لڑکے ہوش میں آ تجھکو سوتا اٹھ کر کبھی تھوڑا
ہی دیکھا ہے سچ بتا کیا بات ہے محمد عاقل نے مجبور ہو کر رات کا تمام قصہ ماں کے روبرو بیان کیا
سنتے کیساتھ ہی ماں کو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں تھا لیکن عورت بڑی دانشمند تھی۔ کہنے لگی

محمد عاقل اور اسکی ماں کی گفتگو

ہر چند میری یہ تمنا تھی کہ جبتک میرے دم میں دم ہے۔ تم سب کو اپنے کلیجے سے لگائے رکھوں
اور تم دونوں بھائی اتفاق سے رہو لیکن میں دیکھتی ہوں۔ تو سامان اُلٹے نظر آتے ہیں
آج میں تجھ سے کہتی ہوں کہ بیاہ کے دوسرے ہی مہینے سے مزاجدار بہو کا ارادہ الگ گھر کرنیکا ہے
تو جو دس روپیہ مہینے کے مہینے لا کر مجھکو دیتا ہے۔ انکو نہایت ناگوار ہوتا ہے آئے دن
تمہاری بیوی کی سہیلیوں سے سنتی رہتی ہوں کہ بہو بی ماروں کے محلے میں مکان لینگی زلفن
ساتھ لیجائینگی۔ جب تک یہ سب لڑکیاں اکٹھی بیٹھی رہتی ہیں۔ یہی ذکر مذکور آپس میں ہوا کرتا
میں نے تمہاری خلیا ساس کے منہ پر ایک مرتبہ یہ بات بھی کہدی تھی۔ کہ مزاجدار بہو کو اگر ہمارا
ساتھ رہنا ناگوار ہے تو اپنا کھانا کپڑا الگ کر لیں اور اسی گھر میں رہیں پھر تمہاری خلیا ساس
سے معلوم ہوا کہ مزاجدار بہو کو یہ بھی منظور نہیں آدمی بیاہ خوشی اور آسایش کیواسطے کرتا
ہے روز کی لڑائی آئے دن کا جھگڑا نہایت بری بات ہے۔ اگر تمہاری بی بی کو یہی منظور ہے
اور الگ رہنے سے انکو خوشی ہے تو بسم اللہ ہم کو عذر نہیں جہاں رہو خوش رہو آباد رہو
خدا نے ایک ممتا اولاد کی ہمارے پیچھے لگا دی ہے سو کبھی تم ادھر آ نکلے ایک نظر دیکھ
لیا صبر آگیا گھر کے کام دھندے سے کبھی چھٹکارا ملا میں آپ چلی گئی تم کو دیکھ آئی یہ کہنا تھا
کہ محمد عاقل کا جی بھر آیا بے اختیار رونا شروع کیا اور یہ سمجھا کہ آج ماں سے جدائی ہوتی ہے
ماں بھی روئی تھوڑی دیر بعد محمد عاقل نے کہا میں تو الگ نہیں ہونگا بی بی رہے یا جائے۔ ماں نے کہا
ارے بیٹا یہ بھی کہیں ہوئی ہے اشرافوں میں کہیں بیٹیاں چھوٹتی ہیں تم کو اپنی عمر انہیں سے کا

ساٹھ کا سن ہے ہمار گیا ہے قبر میں پاؤن لٹکائے بیٹھے ہیں آج مرے کل دوسرا دن میری صلاح مانو تو جو وہ کہیں سو کرو۔ ہم نے جس دن تمہارا بیاہ کیا اُسی دن ہمکو الگ سمجھا نہ تم انوکھے بیٹے نہیں انوکھی ماں کون سا بیٹا ساری عمر اپنی ماں کے ساتھ رہا ہے محمد عاقل نے اپنے دوستوں سے بھی صلاح پوچھی سب نے یہی کہا کہ رفع فساد بہتر ہے اور ساتھ رہنے پر کیا منحصر ہے ماں سے الگ رہو اور اُن کی خدمت اور اطاعت کرو جب سب لوگوں نے یہی صلاح دی محمد عاقل نے کہا خیر الگ رہکر بھی دیکھ لوں۔ اگر یہ عورت سنبھل جاتی اور گھر کو گھر سمجھے۔ بدمزاجی نافرمانی بدزبانی چھوڑ دے تو الگ رہنا عیب نہیں گناہ نہیں یہی نہ کہ خانہ داری کا فکر کرنا پڑیگا اور تنگی سے گذریگی سو دنیا میں ہر فکر سے کسی حالت میں نجات نہیں اب کچھ فکر نہیں تو ہر روز کا یہ فساد بجائے خود عذاب ہے اور رزق کی تنگی کا اندیشہ بھی بیجا ہے جتنا رزق مقدر میں ہے بہرحال پہنچے گا۔ آدمی کی سعی و تدبیر کو اس میں کیا دخل

محمد عاقل نے الگ ہو جانیکا ارادہ کر لیا اتفاق سے اُسی مکان کے متصل ایک مکان بھی خالی تھا ایک روپیہ ماہوار کرایہ پر اُس کو ٹھیرا لیا بلکہ سسر قفلی دیکر خط لکھدیا یا کنجی بھی لے لی اور سسرال کہلا بھیجا کہ مکان قرار پا گیا ہے اب آؤ تو نئے مکان میں اُٹھ چلیں اور اپنی ماں سے کہدیا کہ یہی تارکش والا مکان لے لیا ہے ماں نے جتنا اسباب مزاجدار بہو کا تھا کپڑوں کے صندوق برتن فرش مسہری پلنگ سب ایک علیحدہ کوٹھڑی میں رکھوا یا شام کو مزاجدار بہو بھی آ پہنچیں صبح اُٹھ ماں نے کوٹھڑی کھول محمد عاقل سے کہا کہ لو بھائی اپنی چیزیں دونوں میاں بی بی خوب دیکھ بھال لو محمد عاقل نے کہا اماں تم کیا کہتی ہو کیا کوئی غیر جگہ تھی ماں نے کہا بیٹا یہ بات نہیں ایسا نہو اُٹھانے بٹھانے میں کوئی چیز اِدھر اُدھر ہو جائے اور ناسی کو کہا کہ عظمت تم اور ہمسائی یہ سب اسباب تارکش والے گھر میں پہنچا دو۔ اکبری کی سہیلیاں چینا۔ رحمت۔ زعفران سلمتی آ پہنچیں اور بات کی بات میں سارا اسباب اُٹھا کر اِدھر سے اُدھر لیگئیں مزاجدار بہو بھی خوشی خوشی نئے گھر میں آ کر بسیں تین دن تک دونوں وقت محمد عاقل کی ماں نے کھانا بھیجا چوتھے دن محمد عاقل نے بی بی سے کہا لو صاحب اب کچھ کھانے کا بندوبست شروع ہو مزاجدار نے کہا سب اسباب ابھی بے ٹھکانے پڑا ہے یہ رکھا جائے تو فرصت سے ہنڈیا چولھے کو

دیکھوں ابھی تو مجھکو فرصت نہیں غرض سات دن تک تنور پر روٹی پکتی رہی۔ رات کو کبا
اور دن کو کبھی ربڑی کبھی دہی بازار سے منگواتے اور دونوں میاں بی بی روٹی کھا لیتے
آخر محمد عاقل نے روز کہہ کہہ کر مزاجدار سے کھانا پکوایا۔ مزاجدار نے کبھی کھانا پکایا نہ تھا
روٹی پکائی تو عجیب صورت کی نہ گول نہ چوکھونٹی۔ ایک کان ادھر نکلا ہوا اور چار کان ادھر
کنارے موٹے بیچ میں ٹکیہ کہیں جلی کہیں کچی۔ دھوئیں میں کالی۔ اور دال جو پکائی تو پانی
الگ دال الگ غرض مزاجدار ایسا لذیذ اور لطیف کھانا پکاتی تھی کہ جس کو دیکھ دیکھکر بھوک
بھاگ جاوے سالن پکاتی بدرنگ۔ بدمزہ۔ نمک ڈالا تو زہر اور کبھی پھیکا پانی۔ دو ایک دن تو
محمد عاقل نے صبر کیا۔ آخر کار اُس نے اپنی ماں کے گھر کھانا شروع کر دیا۔ مزاجدار نے بھی
اپنے آرام کا ٹھکانا کر لیا۔ دونوں وقت بازار سے کچوریاں اور بالائی۔ کندا کھویا۔ ربڑی کبا
منگوا کر کھا لیا کرتی۔ کھانا جو پکتا زلفن وغیرہ کھا کھا کر موٹی ہوئیں۔ ان ٹلیوں کے بھاگوں
چھینکا ٹوٹا لیکن دس روپے مہینے میں یہ چکھوتیاں کیونکر ہو سکتی تھیں چپکے چپکے اسباب
لگا۔ محمد عاقل کو اصلا یہ خبر نہ تھی۔ ایک روز محمد عاقل تو نوکری پر گیا تھا۔ مزاجدار دوپہر کو
کہیں تھی چپنیا جو آئی اُس نے دیکھا بہو بے خبر سو رہی ہیں اُس نے دوڑ اپنے بھائی میرن کو خبر کی
وہ بڑا شاطر بدمعاش تھا مزاجدار تو سوتی کی سوتی رہیں میرن آکر دن دہاڑے تمام برتن چرا کر لیگیا
مزاجدار اُٹھ کے جو دیکھیں تو گھر میں جھاڑو دی ہوئی ہے کوٹھری کو قفل لگا ہوا تھا۔ اُس کا
اسباب تو بچا باقی جو چیز اوپر تھی ایک ایک کر کے لیگیا اب پانی پینے تک کو کٹورا نہ رہا۔ محمد عاقل
نوکری پر سے آیا تو سن کر بہت مغموم ہوا لیکن اب پچھتائے کیا ہووے جب چڑیاں چگ گئیں
کھیت۔ بی بی سے خوب لڑا۔ اور خوب اپنا سر پیٹا۔ آخر رو دھو کر بیٹھ رہا قرض دام کر کے ہلکی
ہلکی دو پتیلیاں مول لایا چھوٹے چھوٹے برتن ماں سے مانگ لیے۔ لگن توا۔ رکابی ساس
نے بھیج دیئے غرض کسیطرح کام چل نکلا۔ اتفاق سے اُن دنوں ایک کٹنی اُس شہر میں رہتی
اور تمام شہر میں اُس کا غل تھا۔ محمد عاقل نے بھی بی بی سے کہہ دیا تھا کہ اجنبی عورت کو گھر میں مت آنے دو
ان دنوں ایک کٹنی آئی ہوئی ہے کئی گھروں کو لوٹ چکی ہے لیکن مزاجدار شدت سے بیوقوف تھی اُسکی عادت
تھی ہر ایک سے جلد ملجانا۔ ایک دن وہی کٹنی حجن کا بھیس بنائے اُس گلی میں آئی۔ یہ حجن مسکارہ

اکبری کی بدانتظامی اور پھوہڑپنے کا حال

اکبری کا گہنہ بیچکر چٹورپن کرنا۔

اکبری کا بے خبر ہو کر سونا اور گھر کا برتن بھانڈا چوری جانا۔

حجن کے بھیس میں ایک کٹنی کا آنا اور اکبری کا

بیوقوف عورتوں کے پھسلانے کے واسطے طرح طرح کے تبرکات اور صدہا قسم کی چیزیں اپنے
پاس رکھا کرتی تھی تسبیح۔ خاک شفا۔ زمزمیاں۔ مدینہ منورہ کی کھجوریں۔ کوہ طور کا سرمہ خانہ کعبہ
کے غلاف کا ٹکڑا عقیق البحر اور مونگے کے دانے اور ناد علی پنج سورے اور بہت دوائیں۔ گلی
میں آکر جو اس نے اپنی دوکان کھولی بہت سی لڑکیاں آکر جمع ہو گئیں۔ مزاجدار نے بھی سنا
زلفن سے کہا گلی سے جب اٹھنے لگے حجن کو یہاں لوا لانا ہم بھی تبرکات کی زیارت کریں گے۔
زلفن جا کھڑی ہوئی اور حجن کو لوا لائی۔ مزاجدار نے بہت خاطرداری سے حجن کو پاس بٹھایا
اور سب چیزیں دیکھیں سرمہ اور ناد علی دو چیزیں مزاجدار نے پسند کیں۔ حجن نے مزاجدار کو
باتوں میں تاڑ لیا کہ یہ عورت ڈھب پر جلد چڑھ جائیگی ایک پیسہ کا بہت سا سرمہ تول دیا۔
اور دو آنے کو ناد علی حوالہ کی اور فیروزے کی ایک انگوٹھی مفت نذر کی۔ مزاجدار بہو ریجھ گئیں
اس کے بعد حجن نے سمندر کا حال عرب کی کیفیت اور دل سے جوڑ کر دو چار باتیں ایسی کیں
مزاجدار نے کمال شوق سے سنا اور اس کی طرف ایک خاص التفات کیا حجن نے پوچھا
کیوں بی بی تمہارے کوئی بال بچہ نہیں۔ مزاجدار نے آہ کھینچکر کہا ہماری ایسی تقدیر کہاں تھی
حجن نے پوچھا بیاہ کو کتنے دن ہوئے۔ مزاجدار نے کہا ابھی برس روز نہیں ہوا۔ مزاجدار کی
بے عقلی کا اب تو حجن کو یقین ہوا۔ اور دل میں کہنے لگی کہ اس نے تو اولاد کا نام سنکر ایسی آہ
کھینچی جیسے کوئی برسوں کا امیدوار حجن نے کہا ناامیدی کی بات نہیں تمہارے تو اتنے
بچے ہونگے کہ تم سنبھال نہ سکوگی۔ البتہ بالفعل اکیلے گھر میں جی گھبراتا ہوگا۔ میاں کا کیا حال
ہے؟ مزاجدار نے کہا ہمیشہ مجھ سے ناخوش رہا کرتے ہیں۔ غرض پہلے ہی ملاقات میں مزاجدار
نے حجن سے ایسی بے تکلفی کی کہ اپنا حال جزو کل اس سے کہدیا۔ اور حجن نے باتوں ہی باتوں
میں اپنا تمام بھید معلوم کر لیا۔ ایک پہر کامل حجن بیٹھی رہی جب رخصت ہونے لگی تو مزاجدار نے
بہت منت کی۔ اچھی بی حجن اب کب آؤ گی۔ حجن نے کہا میری بھانجی موہم گردن کے پیچھے
رہتی ہے اور بہت بیمار ہے اسی کے علاج کے واسطے میں آگرہ سے آئی ہوں اسی کی
دوا درمن سے فرصت کم ہوتی ہے مگر انشاء اللہ دوسرے تیسرے دن تم کو دیکھ جایا کروں گی
اگلے دن حجن پھر آموجود ہوئی اور ایک ریشمی ازار بند لیتی آئی۔ مزاجدار دور سے حجن کو آتے دیکھ

خوش ہو گئی اور پوچھا ازاربند کیسا ہے۔ حجن نے کہا بکاؤ ہے۔ مزاجدار نے کہا کتنے کا ہے۔ حجن
نے کہا چار آنہ کا ہے۔ محلہ میں ایک بیگم رہتی ہیں اب غریب ہو گئی ہیں اسباب بیچ بیچ کر گزر کرتی
ہیں اُنکی اکثر چیزیں بیچ لا دیا کرتی ہوں۔ مزاجدار اتنا سستا ازاربند دیکھکر لوٹ گئی۔ فوراً
پیسے نکال حجن کے حوالہ کیئے۔ اور بہت گڑگڑا کر حجن سے کہا۔ اجی بی جو چیز بکاؤ ہوا کرے پہلے
مجھ کو دکھا دیا کرو۔ حجن نے کہا بہت اچھا پہلے تم تیجیے اور۔ اس کے بعد ادھر اُدھر کی باتیں ہوا کیں
چلتے وقت حجن نے ایک بٹوا نکالا اُس میں کپڑے اور کاغذ کی کئی تہوں میں نگینیں تھیں۔ اُن میں
دو نگینیں حجن نے مزاجدار کو دیں۔ اور کہا دُنیا میں محبت ملاپ اسیواسطے ہوا کرتا ہے
کہ ایک دوسرے کو فایدہ پہنچائے یہ دونوں نگینیں میں تم کو دیتی ہوں۔ ایک تو تم اپنی چوٹی
میں باندھ لو۔ دوسری بہتر تھا تمہارے میاں کی پگڑی میں رہتی۔ پر تمہارے میاں شاید شبہ
سمجھیں خیر تکیہ میں سی دو اور اس کا اثر آج ہی دیکھ لینا۔ لیکن اتنی احتیاط کرنا چاہیئے کہ پاک
و صاف جگہ میں رہیں اور اپنے قد کی برابر ایک تاگا دو مجھکو ناپ دو تمکو ایک گنڈا بنوا لا دونگی۔ جس سال
حج کو گئی تھی تو اُسی جہاز میں بھوپال کی بیگم بھی سوار تھیں۔ شاید تم نے اُن کا نام بھی سنا ہو
بلقیس جہانی بیگم سب کچھ خدا نے اُن کو دے رکھا تھا۔ دولت کی کچھ انتہا نہ تھی۔ نوکر چاکر
لونڈی۔ غلام۔ پالکی۔ نالکی سب کچھ تھا ایک تو اولاد کی طرف سے مغموم رہا کرتی تھیں۔ کوئی
بچہ نہ تھا۔ دوسرے نواب صاحب کو اُن کی طرف مطلق التفات نہ تھا۔ اور شاید اولاد ہی نہ ہونے
کے سبب محبت نہ کرتے ہوں۔ ورنہ بیگم صاحب شکل میں چندے آفتاب چندے مہتاب اور
اور اس حسن و دولت پر مزاج ایسا سادہ کہ ہم جیسے ناچیزوں کو برابر بٹھانا اور بات پوچھنا۔ بیگم کو
فقیروں سے بڑے درجہ کا اعتقاد تھا۔ ایک دفعہ سنا کہ تین کوس پر کوئی کامل وارد ہے اندھیری
رات میں اپنے گھر سے پیادہ پا اُن کے پاس گئیں۔ اور پہر بھر تک ہاتھ باندھے کھڑی رہیں
فقیروں کے نام کے قربان جایئے۔ ایک مرتبہ شاہ صاحب نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا فرمایا جا بائی
اسی رات کو حکم ملے گا۔ بیگم کو خواب میں بشارت ہوئی کہ حج کو جا۔ اور مراد کا موتی سمندر
سے نکال لا۔ بیگم صاحب نے صبح اُٹھتے ہی حج کی تیاریاں کر دیں اور پانچ سو مسکین
بیگم نے آپ کرایہ دے کر سوار کرائے۔ اُن میں میں بھی تھی۔ ہر وقت کا پاس

رہنا۔ بیگم صاحب (الہی دونوں جہان میں سرخ رو) مجھ پر بہت مہربانی کرنے لگیں اور سہیلی
کہا کرتی تھیں دس دن تک جہاز پانی میں چلا گیا۔ گیارھویں دن بیچ سمندر میں ایک پہاڑ
آیا۔ ناخدا نے کہا کوہ حبشہ[۵] یہی ہے اور ایک بڑا کامل فقیر اس پہاڑ پر رہتا ہے۔ جو گیا بامراد آیا
بیگم صاحب نے ناخدا سے کہا کہ کسیطرح مجھکو اس پہاڑ پر پہونچا دے۔ ناخدا نے کہا حضور
جہاز تو پہاڑ تک نہیں پہونچ سکتا البتہ اگر آپ ارشاد کریں تو جہاز کو لنگر کر دیں اور آپ کو
کشتی میں بٹھا کر لے چلیں۔ بیگم نے کہا خیر یہی سہی۔ پانچ عورتیں بیگم کے ساتھ کوہ حبشہ پر گئیں
تھیں ایک میں اور چار اور۔ پہاڑ پر پہونچے تو عجب طرح کی خوشبو مہک رہی تھی چلتے چلتے شاہ
صاحب تک پہونچے ہو کا مقام تھا نہ آدمی نہ آدم زاد تن تنہا شاہ صاحب ایک غار میں بیٹھے
رہتے تھے کیسی نورانی شکل جیسے فرشتہ۔ ہم سب کو دیکھکر دعا دی بیگم کو بارہ لونگیں دیں اور کچھ پڑھکر
دم کر دیا مجھسے کہا چلی جا آگرے اور دلی میں کام بنایا کر بیٹی ان بارہ لونگوں میں کی دو لونگیں
[illegible] حج کرکے جو ہم لوٹے تو نواب یا تو بیگم کی بات نہ پوچھتے تھے یا یہ نوبت ہوئی کہ ایک مہینے
آگے سے بمبئی آکر بیگم کے لینے کو پڑے تھے جون ہی بیگم نے جہاز سے پاؤں اُتارا۔ نواب نے
اپنا سر بیگم کے قدموں پر رکھدیا اور رو رو کر خطا معاف کرائی۔ چھ برس میں بھوپال میں
حج سے آکر ٹھیری۔ فقیر کی دعا کی برکت سے لگاتار اوپر تلے اللہ رکھے چار بیٹے بیگم کے میرے
رہتے تک ہو چکے تھے۔ پھر مجھکو اپنا دیس یاد آیا۔ بیگم سے اجازت مانگی۔ بہت روکا۔ میں
نے کہا۔ شاہ صاحب نے مجھ کو دلی۔ آگرے کی خدمت سپرد کی ہے اب مجھ کو وہاں
جانا ضرور ہے۔ یہ سنکر بیگم نے چار ناچار رخصت کیا۔ وہ لونگ اور اُس کے ساتھ دو ورق
کی حکایت سے مزاجدار دل و جان سے معتقد ہو گئی۔ چمن تو لونگیں دیکر رخصت ہوئی
مزاجدار بہو نے غسل کرکے کپڑے بدل خوشبو لگا ایک لونگ تو بسم کرکے اپنی چوٹی میں باندھی اور
میاں کے پلنگ کی چادر اور تکیوں کے غلاف بدل ایک لونگ کسی تکیہ میں رکھدی۔ محمد عاقل
جو گھر میں آیا۔ بی بی کو صاف ستھرا دیکھا۔ پلنگ کی چادر بے کھٹکے بدلی ہوئی پائی۔ بہت
خوش ہوا۔ اور التفات کیساتھ باتیں کرنے لگا۔ مزاجدار نے کہا دیکھو ہم نے آج ایک آزار بند لیا ہے

[۵] حبشی کا پہاڑ

محمد عاقل نے کہا کتنے کو لیا ہے مرزا جدار نے کہا تم تو آنکو کتنے کا ہے وہ ازار بند خالص لاہور کا
بنا ہوا نہایت عمدہ تھا چوڑا چکلا کلابتونی ٹہریں محمد عاقل نے کہا دو روپیہ سے کسیطرح کم کا
نہیں ہے مرزا جدار نے کہا چار آنے کو لیا ہے محمد عاقل نے کہا سچ کہو مرزا جدار نے کہا تمہارے سر کی قسم
چار ہی آنہ کو لیا ہے محمد عاقل نے کہا بہت سستا ہے کہاں سے لگیا۔ مرزا جدار نے کہا ایک
جمن ٹہری نیک بخت ہے بہت دنون سے گلی میں آیا کرتی ہے کسی بیگم کا ہے بیچنے کو لائی تھی
یہ کہکر شہر مہ نادعلی فیروزے کی انگوٹھی بھی مرزا جدار نے دکھائی طمع ایسی بری چیز ہے کہ بڑا
سیانا آدمی بھی اس سے دہوکہ کھا جاتا ہے جنگلی جانور مینا۔ طوطا۔ لعل۔ بلبل آدمی کی صورت
سے بھاگتے ہیں لیکن دانہ کے لالچ سے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اور زندگی بھر قفس
میں قید رہتے ہیں ہے اسی طرح محمد عاقل اپنا فایدہ دیکھکر خوش ہوا۔ اور جب مرزا جدار نے
کہا کہ وہ جمن بیگم کا تمام مال جو بیچنے کو نکلیگا میرے پاس لانے کا وعدہ کر گئی ہے۔ محمد عاقل نے
کہا ضرور دیکھنا چاہیے لیکن ایسا نہ ہو چوری کا مال ہو پیچھے خرابی پڑے اور ہان جمن کوئی
ٹھگنی نہ ہو مرزا جدار نے کہا خدا خدا کرو۔ وہ جمن ایسی نہیں ہے غرض بات گئی گذری ہوئی
محمد عاقل سے جو آج ایسی باتیں ہوئیں ہے لوگوں پر مرزا جدار کا اعتقاد جم گیا اگلے دن زلفن
کو بھیج جمن کو بلوایا اور آج مرزا جدار ٹلی نہیں اور جمن کو ماں بنایا رات کے وقت محمد عاقل سے
جمن کا ذکر آیا تو پھر محمد عاقل نے کہ دیکھو ہشیار رہنا اس محلہ میں کٹنیاں اور ٹھگنیاں
بھی ہوا کرتی ہیں لیکن طمع نے خود پہلے ہی محمد عاقل کی عقل پر ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ
موٹی بات وہ نہ سمجھا کہ دو روپیہ کا مال چار آنے کا کوئی بیوقوف بھی دیتا ہے محمد عاقل کو
مناسب تھا کہ قطعاً اس جمن کے آنیکی ممانعت کرتا اور سب چیزیں اسکی پھیر دیتا اور مرزا جدار کو
تو اتنی عقل کہاں تھی کہ اس بات کو سمجھتی کئی دن کے بعد مرزا جدار نے جمن سے پوچھا۔ کیون بی
آجکل بیگم کی کوئی چیز نہیں لاتیں۔ جمن نے جان لیا کہ اس کو اچھی چاٹ لگ گئی کہا تمہارے
ڈھب کی کوئی چیز نکلی تو لاؤن۔ دو چار بعد چھوٹے موتیون کی ایک جوڑی لائی اور کہا بی بی
خود بیگم کے نتھ کے موتی ہیں نہیں معلوم ہزار کی جوڑی ہے یا پانسو کی پنا لال جوہری کی
دوکان پر بیٹھی دکھائی تھی لٹو ہو گیا زبردستی دو سو روپیہ میرے پلے باندھے دیتا تھا میں بیگم سے بے

روپیہ پر لائی ہون تم لے لو پھر ایسا مال نہ ملیگا۔ مزاجدار نے کہا پچاس روپیہ نقد تو میرے
پاس نہیں ہیں عجن نے کہا کیا ہوا بیٹی پہنچیان بیچکر لیلو نہیں تو تم جانو۔ آج یہ موتی بکجائینگے
عجن نے اس ڈھب سے کہا کہ مزاجدار فورًا زیور کا صندوقچہ اُٹھا لائی اور عجن کو پہنچیان نکالکر حوالہ
کردیں عجن نے مزاجدار کا زیور دیکھکر کہا۔ آے ہے کیسی بد احتیاطی سے زیور مولی گاجر کیطرح
ڈال رکھا ہے بیٹی دھگدگی میں ڈورا ڈلواؤ۔ بالی پتے۔ مرکیان۔ بازو بند۔ میلے چکٹ ہوگئے
ہیں میل سونے کو کھائے جاتا ہے اُنکو اُجلواؤ۔ مزاجدار نے کہا کون ڈورا ڈلوائے اور کون
جلا کرالائے اُنسے کہتی ہون تو وہ کہتے ہیں مجھے فرصت نہیں عجن نے کہا ادئی بیٹی یہ کون بڑا
کام ہے لو موتی رہنے دو میں ڈورا ڈلوا لاؤن اور جو زیور میلا ہے اُسے نکالدو میں ابھی اُجلوادون
مزاجدار نے سب زیور حوالہ کیا۔ عجن نے کہا زلفن کو بھی ساتھ کردو وہ سنار کے پاس بیٹھی
رہیگی میں تھوڑے سے ڈورا ڈلوا دونگی۔ مزاجدار نے کہا اچھا یہ کہکر زلفن کو آواز دی آئی تو
سنے کہا کہ لڑکی ذرا کی ذرا میرے ساتھ چل سنار کی دوکان پر بیٹھی رہیو۔ عجن نے زیور لیا
اور زلفن ساتھ ہوئی۔ گلی سے باہر نکل عجن نے رومال کھولا اور زلفن سے کہا لاؤ جلوانیکا الگ
کرلیں اور ڈورا ڈالوانیکا الگ۔ الگ کرتے کرتے عجن بولی ایں ناک کی کیل کہان ہے؟ زلفن نے کہا
اِسی میں ہوگی ذرا بھر کی تو چیز ہے اِسی پوٹلی میں دیکھو۔ پھر عجن آپ ہی بولی ای ہی پاندان کے
ڈھکنے پر رکھی ہے اری زلفن دوڑ تو جلدی سے لے آ زلفن بھاگی بھاگی آئی اور دروازہ
میں سے چلائی بی بی ناک کی کیل پاندان کے ڈھکنے پر رکھی ہے عجن نے مانگی ہے جلدی دو عجن
گلی کے نکڑ پر دبیا بنیئے کی دوکان کے آگے بیٹھی ہے یہ کہنا تھا کہ مزاجدار ہو کا ماتھا ٹھنکا
زلفن سے کہا باولی ہوگئی ہے کیسی کیل میرے پاس تھی تو نے دیکھی ہو اری کمبخت دوڑ دیکھ تو عجن کہیں چلی نہ جائے
زلفن اُلٹے پاؤن دوڑی گئی دیکھا تو عجن اتنے میں تو چکر ہوگئی ادھر اُدھر کہیں پتہ نہ ملا۔ مزاجدار سے
آکر کہا بی عجن کا تو کہیں پتہ نہیں میں دور تک دیکھ آئی اتنی دیر میں نہیں معلوم کہاں غائب ہوگئی یہ سنکر
مزاجدار سر پیٹنے لگی ہائے میں لٹ گئی ہائے میں لٹ گئی ایسے لوگو خدا کیلئے دوڑیو موم گرد کے چھتے
تک لوگ دوڑے گئے۔ جاکر معلوم ہوا کہیں کی بہتی بہاتی مہینہ بھر سے کرایہ پر آکر رہی تھی چار دن سے
مکان چلی گئی اب کیا ہوسکتا تھا۔ محمد عاقل نے آکر سنا سر پیٹ لیا اور بی بی سے کہا اری تو تو گھر کو خاک

سیاہ کر کے چھوڑ یگی۔ میں تجھ کو پہلے سے جانتا ہوں مرزا صاحب نے چل دور ہو اب باتیں بنانے کھڑا ہوا ہے۔ از اربند دیکھ کے تو نے آپ مجھ سے نہیں کہا کہ ہاں بیگم کا اسباب ضرور دیکھنا غرض خوب مزے کی لڑائی میاں بی بی میں ہوئی تمام محلہ جمع ہو گیا۔ بات بات پر چلی تو معلوم ہوا کہ اسی جمن نے کنجنی کی گلی میں احمد بخش خان کی بی بی کا تمام زیور اس حیلہ سے ٹھگ لیا۔ کہ ایک فقیر سے دوگنا کرا لا دونگی۔ روئی کے کڑے میں میاں مسیتا کی بیٹی کی ایسی محبت بڑھائی کہ اُن کا زیور عاریت سے اُٹھا لے گئی۔ غرض زیور تو گیا گزرا ہوا باتیں بہت سی رنگیلیں برتن چوری جا چکے تھے۔ زیور یوں غارت ہوا۔ ہزار روپئے کے موتیوں کی جوڑی جو لوگوں نے دیکھی تو تین پیسے کی تھی۔ تھانہ میں اطلاع ہوئی لوگوں نے بہتیرا بہت ڈھونڈا جمن کا سراغ نہ ملا۔ اکبری کو جہیز میں جو کپڑے ملے تھے اُن کا حال سنئے جبتک ساس کیساتھ رہیں ساس تو پندرھویں دن نکالکر دھوپ دیدیا کرتی تھیں شروع برسات میں الگ ہو کر رہیں۔ کپڑوں کا صندوق جس کوٹھری میں جس طرح رکھا گیا تمام برسات گذر گئی۔ اُس کو دیکھنا نصیب نہ ہوا وہیں اسیطرح رکھا رہا جاڑے کی آمد میں دلائی کی ضرورت ہوئی تو صندوق کھولا گیا بہت سے کپڑوں کو دیمک چاٹ گئی تھی۔ چوہوں نے کاٹ کاٹ کر بغارے ڈال دیئے تھے کوئی کپڑا اسلامت نہیں پایا۔ دیکھو جو لڑکیاں چھٹپن میں لاڈ پیار میں رہا کرتی ہیں اور ہنر اور سلیقہ نہیں سیکھتیں وہ ہی اکبری کی طرح عمر بھر رنج و تکلیف اُٹھاتی ہیں اکبری کا جتنا حال تم نے پڑھا۔ اس سے تمکو معلوم ہوا ہوگا۔ کہ اکبری کو ماں اور نانی کے لاڈ نے اُس کی زندگی بھر کیسی مصیبت میں رکھا لڑکپن میں اکبری نے نہ کوئی ہنر سیکھا نہ اُسکے مزاج کی اصلاح ہوئی جب اکبری نے ساس سے جدا الگ گھر کیا۔ برتن بھانڈا۔ کپڑا۔ زیور سب کچھ اس کے پاس موجود تھا چونکہ خانہ داری کا سلیقہ نہیں رکھتی تھی چند روز میں مال و اسباب خاک میں ملا دیا۔ اور ایک برس میں ہاتھ کان سے ننگی ہو گئی اگر محمد عاقل بھی اُس کیطرح احمق و بد مزاج ہوتا تو شاید ایک دوسرے سے قطع تعلق ہو جاتا لیکن محمد عاقل نے ہمیشہ عقل و شرافت کو برتا۔ اب سنو اصغری کا حال۔ یہ لڑکی اُس گھر میں ایسی تھی۔ جیسے باغ میں گلاب کا پھول یا آدمی کے جسم میں آنکھ ہر ایک طرح کا ہنر ہر ایک طرح کا سلیقہ اسکو حاصل تھا۔ عقل ہنر حیا۔ لحاظ سب صفتیں خدا نے اصغری کو عنایت کی تھیں لڑکپن سے اسکو کھیل کود ہنسی ٹھٹھے

اکبری کے جہیز کے کپڑوں کی تباہی

اکبری کی چھوٹی بہن صغری کا حال

سے نفرت تھی پڑھنا یا گھر کا کام کرنا کبھی اُسکو کسی نے واہیات بکتے نہیں دیکھا جتنی محلے کی
عورتیں تھیں سب اُسکو بیٹیوں کی طرح چاہتی تھیں بیشک زہے قسمت اُس ماں اور باپ کی جنکی
بیٹی اصغری تھی اور خوشا نصیب اُس گھر کے جس میں اصغری بہو بنکے جانیوالی تھی اب خدا کے
فضل و کرم سے اصغری کی عمر تیرہ برس کی ہوئی بات تو اُس کی محمد کامل سے ٹھیری ٹھیرائی تھی
اب چرچا ہونے لگا کہ مہینہ اور دن مقرر ہوجائے محمد کامل کی ماں اکبری کے ڈھنگ دیکھکر اتنا ڈر
گئی تھی (مثل ہے دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے) کہ اکبری کے تصور سے بدن پر
رونگٹے کھڑے ہوتے تھے درپردہ محمد کامل کی ماں کا ارادہ تھا کہ چھوٹے لڑکے کی منگنی دوسری گھر
میں کروں محمد عاقل کو کسیطرح معلوم ہوگیا اُس نے ماں سے کہا۔ اماں جان میں سنا ہے تم محمد کامل کی
منگنی چھڑانا چاہتی ہو ماں نے کہا کیا بتاؤں بیٹا بڑے سوچ میں ہوں کیا کروں کیا نکروں تم سی
میری آنکھ سامنے نہیں ہوتی خدا نے مجھکو تمہارا گنہگار بنا دیا۔ دیکھیے محمد کامل کی قسمت کیسی ہو
نے کہا اماں جان میں سچ کہتا ہوں اصغری ہزار لڑکیوں میں ایک ہے عمر بھر چراغ لے کر
ڈھونڈوگی تو اصغری جیسی لڑکی نپاؤگی صورت سیرت دونوں میں خدا تعالیٰ نے اُسکو فائق و لائق
بنایا ہے ہرگز اندیشہ مت کرو بسم اللہ کرکے بیاہ کرڈالو اور بڑی بہن پر جو خیال کرو تو آپنے سنا ہوگا ع
نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔ اپنا اپنا مزاج ہے اور اپنی اپنی طبیعت ع
گل جو چمن میں ہزار دیکھ ظفر ہی کیا بہار۔ سب کا ہی رنگ جدا جدا سب کی ہی بو الگ الگ۔ تمہاری بڑی
بہو کو لاحول ولا قوۃ اصغری سے کیا نسبت۔ مصرع۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ لڑکی میری دیکھی
بھالی ہے ہنرمند سلیقہ شعار حیا والی لڑکی ہے دیکھو اماں ایسا نکرنا کہ اُسے چھوڑ دو خدا اِس لائے
بیاہ کے بعد تم کو میری بات کا یقین حاصل ہوگا۔ محمد عاقل نے جو اصغری کی اس قدر تعریف کی کچھ
محمد کامل کیساتھ جو بات تھی پکی ہوگئی۔ غرض دونوں سمدھیانوں کی صلاح سے یہ امر قرار پایا کہ
بقرعید کے اگلے دن بخیر نکاح ہو۔ اصغری کا باپ دوراندیش خان پہاڑ پر نوکر تھا اُسکو خط گیا
خط کے پہنچتے ہی خانصاحب کی باچھیں کھلگئیں اصغری سب بچوں میں بہت چاہتا تھا فوراً
رخصت کی درخواست کی جواب صاف ملا بہت زور مارے ایک نہ چلی جاڑے کی آمد تھی دورہ شروع
ہونیکو تھا حاکم کو بھی بہانہ معقول تھا دوراندیش خان کو رخصت نہ ملنے سے بہت رنج ہوا مگر

محمد کامل کی ماں اصغری پر اکبری کا قیاس کرنا

محمد عاقل کا اصغری کی نسبت رائے ظاہر کرنا اور ماں کے خیال کو بدلنا

مگر بندگی بیچارگی کیا کرتا پھر درویش بےجان درویش چپ ہو کر بیٹھ رہا لیکن بڑا بیٹا خیراندیش خان
ساتھ تھا پانچسو روپیہ نقد دیکر اُس کو گھر روانہ کیا اور سب پس و پیش سمجھا دیا۔ گھر پر زیور کپڑا
برتن سب بیشتر پہلے موجود تھا خیراندیش خان نے مکان پر پہونچ چاول گھی گیہوں مصالح نمک
سب نقد بقدر ضرورت خرید لیا۔ اصغری کے کپڑوں میں مصالح ٹکنا شروع ہوا۔ ماں کا ارادہ تھا
کہ اصغری کو بڑی بہن کی نسبت بڑھ چڑھ کر جہیز ملے جوڑے بھی اس کے بھاری ہوں زیور
کے عدد بھی زیادہ ہوں۔ برتن بھی استعمالی وزنی دیئے جاویں اصغری آخر اسی گھر میں رہتی تھی
جو بات ہوتی اُسکو ضرور معلوم ہو جاتی۔ جب اصغری نے سنا کہ مجھکو آپا سے زیادہ جہیز ملیگا دوسری
ہی بیوقوف لڑکی ہوتی۔ تو خوش ہوتی لیکن اسکو رنج ہوا اور اس فکر میں ہوئی کہ کسی تدبیر سے اماں کو
منع کروں آخر تماشا خانم نے اپنی خالہ زاد بہن سے شرماتے شرماتے کہا کہ میں نے ایسا سُنا ہے
مجھکو اس کا نہایت پیچ لگا ہے کئی دن سے نہایت فکر میں تھی الٰہی کیا کروں اچھا ہوا تم آ نکلیں تو جیجی
ہمہری سے کہنے میں تامل نہیں کوئی اماں کو اتنی بات سمجھا دے کہ مجھکو آپا سے زیادہ ایک چیز نہیں
تماشا خانم نے سنکر کہا تم بھی بوا انوکھی عورت ہو وہی کہاوت ہے دیگدے کو نون دیا اسنے کہا میری
آنکھیں دُکھتی ہیں، خدا دلواتا ہے تم کیوں انکار کرو اصغری نے کہا تم دیوانی ہوئی ہو کتنی قباحتیں
ہیں آپکے مزاج سے تم واقف ہو انکو ضرور رنج ہوگا ناحق اماں سے بدمزگی ہوگی مجھسے بھی انکو
بدگمانی پیدا ہوگی تماشا خانم نے کہا بوا انہیں رنج کی کیا بات ہے اپنی اپنی قسمت ہے اور سمجھنے کو سو طرح کی
باتیں ہیں انکی بسم اللہ کی شادی ہوئی روزہ رکھا گیا چار برس تک منگنی رہی تیر تہو ہا انکا کو نصیب نہیں
ہوا انکی کسر ادھر سمجھ لیں اصغری نے کہا سچ ہے مگر نام تو جہیز کا ہے چھوٹی کو زیادہ ملیگا تو رنج
پہنچ ہو ہی گا۔ ایک جگہ کا رہنا ہر وقت کا آمنا سامنا جس بات سے دونوں میں فرق پڑے کیوں کیجا
تماشا خانم نے کہا بہن ناحق تم اپنا نقصان کرتی ہو آج مہینے دو مہینے میں بھول بسر جاینگی اصغری
نے کہا ارے بی اللہ اللہ کرو نفع نقصان کہیں ماں باپ کے دینے سے پورا پڑتی ہے۔ دو جہیز
عمر میں کتنی ہیں خدا اپنی قدرت سے تمہارا ساتھ میں اصرار مت کرو نہیں تو کچھ دوسری تدبیر
کروں مجھکو کسیطرح منظور نہیں غرض اصغری کی ان تک یہ بات پہنچ گئی [illegible] بھی کچھ سوچ کر [illegible]
رات سے بانسہی [illegible]

نکاح ہو گیا مبارک سلامت ہونے لگی۔ خیر اندیش خان ایسا منتظم آدمی تھا کہ کھیلو نہایت خوبی کیساتھ بہن کا بیاہ کر دیا۔ براتیون کی مدارات علی قدر مراتب خوب کی حق حقوق والونکو بہت خاصی طرح راضی کر دیا جب اصغری کی رخصت کا وقت آپہونچا گھر مین آفت برپا تھی مان پر تو نہایت درجہ کا صدمہ تھا محلہ کی بیبیون کا یہ حال تھا کہ آ آکر اصغری کو آکر گلے لگا کر روتی تھین اور ہر ایک کے دلسے دعا نکلتی تھی اصغری ان دعاؤن کا بڑا بھاری جہیز لیکر سسرال مین داخل ہوئی وہان کی رسمین جو تھین ادا ہوئین رونمائی کے بعد اصغری خانم کو تمیز دار بہو کا خطاب ملا آگے چلکر تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اصغری نے خانہ داری کو کس طرح سنبھالا کیا کیا دقتین پیش آئین اور اپنی عقل سے کیونکر اُنکو رفع کیا۔ ذرا اصغری کیحالت کو اکبری کیحالت سے مقابلہ کرنا چاہئے اصغری مان کی دوسری بیٹی اور ساس کی دوسری بہو تھی دونون طرف کے ارمان اور حوصلے اکبری کے بیاہ مین نکل چکے تھے اکبری سولہ برس کی بیاہی گئی تھی اور اصغری بیاہ کے وقت پوری تیرہ برس کی بھی نہ تھی جب اکبری کا بیاہ ہوا اُسکا دولہا محمد عاقل دس روپے کا نوکر تھا اور اصغری کا دولہا محمد کامل ہنوز پڑھتا ہی تھا محمد عاقل کی نسبت محمد کامل کم علم اور کم عقل بھی تھا اکبری کا دو برس تک بال بچون کے بکھیڑے سے آزاد رہی اور اصغری کو خدا نے دوسرے برس ہی چھوٹی ہی عمر مین مان بنا دیا اکبری کو کبھی شہر سے باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا اصغری برسون سفر مین رہی۔ بہرحال اصغری کیحالت اکبری کیحالت کے مقابلے مین اچھی نہ تھی مگر اصغری چونکہ چھٹپن سے تربیت یافتہ تھی اسکے سبب سے روز بروز گھر مین برکت زیادہ ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ اکبری کا نام بھی کوئی نہیں جانتا اور خانم کے بازار مین تمیز دار بہو کا وہ عالیشان محل کھڑا ہے کہ آسمان سے باتین کرتا ہے اور اصغری خانم ہی کے نام سے وہ محلہ خانم کا بازار مشہور ہوا جو ہری بازار مین وہ اونچی مسجد جسمین حوض اور کنوان ہے تمیز دار بہو ہی کی بنوائی ہوئی ہے۔ خاص بازار سے آگے بڑھکر لال ڈگی کی بغل مین تمیز گنج اسی کا ہے مولوی محمد حیات صاحب کی مسجد مین اب تک مسافرونکو اسی کے لنگر خانہ سے خمیری روٹی اور چنے کا قلیہ دونون وقت پہونچا کرتا ہے قطب صاحب مین دلیا مسجد کے برابر سرائے اسی تمیز دار بہو کی بنوائی ہوئی ہے چھوٹی سی بمبئی کے چھاپے کے پانچ قرآن ایک دن مین تقسیم کئے تھے ہزار کمبل آتے جاڑے اب تک

اصغری بیاہی گئی

اصغری کو تمیز دار بہو کا خطاب ملا

اصغری اور اکبری کی حالت کا مقابلہ

مسکینوں کو اسی گھر سے بلا کر دیتے تھے جب خیر اندیش خان نے اپنے باپ دوراندیش خان کو اطلاع کی کہ خدا کے فضل و کرم سے خیر و خوبی کیساتھ ہمشیرہ عزیزہ کا عقد ذی الحجہ کی گیارھویں تاریخ بخیر و خوبی پر ہو گیا دوراندیش خان نے دو رکعت نماز شکر اللہ ادا کی لیکن بیٹی کی مفارقت کا تعلق بہت دنوں تک رہا اصغری کے نام شادی ہو جانیکے بعد دوراندیش خان نے جو خط لکھا دیکھنے کے قابل ہے۔

اتفاق سے اس خط کی نقل ہاتھ آگئی تھی وہ خط یہ ہے۔

آرام دل و جان برخوردار اصغری خانم سلمہا اللہ تعالے۔ دعا اور اشتیاق دیدہ بوسی کے بعد واضح ہو تمہارے بھائی خیر اندیش خان کے لکھنے سے تمہاری رخصت کا حال معلوم ہوا۔ بہت دنوں سے تمنا دل میں تھی کہ اس فرض کو اپنے اہتمام خاص سے ادا کر دوں مگر حاکم نے رخصت نہ دی اسلئے مجبور رہا یہ بات تم پر ظاہر ہوئی ہوگی کہ سب بچوں میں تم سے مجھکو ایک خاص درجہ کا انس تھا اور ان باتوں کو بطور اظہار احسان نہیں لکھتا بلکہ تمنے اپنی خدمتگزاری اور فرمانبرداری سے خود میرے اور سب کے دلمیں جگہ پیدا کی تھی آٹھ برس کی عمر سے تمنے میرے گھر کا سب بوجھ اپنے سر اُٹھا رکھا تھا مجھکو ہمیشہ یہ بات معلوم ہوتی رہی کہ تمہاری سب بیگم یعنی تمہاری ماں کو بڑی بڑی مدد حاصل ہے جب کبھی ان ایام میں گھر جانیکا اتفاق ہوا تمہارا انتظام دیکھکر میرا جی خوش ہوا اب تمہارے رخصت ہو جانیسے ایسا نقصان ہوا کہ اسکی تلافی شاید اس عمر میں ہونیکی امید نہیں ہو سکتی خدا تمکو جزائے خیر دے اور اس خدمت کے صلے میں میری دعاؤں کا اثر تم پر ظاہر ہو خیر اندیش خان کے خط سے یہ بھی ہوا کہ تمنے اکبری خانم سے زیادہ جہیز لینا نہیں چاہا اس سے تمہاری بلند نظری اور عالی ہمتی ثابت ہوتی ہے مگر میں اس کا نعم البدل بھیجتا ہوں وہ یہ خط ہے کہ اسکو تم بطور دستور العمل کے اپنے پاس رکھو اور ان نصیحتوں پر عمل کرو تو انشاء اللہ تعالے ہر ایک مشکل تمہیں آسان ہوگی اور اپنی زندگی آرام و آسایش میں بسر کرو گی سمجھنا چاہیے کہ بیاہ کیا چیز ہے بیاہ صرف یہی بات نہیں ہے کہ رنگین کپڑے پہنے اور مہمان جمع ہوئے مال و اسباب جہیز پایا بلکہ بیاہ سے نئی دنیا شروع ہوتی ہے نئے لوگوں سے معاملہ کرنا اور نئے گھر میں رہنا پڑتا ہے جس طرح پہلے پہل بچہ دن پیچوار رکھا جاتا ہے آدمی سمجھتے تھے کہ جو بیاہ ہے نکاح ہوا لڑکی بی بی اور لڑکا میاں بنا اسکے یہی معنی ہیں دو لوگ ملکر دنیا کی گاڑی میں جت دیا اب یہ گاڑی قبر کی منزل تک اُنکو کھینچنی پڑیگی پس بہتر ہے کہ

بمضبوط کرکے اس بار عظیم کا تحمل کیا جائے اور زندگی کے دن جس قدر ہون عزت آبرو صلح کاری اتفاق سے کاٹ دئیے جائیں ورنہ لڑائی بھڑائی جھگڑے بکھیڑے شور و فساد ہائے اور واویلا سے دُنیا کی مصیبت اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے اب تم کو اے میری پیاری بیٹی اصغری خانم سوچنا چاہئیے کہ میان بی بی میں خدا نے کتنا فرق رکھا ہے مذہب کی کتابون میں لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ بہشت میں اکیلے گھبرایا کرتے تھے ان کے بہلانے کو خدا نے اماں حوا کو جو سب سے پہلی عورت دنیا میں گذری پیدا کیا پس عورت کا پیدا کرنا صرف مرد کی خوشدلی کیواسطے تھا اور عورت کا فرض ہے مرد کو خوش رکھنا افسوس ہے کہ دنیا میں کس قدر کم عورتیں اس فرض کو ادا کرتی ہیں مردون کا درجہ خدا نے عورتون سے زیادہ کیا نہ صرف حکم دینے سے بلکہ مردونکے جسم میں زیادہ قوۃ اور اُنکی عقلونمیں زیادہ روشنی دی ہے دُنیا کا بندوبست مردونکی ذات سے ہوتا ہے مرد کمانیوالے اور عورتیں اس کمائی کو موقع مناسب پر خرچ کرنیوالیاں اور اُسکی نگہبان ہیں گنتیا بطور کشتی کے ہے اور مرد اُس کے ملاح ہیں اگر ملاح نہو تو کشتی پانی کی موجونمیں ڈوب جائیگی یا کسی کنارہ پر ٹکر کھا کر پھٹ پڑیگی کنبے میں اگر منتظم نہیں تو اس میں ہر ایک طرح کی خرابی کا احتمال ہے کبھی نہیں خیال کرنا چاہئیے کہ دُنیا میں خوشی صرف مال و دولت ہی سے حاصل ہوتی ہے اگرچہ اسمیں بھی شک نہیں کہ دولت اکثر خوشی کا باعث ہوتی ہے اور اونچے گھرون میں لڑائی اور فساد ہم زیادہ پاتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ بیشتر خوشی خانہ داری میں صرف اتفاق صلح کاری سے ہوتی ہے غریب آدمیونکو ہم دیکھتے ہیں جنکی آمدنی بہت مختصر ہوتی ہے وہ اُنکو محنت مزدوری سے معاش پیدا کرتے ہیں رات کو سب ملکر دال روٹی سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش رہتے ہیں بیشک یہ لوگ صلح کاری کے سبب دال روٹی اور گاڑھے دھوتر میں زیادہ چین و آرام سے ہیں بہ نسبت نوابون اور بیگمون کے جنکا تمام عیش آپس کی ناسازگاری سے تلخ رہتا ہو اے میری پیاری بیٹی اصغری خانم اتفاق پیدا کرو۔ اور صلح کاری کو غنیمت جانو اب دیکھنا چاہئیے نفاق کن کن باتونسے پیدا ہوتا ہے نہ صرف یہ بات ہے کہ بی بی اپنے میان سے محبت کرے بلکہ محبت کے علاوہ اُسکو میان کا ادب بھی کرنا لازم ہے بڑی نادانی ہے اگر بی بی برابر کے درجہ میں میان کو سمجھے بلکہ اس زمانہ میں عورتون نے ایسا خراب دستور اختیار کیا ہے کہ وہ ادب کے بالکل برخلاف ہے جب چند سہیلیاں آپس میں بیٹھکر باتیں کرتی ہیں

تو اکثر یہ تذکرہ ہوتا ہے کہ فلانی کا میان اُس کیساتھ کس طرح برتاؤ کرتا ہے ایک کہتی ہو کہ
بوا میں نے تو یہاں تک دبایا ہے کہ مجال جو میری بات کو کاٹیں یا اُلٹ کر جواب دیں دوسری
فخر کرتی ہے جبتک گھڑیوں خوشامد نکریں میں کھانا نہیں کھاتی۔ تیسری بڑائی مارتی ہو کہ
میں تو دس مرتبہ پوچھتے ہیں تب ایک مرتبے جواب بمشکل سے دیتی ہوں۔ چوتھی ڈینگ
مارتی ہے کہ چاہے وہ آپ پہروں نیچے بیٹھے رہیں بندی کو پلنگ سے اُترنا قسم ہو۔ پانچویں شیخی
بگھارتی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے پورا کر کے رہتی ہوں شادی بیاہ میں ٹونے ٹوٹکے بھی
اس غرض سے نکلے ہیں کہ مطیع و فرمانبردار رہو کہیں تو دلھن کی جوتی پر کاجل پار کر میان کے منہ
لگایا جاتا ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ عمر بھر جوتیاں کھاتا ہے اور چون نکرے کہیں نہاتے وقت انگوٹھے
کے تلے بیڑا رکھا جاتا ہو اور میان کو کھلایا جاتا ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ پیر دن پڑا رہو ان باتوں
سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں مردوں کا درجہ اور اختیار کم کرنے پر آمادہ ہیں لیکن یہ تعلیم بہت
بُری تعلیم ہے اور ہمیشہ اس کا نتیجہ قباحت سے خالی نہیں۔ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے
اگر دباؤ اور زبردستی سے اُنکو زیر کرنا چاہئے ناممکن ہے بہت آسان ترکیب ان کے زیر
کرنیکی خوشامد اور تابعداری ہے اور جو احمق عورت اپنا دباؤ ڈال کر مرد کو زیر کرنا چاہتی
ہے وہ بڑی غلطی میں ہے وہ شروع سے تخم فساد بوتی ہے اور اس کا انجام ضرور فساد ہوگا
اگرچہ وہ اسکو بالفعل نہیں سمجھتی۔ اصغری خانم میری صلاح یہ ہے کہ گفتگو اور نشست برخاست
میں بھی اپنے میان کا ادب ملحوظ رکھنا کیا وجہ ہے کہ شادی بیاہ ایسے چاؤ سے ہوتا ہے اور
چوتھی کے بعد ہی بہو سے ساس نندوں کا بگاڑ شروع ہو جاتا ہے یہ مضمون غور کے قابل
ہے بیاہ کے پہلے تک لڑکا مان باپ میں رہا اور صرف اُنہیں کے ساتھ اس کو تعلق تھا
مان باپ نے اُس کو پرورش کیا۔ اور یہ توقع کرتے رہے کہ بڑھاپے میں ہماری خدمت
کریگا بیاہ کے بعد بہو ڈولی سے اُترتے ہی یہ فکر کرنے لگتی ہے کہ میان آج مان باپ کو
چھوڑ دیں پس لڑائی ہمیشہ بہو ہی کی طرف سے شروع ہے اگر بہو کہنے میں ملکر رہے اور کبھی ساس کو
نہ معلوم ہو کہ بیٹے کو ہم سے چھڑانا چاہتی ہو تو ہرگز فساد نہ پیدا ہو یہ تو سب کوئی جانتا ہے
کہ بیاہ کے بعد مان باپ سے تعلق چند روزہ ہے آخر الگ ہوگا میان بی بی جدا ہو کر رہینگے

دنیا میں یہی ہوتی آئی ہے لیکن نہیں معلوم کمبخت بہوؤن کو بے صبری کہان کی ہوتی ہے
کہ جو کچھ ہونا ہو اسی دم ہو جائے بہوؤن میں ایک عیب چغلی کا ہوتا ہے جس سے زیادہ
فساد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ سسرال کی ذرا ذرا بات آکر مان سے کہا کرتی ہیں اور مائیں خود بھی کھود
کھود کر پوچھا کرتی ہیں لیکن اس کہنے اور پوچھنے سے سوا اسکے کہ لڑائیان پڑیں اور جھگڑے
کھڑے ہون کچھ حاصل نہیں ہوتا بعض بہوئیں اس طرح کی مغرور ہوتی ہیں کہ سسرال
میں کیسا ہی اچھا کھانا اور کیسا ہی اچھا کپڑا اُن کو ملے ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتی
ہیں ایسی باتون سے میان کی دلشکنی ہوتی ہے۔ صغری اس کی تم کو بہت احتیاط چاہئے
سسرال کی ہر چیز قابل قدر ہے اور تمکو ہمیشہ کھا کر اور کپڑا پہنکر بشاشت ظاہر کرنی چاہئے
جس سے معلوم ہو کہ تمنے پسند کیا۔ سسرال میں نئی دلہن کو اسبات کا خیال بھی ضرور رکھنا
چاہئیے کہ میکے سے وہان نہ ہو۔ اگرچہ ناآشنا ہونیکے سبب البتہ اجنبی لوگون میں جی نہیں
لگتا لیکن جی کو سمجھانا چاہئیے۔ نہ یہ کہ روتے گئے اور وہان رہے تو روتے۔ جاتے دیر نہیں
[illegible]ئی آنے کا تقاضا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ اُنس پیدا کرنے کے واسطے چالون کا رواج
بہت پسندیدہ ہے اس سے زیادہ میکے کا شوق ظاہر کرنا سسرال والونکو ضرور ناپسند
ہوتا ہے گفتگو میں درجہ اوسط ملحوظ رہے یعنی نہ اتنی بہت کہ خود بخود بک بک اتنی کم کہ غرور
سمجھا جاوے بہت بکنے کا انجام رنجش ہوتا ہے جب رات دن کی بکواس ہوگی ہزار دل
طرح کا تذکرہ ہوگا۔ نہیں معلوم کس تذکرہ میں کیا بات منہ سے نکل جائے نہ اتنی کم گوئی اختیار
کرنی چاہئیے کہ بولنے کیواسطے لوگ خوشامد اور منت کریں ضد اور اصرار کسی بات پر زیبا نہیں
اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو اُس وقت ملتوی رکھو پھر کسی دوسرے وقت بطرز
مناسب طے ہو سکتی ہے فرمائش کسی چیز کی نکرنی چاہئیے فرمائش کرنیسے آدمی نظر دمیں گھٹ جاتا
ہے اور اُس کی بات ہلکی پڑ جاتی ہے جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم کو اپنے ہاتھون سے
کرنا عار نہ سمجھنا چاہئیے چھوٹون پر مہربانی اور بڑون کا ادب ہر دلعزیز رہنے کیواسطے
بڑی عمدہ تدبیر ہے اپنا کوئی کام دوسرون کے ذمہ نہیں رکھنا چاہئیے اور اپنی کوئی چیز
بیخبری سے نہ پڑی رکھنی چاہئیے کہ دوسرے اسکو اٹھالیں گے جب دو آدمی بیٹھکے

چپکے چپکے باتیں کریں اُن سے علیحدہ ہو جانا چاہیے پھر اُسکی ٹٹول بھی مت کرو کہ وہ آپس میں کیا
کہتے تھے خواہ مخواہ یہ بھی مت سمجھو کہ کچھ ہمارا ہی تذکرہ تھا اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ
کیساتھ رکھو جن لوگوں میں بہت جلد نہایت درجہ کا اختلاط پیدا ہو جاتا ہے اُسیقدر جلد
اُنمیں رنجش پیدا ہونے لگتی ہے فقط میں چاہتا ہوں کہ ہر روز بلا ضرورت بھی اس خط کو
کم سے کم ایک دفعہ پڑھ لیا کرو تاکہ اسکا مطلب پیش نظر رہے۔ والدعا محررہ دوم [illegible]

بیاہ کے بعد اصغری خانم کا برتاؤ

باپ کا خط پا کر اصغری کے دل میں جوش محبت نے عجیب اثر پیدا کیا اور بے اختیار رونے کو جی چاہا
لیکن نئی بیاہی ہوئی تھی سسرال میں رو نہ سکی ضبط کو کام میں لائی اور باپ کے خط کو آنکھوں سے
لگا بہت احتیاط سے وظیفے کی کتاب میں رکھ لیا اور ہر روز بلا ناغہ اُس خط کو پڑھتی اور اُس کے
مطلب پر غور کرتی جب تک اصغری نئی بیاہی ہوئی رہی تو اسکا جی بہت گھبراتا تھا اسواسطے
کہ دفعۃً ماں کا گھر چھوڑ کر نئے گھر اور نئے آدمیوں میں رہنا پڑا میکے تو کام اور انتظام کی خوگر تھی سب
شغل اسکو ایک گھڑی چین نہ تھا یا مہینوں بند کوٹھڑی میں چپ چاپ بیٹھنا پڑا ماں کے گھر
جو آزادی حاصل تھی وہ باقی نہ رہی یہاں سسرال میں آتے ہی اسکی ہر ایک بات کو لوگ تاڑ
لگے کوئی منہ دیکھتا ہے کوئی چوٹی کی لمبان ناپتا ہے کوئی قد کی اٹھان کو تاڑتا ہے کوئی زیور ٹٹولتا
ہے کوئی کپڑے پہچانتا ہے کھاتی ہے تو لقمہ پر نظر ہے نوالا کتنا بڑا لیا منہ کتنا کھولا کیونکر چبایا اور
کس طرح نگلا اُٹھتی ہے تو یہ دیکھتے ہیں کہ دوپٹہ کیونکر اوڑھا پائچے کس طرح اٹھائے سوتی ہے تو
وقت پر نگاہ ہے کس وقت سوئی کب اٹھی الغرض جملہ حرکات و سکنات زیر نظر تھیں ایسی حالت میں
اصغری کو سخت تکلیف ہوتی لیکن از بسکہ عاقلہ اور تربیت یافتہ تھی اس سخت امتحان میں کامل نکلی دو ہی
ادائیں اسکی سسرال والوں کو بھائیں بات کی تو نہ اسقدر بہت کہ کہیں کیسی لڑکی ہے چار دن کی بیاہی ہوئی
لڑکی نے کس بلا کی بک بک لگا رکھی ہے نہ اتنی کم کہ بدمزاج اور توسے پیتی سمجھیں کھانا
کھایا تو نہ اتنا زیادہ کہ محلے میں چرچا ہو نہ ایسا کہ ساس نندیں سر جھکا کر بیٹھ رہیں اور یہاں اتر
نہ ہو سوئی تو نہ اسطرح کہ چراغ میں بتی پڑی لاڈو تخت چڑھی اور نہ اتنی دیر تک کہ گویا مردوں
سے شرط باندھ کر سوئی تھی دستور ہوتا ہے کہ نئی دلہن کو محلے کی لڑکیاں گھیرے
رہا کرتی ہیں اصغری کے پاس بھی جب دیکھو دس پانچ موجود لیکن اصغری کسی سے خصوصیت پیدا

وہ کسی دروازہ سے آتی ہے گوشت اناج۔ پان چیزیں اس محلے میں سستی ملتی ہیں البتہ
ہری ترکاری سبزی منڈی سے سیدھی کابلی دروازے کو ہو کر شہر میں جاتی ہے وہ
کسی قدر مہنگی ملتی ہوگی پرانے پان چالیس کے اگر نئے لیتی تو ساٹھ ملتے اصغری نے کہا یہ
ماما عظمت تو ہر چیز میں یوہی آگ لگاتی ہے کفایت نسا تم دو چار دن یہاں رہو میں امان
سے کہلا بھیجونگی وہاں کا کام دو دن کیلئے ہر کوئی دیکھ بھال لیگا کفایت نسا نے کہا بی بی میں
حاضر ہوں خدا نکرے کیا یہاں وہاں دو دو گھر ہیں غرض چار دن کفایت نسا کے ہاتھوں
ہر طرح کا سودا بازار سے آیا اور ہر چیز میں ماما عظمت کا غبن ثابت ہوا لیکن یہ سب باتیں اسطرح
ہوئیں کہ اصغری کی ساس کو خبر تک نہ ہوئی اصغری نے جانا کفایت نسا نے یا ماما عظمت نے
ن واسطے کہ اصغری بہت مروت اور لحاظ کی عورت تھی اُس نے سمجھا کہ اس بڑھیا ماما کو
کرنے سے کیا فایدہ۔ رات کیوقت کھانے سے فارغ ہو کر کوٹھے پر اصغری پان کھا رہی
کفایت نسا بھی پاس بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں ماما عظمت آئی کفایت نسا نے کہا کیوں بوا
ت یہ کیا ماجرا ہے چوری کون نہیں کرتا۔ دیکھو یہ گھر والی موجود ہیں سات برس تک برابر
دمت کی گھر کا کاروبار سب یہ اُٹھائے ہوئے تھیں اللہ رکھے امیر گھر اور امیری خرچ
روپے کا سودا انہیں ہاتھوں سے آیا حق ستھری یہ کیونکر کہوں کہ نہیں لیا تنا
ن کا دھرم ہے چاہے خدا بخشے چاہے مارے اس سے زیادہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا آگے
خرامی ہیں دخل ہی ماما عظمت نے کہا بوا میرا حال کون نہیں جانتا اب میری بلا چھپائے
تو چراتی اور لوٹتی ہوں لیکن نہ آج سے بلکہ سدا سے میرا یہی کام ہے ذرا میری حالت پر
غور کرو کہ اس گھر میں کس بلا کا کام ہے اندر باہر میں اکیلی آدمی چار نوکروں کا کام میری
جان پر پڑتا ہی پھر بوا بے مطلب تو کوئی اپنی ہڈیاں نہیں پیلتا بیوی کئی مرتبہ مجھکو موقوف
کیا ہیں پھر آخر مجھ ہی کو بلوایا سمجھ کا پھیر ہے کوئی یوں سمجھا کوئی دوں سمجھا چار آدمی کے
کام اکیلی ہوں چار کی تنخواہ مجھ اکیلی کو ملنی چاہیئے اور اس ماما عظمت کی حقیقت اسطرح یہ
ہے کہ پچیس برس سے گھر میں تھی اور ہمیشہ لوٹنے پر اُتارو تھی۔ ایک دن کی بات ہو تو چھپ

سنار، قصائی، کنجڑے جن جن سے اُس کی معرفت اچاپت قرض اُٹھتی تھی تقاضے کو آموجود
ہوئے اِس ڈر کے مارے پھر بلائی جاتی تھی یوں چوری اور سرزوری ماما عظمت کی تقدیر
میں لکھی تھی جتنا کر لیتی اور بنا کر چُراتی دکھا کر نکالتی اور لکھا کر مکر جاتی۔ گھر میں آمدنی کم اور
عادتیں بگڑی ہوئیں کھانے میں امتیاز کپڑے میں تکلف سب کارخانہ قرض پر تھا اور
قرض کی آڑھت ماما عظمت کے دم سے تھی کھلے خزانہ کہتی تھی کہ میرا نکلنا آسان بات نہیں
گھر نیلام کرا کے نکلونگی اینٹ سے اینٹ بجا کر جاؤنگی۔ صغریٰ نے جو حساب کتاب میں روک
ٹوک شروع کی تو ماما عظمت صغریٰ کی جانی دشمن ہو گئی اور اس فکر میں ہوئی کہ صغریٰ کو
محمد کامل اور اُس کی ماں سے بُرا بنائے لیکن صغریٰ اس ارادے سے بے خبر نہ تھی بلکہ صغریٰ
نے جب دیکھا کہ ماما گھر کی مختار کل ہے اپنی عادت سے باز نہ آئیگی نہ نکلے گی تو اپنے جی میں کہا کہ
پھر ناحق کی جھک جھک سے کیا فایدہ میں مفت میں کیوں بُری بنوں۔ باورچی خانہ میں جانا
اور کھانے میں دخل دینا بالکل موقوف کیا۔ گھر والوں کو تو صغریٰ کے ہاتھ کی چاٹ لگ گئی تھی
پہلے ہی وقت سے منہ بنانے لگے کوئی کہتا آسے ہے گوشت منہ میں کچ کچ ہوتا ہے۔ کوئی
کہتا دال میں نمک زہر ہو گیا ہے زبان پر نہیں رکھی جاتی لیکن صغریٰ سے کون کہہ سکتا
تھا کہ تم کھانا پکاؤ۔ مجبور جیسا بُرا بھلا ماما عظمت پکا رنیدہ کر رکھ دیتی کھانا ہی پڑتا تھا ایک
دن برسات کے موسم میں بادل گھرا ہوا تھا ننھی ننھی پھوار پڑ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی
محمد کامل نے کہا آج تو کڑھائی کو جی چاہتا ہے لیکن بشرطیکہ تمیزدار بہو اہتمام کریں۔ صغریٰ
کوٹھے پر رہا کرتی تھی اس کو خبر نہیں کہ محمد کامل نے کڑھائی کی فرمایش کی۔ ماما عظمت گھی
شکر بیسن وغیرہ سامان لے آئی اور محمد کامل سے کہا صاحبزادے لیجئے سب سودا تو میں
لے آئی جاؤں بہو صاحب کو بلا لاؤں کوٹھے پر گئی تو صغریٰ سے کڑھائی کا تذکرہ تک نہ کیا اُلٹے
پاؤں اُتر آئی اور کہا بہو کہتی ہیں کہ میرے سر میں درد ہے ماما عظمت سے معمولی کھانا تو پکتا نہ
تھا کڑھائی کیا خاک تلتی سب چیزوں کا ستیاناس ملا کر رکھ دیا کس آرزو سے محمد کامل نے فرمایش کی
تھی بدمزہ پکوان کھا کر بہت اُداس ہوا کوٹھے پر گیا تو بی بی کو دیکھا اپنا پائجامہ سی رہی ہیں جی ہی جی
میں ناخوش ہوا کہ اچھا سینے کو سر میں درد نہیں اور ذرا کڑھائی کو کہا تو درد سر کا بہانہ کر دیا۔ بہو

صغریٰ کا ماما عظمت کو سودے سلف پر روک ٹوک کرنا اور اُس کا دشمن ہو جانا

ناخوشی محمد کامل کو اصغری سے پیدا ہوئی اور دستور ہے کہ میاں بیبیوں میں بگاڑ اسی طرح
چھوٹی چھوٹی باتوں میں پیدا ہوا کرتا ہے از بسکہ چھوٹی سی عمر میں بیاہ ہو جاتا ہے خدا کے
فضل سے عقل مصلحت اندیش نہ میاں میں ہوتی ہے نہ بی بی میں اگر ذرا سی بات بھی خلاف
مزاج دیکھی تو میاں الگ اکڑے بیٹھے ہیں اور بی بی الگ منہ اوندھائے لیٹی ہے اور جب ایک
جگہ کا رہنا سہنا ہوا۔ تو مخالفت کا چھوٹی چھوٹی باتوں میں اکثر واقع ہونا کیا تعجب ہے یہ مخالفت
کثرت سے ہوتے ہوتے آپس کا اتحاد اور باہم کی موافقت میں بڑا فتور پیدا کرتی ہے دونوں طرف سے
لحاظ اور پیار اٹھ جاتا ہے اور تمام عمر جوتیوں میں دال بٹتی رہتی ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ میاں بی بی
شروع سے اپنا معاملہ ایک دوسرے کے ساتھ صاف رکھیں اور ادنیٰ رنجش کو بھی پیدا ہونے
دیں ورنہ یہی چھوٹی چھوٹی رنجشیں جمع ہو کر آخر کو فساد عظیم اور بگاڑ کا باعث ہو جائینگی اور
رنجش کو پیدا نہ ہونے دینے کی یہ حکمت ہے کہ جب کوئی ذرا سی بات بھی خلاف مزاج واقع ہوا اسکو
جی میں نہ رکھا منہ در منہ کہکر صاف کر لیا۔ محمد کامل میں عقل ہوتی اور اس حکمت کو جانتا تو ضرور
اپنی بی بی سے بطور شکایت پوچھتا کہ کیوں صاحب ذرا سا کام تم سے نہ ہو سکا۔ اور دوسرے کا چھوا ہوا
کر دیا اسی وقت دو چار باتوں میں معاملہ طے ہو جاتا۔ اور ماما عظمت کی فطرت کھل پڑتی ہے لیکن
محمد کامل نے منہ پر تو مہر لگائی اور دل میں دفتر شکایت لکھ چلا۔ اصغری کو محمد کامل کی کم التفاتی
سے کھٹکا ہوا۔ اور سمجھی کہ خدا خیر کرے لڑائی کا آغاز نظر آتا ہے ساس کو دیکھا تو انکو بھی مکدر پایا
حیرت میں تھی کہ الٰہی کیا بات ہے۔ ابھی یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ ماما عظمت نے ایک دروار چلایا
رمضان کا قریب تھا محمد کامل کی ماں نے عظمت سے کہا کہ ماما رمضان آتا ہے ابھی سے سب تیاریاں کر لو
برتن چھوٹے بڑے سب قلعی کرانے ہیں مکانمیں برس بھر ہوا سفیدی نہیں ہوئی لالہ ہزاریمل سے کہو جسطرح
ہو سکے کہیں سے پچاس روپئے دے عید کا خرچ سر پر چلا آتا ہے ماما عظمت بولی کہ تمیزدار بہو اپنی ماں کے یہاں
جائینگی میں نے سنا ہے کہ تحصیلدار ابھی آنیوالے ہیں ضرور دونوں بیٹیوں کو بلا بھیجینگے اور میں نے ایک جگہ یہ بھی سنا ہے کہ تمیزدار
بہو کا ارادہ ہے کہ اپنے باپ کیساتھ چلی جائینگی بہو جائینگی تو چھوٹے صاحبزادے بھی جائینگے پھر بیوی تمہارا
اکیلا دم ہے مکانمیں سفیدی ہو کر کیا کریگی اور برتن قلعی ہو کر کیا ہونگے ہزاریمل کمبخت تو ایسا بے مروت ہو گیا ہے کہ
فرزند تھا کو اسکا آدمی دروازہ پر کھڑا رہتا ہے اور قرض کیونکر دیگا محمد کامل کی ماں یہ سنکر سن ہو گئیں اور [illegible]

ماما عظمت کا اصغری پر دوسرا وار

میاں تو جس دن سے لاہور گئے پھر کر گھر کی شکل نہ دیکھی پیچھے بیٹھے برس دن جس دن جی چاہا
آگیا تو کچھ بھیج دیا ورنہ کچھ واسطہ نہیں محمد عاقل ماں سے الگ ہو ہی چکا تھا صرف محمد کامل کا دم
گھر میں تھا اس کے گئے پیچھے مطلع صاف تھا۔ محمد کامل کی ماں نے ماما سے پوچھا اری سچ بتا
تمیزدار بہو ضرور جائیں گی؟ ماما بولی بی بی جانے نہ جائینگی خدا جانے جو سنا تھا کہہ دیا۔ محمد کامل کی ماں
نے پوچھا اری کمبخت کس سے سنا کیونکر معلوم ہوا؟ ماما بولی سننے کو جو پوچھو تو کفایت نسا سے
میں نے دو روپیہ قرض مانگے تھے۔ اس نے کہا میں دے تو دیتی لیکن پہاڑ پر جانے والی ہوں
تب میں نے اس سے حال پوچھا اس سے معلوم ہوا کہ سب بات ٹھیک ٹھاک ہو چکی ہے بس
اتنی دیر ہے کہ تحصیلدار آئیں عید کی صبح کو یہ سب لوگ روانہ ہو جائینگے اور سننے پر کیا منحصر ہے
خدا دکھیا نہیں تو عقل سے پہچانا ہے؟ بہو بی؟ کیا تم کو تمیزدار بہو کے ڈھنگوں سے
سمجھ نہیں پڑتا۔ دیکھو پہلے تو بہو گھر کا کام کاج بھی دیکھتی بھالتی تھیں اب تو کوٹھے پر سے
نیچے اترنا بھی قسم ہے۔ خط پر خط باپ کے چلے جاتے ہیں۔ سوائے جانیکے ایسا کون اور معاملہ ہے
محمد کامل کی ماں یہ سن کر سناٹے میں رہ گئی۔ اور اسی سوچ میں بیٹھی تھی کہ محمد کامل باہر سے
آیا۔ محمد کامل کو پاس بلا کر پوچھا کہ کامل! ایک بات پوچھتی ہوں سچ سچ بتائیگا۔ محمد کامل نے کہا
اماں بھلا ایسی کونسی بات ہے جو تم سے چھپاؤنگا۔ محمد کامل کی ماں نے جو کچھ ماما سے سنا تھا
حرف بحرف محمد کامل سے کہا۔ محمد کامل نے کہا اماں میں سچ کہتا ہوں کہ اس کی مجھکو مطلق خبر
نہیں نہ مجھ سے تمیزدار بہو نے اس کا تذکرہ کیا۔ محمد کامل کی ماں بولی چل جھوٹے نہیں سے
باتیں بناتا ہے اتنی بڑی بات اور تجھکو خبر نہیں اتنے میں ماما بھی آ نکلی۔ محمد کامل کی ماں نے
کہا کیوں ری کمبخت کامل تو کہتا ہے مجھکو معلوم نہیں۔ ماما نے کہا میاں تم برا مانو یا بھلا تمہاری
بی بی جانے کی تو تیاریاں کر رہی ہیں۔ تم سے شاید چھپاتی ہوں یہ مزاجدار بہو نہ ہوں کہ
ان کے پیٹ میں بات نہیں سماتی تھی۔ یہ تمیزدار بہو ہیں کہ کسیکو اپنا بھید نہ دیں محمد کامل کی
ماں نے پوچھا کامل بھلا اگر یہ بات سچ ہو تو تمہارا کیا ارادہ ہے محمد کامل نے کہا بھلا کیونکر ہو سکتا ہے؟
تم کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاؤنگا۔ اور تمیزدار بہو کی بھی ایسی کیا زبردستی ہے کہ بے پوچھے گچھے
چلی جائینگی اور میں آج تمیزدار بہو سے پوچھونگا کہ کیوں جی یہ کیا بات ہے محمد کامل کی ماں نے کہا

ناراض بات کا کیا اعتبار ہے ابھی بہو ہے کچھ ذکر مذکور مت کرو جب بات تحقیق ہو جائیگی
تو دیکھا جائیگا اس طرح کی باتوں سے ماما عظمت اصغری کو ساس اور میاں سے برابر بنائے رکھتی
تھی اور اصغری سے ہر چند منہ در منہ کسی نے کچھ کہا سنا نہیں لیکن وہ بھی ان سب کے قیافہ سے
سمجھ گئی تھی کہ ضرور کچھ کشیدگی ہے اصغری کے پاس محمودہ بڑی جاسوس تھی۔ ذرا ذرا سی بات
اصغری سے کہتی اور ماما کی بد ذاتی سب اصغری پر کھل گئی تھی مگر اصغری ایسی احمق نہ تھی کہ
جا بیجا بگڑ بیٹھتی وہ اس فکر میں ہوئی کہ اس معاملہ میں اپنی طرف سے کچھ کہنا سننا مناسب نہیں آخر
کبھی نہ کبھی بات کھلیگی اس وقت دیکھا جائیگا۔ اصغری نے اپنے دل میں کہا بھلا عظمت رہ تو سہی
انشاء اللہ تجھکو کیسا سیدھا بناتی ہوں۔ اب یہانتک تیرے مغز چل گئے ہیں کہ گھر کے گھر میں
فساد ڈلواتی ہے انشاء اللہ تجھکو وہاں ماروں جہاں پانی نہ ملے اور ایسا تجھکو اجاڑوں کہ پھر اس
محلے میں آنا نصیب نہو ماما عظمت کے سر پر شامت سوار تھی تیسرا وار اصغری پر ادھر ہی کیا ہزاریل

اصغری پر ماما کا تیسرا وار

لالکی تو عادت تھی کہ جب کبھی ماما عظمت کو اپنی دوکان کے سامنے آتے جاتے دیکھتا تو آؤ بدہ کر
کے ایمرن ماما ہلسے حساب کتاب کی بھی کچھ خبر ہے اور آٹھویں ساتویں دن گھر پر بھی تقاضا
کہلا بھیجتا۔ ایک دن حسب معمول ماما عظمت سودے سلف کو بازار جاتی تھی ہزاریل نے ٹوکا ماما عظمت
بولی اے لالا کیا تم نے مجھسے آئے دن کی چھیڑخانی مقرر کی ہے جب مجھکو دیکھتے ہو تقاضا کرنے

ماما اور ہزاریل کی گفتگو

ہو جنکو دیتے ہو ان سے مانگو ان پر تقاضا کرو۔ میں بیچاری غریب آدمی ٹکے کی اوقات مجھسے
اور مہاجنوں کے لین دین سے کیا واسطہ۔ ہزاریل نے کہا یہ بات تم نے کیا کہی کہ مجھ سے واسطہ نہیں
دوکان سے تم لیجاتی ہو ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے ہم تو تم کو جانتے ہیں اور تمہاری ساکھ پر دیتے ہیں
ہم گھر والوں کو کیا جانیں ماما نے کہا لے لالہ ہوش میں آؤ۔ ایسے گھر کے بھولے۔ میری ایسی کیا
حیثیت تم نے دیکھ لی میرے پاس نہ جایداد نہ دولت اور تم نے سینکڑوں روپیہ آنکھ بند کر کے
مجھکو دیدیئے اور اگر مجھکو دیا ہے تو جاؤ مجھ ہی سے لے بھی لینا میرے جو محل کھڑے ہونگے بکوا لینا
قلعے میں جو میری تنخواہ ہوگی بند کرا دینا۔ یہ کہکر ماما چلنے لگی۔ ایسی اُکھڑی اُکھڑی باتیں سنکر ہزاریل
بہت سٹپٹایا اور ماما سے ملاوٹ کی باتیں کرنےلگا کہ ماما یہاں تو آؤ۔ بات تو سنو۔ بیٹھو تو سہی
آج تو تم کسی سے لڑکر معلوم ہوتی ہو بتاؤ تو کیا بات ہے۔ بی بی صاحب نے

کچھ کہا یا صاحبزادے خفا ہوئے ادھر تو ماما نے یہ کہا اور وہ کان پر جوڑا کا بیٹھا تھا ایک بیب
اُسکے ہاتھ دیا کہ دوڑ کر دو گلوریاں زردہ ڈلوا کر بنوا لا جب ماما بیٹھ گئی تو پھر ہزاریل نے ہنس کر
معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور کسی سے لڑی ہو۔ ماما نے کہا خدا نکرے کیون لڑنے لگی بات پر بات
مین نے بھی کہدی سچی بات پر بُرا کیون مانتے ہو۔ ہزاریل نے کہا یہ تو ٹھیک ہے۔ بہوا لڑکا مالک
کے ساتھ ہے جو تمہارے ہاتھوں سے ہوتا ہے یا نہیں نہ ہمارے نام رقعہ بھیج
تم نے جو مالک کے نام سے مانگا سو دیا۔ ماما نے کہا ہان یون رہو اس سے مین کب مکرتی
ہون جو لے گئی ہون ہزارون مین کہدون لاکھون مین کہدون اور ہماری بیوی کے جی
دریش روپیں سے تو ما بکلھی ہے) بیچاری کبھی تکرار نہیں کرتین ہزاریل بولا ماما بیگم صاحب
تو حقیقت میں بڑی امیر ہیں واہ کیا بات ہے پھر ہزاری مل نے آہستہ سے پوچھا چھوٹی
بہو صاحب کا کیا حال ہے کیسی ہیں اپنی بڑی بہن کے پر تو ہیں۔ یا اور طرح کا مزاج ہے
ماما نے کہا لالہ کچھ نہ پوچھو بیٹی تو امیر گھر کی ہیں پر دل کی بڑی تنگ ہیں۔ دمڑی
چھدام تک چار مرتبہ پھیر نہ لیں پسند نہیں آتا۔ ہان خدا رکھے ہنر سلیقہ تو دنیا کی بہو بیٹیون
بڑھ چڑھ کر ہے کھانا عمدہ سے عمدہ پینے ہیں درزیون اور مغلانیون کو مات کیا ہے لیکن ا
امیری کی بات نہیں۔ اول اول تو مجھ پر بھی روک ٹوک شروع کی تھی۔ لالہ تم جانتے
ہو میرا کام کیسا بے لاگ ہوتا ہے۔ آخر تھک کر بیٹھ رہیں۔ بیگم صاحب تو اولیا آدمی ہیں
اور انہیں کے دم قدم کی برکت سے گھر چلتا ہے ہم غریب بھی اُنہیں کا دامن پکڑے ہیں
ہیں بہتیرا لوگون نے بیگم صاحب کو بھڑکایا۔ لیکن خدا سلامت رکھے اُنہیں کے دل پر میل
آیا۔ اور کسیطرح کا کلام اُنہون نے منہ پر نہ رکھا۔ ہزاری مل نے کہا سنا ہے چھوٹی بہو صاحب
بڑا بھاری جہیز لا ساماں نے چھوٹتے ہی کہا کیا خاک بڑی سے بھی اُترتا ہے ہزاری مل نے
بڑا تعجب ہے ان کے بیاہ کے وقت تو خان صاحب تحصیلدار تھے اپنی بیٹی سے زیادہ
دینا لازم تھا۔ ماما نے کہا آستہ ہے تحصیلدار کا کچھ دوش نہیں اُس بیچارے نے تو بڑا
بیاہیان کی تھیں یہی چھوٹی کھوٹی منہ بولی تھیں۔ امان باوا کی خیر خواہی کے مارے کہہ
کر سب چیزیں کم کرائیں ہزاری مل نے کہا اگر یہی حال ہے تو بڑی بہن کی طرح یہ بھی ال

اکبری کی ماما نے کہا الگ گھر کرنا کیسا یہ تو بڑے گل کھلائیں گی بڑی ہی بہو بد مزاج تھیں لیکن دل کی صاف اور یہ زبان کی میٹھی اور دل کی کھوٹی کوئی کیسا ہی جان مار کر کام کرے ان کی خاطر تلے نہیں آتا۔ بات بھی کہیں گی تو تہ کی منہ پر کچھ دل میں کچھ۔ ناہا یہ عورت ایک دن نباہ کرنے والی نہیں۔ اب تو پہاڑ پر باپ پاس جانے کی تیاریاں کر رہی ہیں ہزاری مل نے پوچھا۔ لاہور سے ان دنوں کوئی خط آیا ہے ماما نے کہا روز انتظار رہتا ہے۔ نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ کوئی خط نہیں بیوی خرچ کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ رمضان سر پر آ رہا ہے بلکہ پرسوں اترسوں مجھ سے کہتی بھی تھیں کہ ہزاری مل سے پچاس روپئے اور قرضہ لانا۔ ہزاری مل قرض کا نام سنکر چونک پڑا اور کہا پچھلا حساب بیباق کر دیں تو آگے کو کیا لگا ہے۔ ماما بیگم صاحب سے خوب سمجھا کر کہہ دینا کہ جہاں سے بن پڑے روپئے ادا کر دیں۔ ماما نے کہا تمہارا روپیہ خدا ہی نکلوائیگا تو نکلے گا بیگم صاحب کہاں سے دینگی بال بال تو قرضدار ہو رہی ہیں۔ سودی بلائیں نوچ کھا رہا ہے۔ بزاز جدا غل مچاتا ہے۔ ہزاری مل نے کہا مجھکو دوسرے قرضخواہوں سے کیا واسطہ ہماری دوکان کا حساب تو بیگم صاحب کو بیباق کرنا ہی پڑیگا۔ میں تو بیگم صاحب کی سرکار کا بڑا لحاظ کرتا ہوں۔ لیکن میرا ساجھی چھدامی لال اب نہیں مانتا وہ اگر یہ حال سن پائے تو آج نالش کر دے دیکھو ماما بیگم صاحب سے میری طرف سے کہہ دینا ایسا نہ ہو کہ کل کلاں کو مجھے بات دینی آ جائے۔ ماما نے کہا یہ سب حال بیگم صاحب سے کہہ دونگی لیکن گھر کا ذرا ذرا حال مجھکو معلوم ہے۔ نالش کرو۔ یا فریاد کرو نہ روپیہ ہے نہ دینے کی گنجایش روپیہ ہوتا تو قرض کیوں لیا جاتا۔ اتنی باتوں کے بعد ماما عظمت ہزاری مل سے رخصت ہو کر سودا سلف لیکر گھر میں آئی تو محمد کامل کی ماں نے پوچھا ماما تو بازار جاتی ہے تو ایسی سنیکر ہو جاتی ہے کہ کھانے پکانے کا کچھ خیال تجھکو نہیں رہتا۔ دیکھ تو کتنا دن چڑھا ہے۔ اب کس وقت گوشت چڑھیگا کب پکیگا اور کب کھانا ملے گا۔ ماما نے کہا بی بی اس موئے ہزاری مل کے جھگڑے میں اتنی دیر ہو گئی روا جان مارنے ہار ہر روز مجھکو آتے جاتے ٹوکا کرتا ہے۔ آج میری جان جل گئی اور میں نے کہا کیا تو نے مجھ سے روز کی چھیڑ خانی مقرر کی ہے کیوں مرا جاتا ہے ذرا صبر کر لاہور سے خرچ آنے دے تو تیرا اگلا پچھلا سب حساب بیباق ہو جائے گا۔ وہ موا تو میرے سر ہو گیا

اور بھرے بازار میں مجھکو فضیحت کریگا۔ محمد کامل کی ماں نے کہا ہزاری مل کو کیا ہوگیا ہے
وہ تو ایسا نہ تھا آخر برسوں سے ہمارا اُس کا لین دین ہے سو پیسہ بھی دیا ہے دیر کر بھی
کبھی اُسنے تکرار نہیں کی ماما نے کہا بی بی کوئی اور مہاجن دوکان میں ساجھی ہوا ہے اُس موئے
نے جلدی مچا رکھی ہے جس پر لینا تھا سب سے کھڑے کھڑے وصول کر لیا جس نے نہیں دیا
نالش کر دی۔ ہزاری مل نے کہا ہے کہ بیگم صاحب سے بہت منت سے ہاتھ جوڑ کر میری طرف سے
کہدینا کہ میرا اس میں کچھ بس نہیں ہے جس طرح ہو سکے دو چار دن میں روپیہ کی راہ لگا دیں
ورنہ چھدامی لال ضرور نالش کر دیگا۔ اس خبر کے سننے سے محمد کامل کی ماں کو سخت تردد پیدا
ہوا امیر بیگم اُن کی چھوٹی بہن خانم کے بازار میں رہتی تھی۔ اور وہ ذرا خوش حال تھی محمد کامل
کی ماں نے انا عظمت سے کہا کہ ماما لاہور سے تو خط کا جواب اب تک نہیں آیا خرچ کی کیا اُمید ہے
اگر سچ مچ ہزاری مل نے نالش کر دی تو کیا ہوگا میرے پاس تو اتنا اثاثہ بھی نہیں کہ بیچکر ادا کر دوں
اور نالش ہونے پر دنیا میں بھی بے عزتی ہے۔ نام تو تمام شہر میں بد ہو گا۔ ڈولی
میں امیر بیگم کے پاس جاتی ہوں۔ دیکھو اگر کوئی صورت نکل آوے۔ ماما بولی نالش تو ہونی
دھری ہے جس نے منہ سے کہا اُسے کرتے کیا دیر لگتی ہے۔ اور چھوٹی بیگم صاحب بیچاری کے
پاس کہاں سے روپیہ آیا وہ تو ان دنوں خود حیران ہیں محمد کامل کی ماں نے کہا آخر پھر کچھ
کرنا تو پڑیگا۔ ماما نے پاس آکر چپکے سے کہا مہینا بھر کے واسطے تمیز دار بہو اپنے کڑے دیدیتیں
تو بات رہجاتی بالفعل ان کڑوں کو گروی رکھکر آدھے تہائی ہزاری مل کے بھگت جاتے مہینے
بھر تو میاں خرچ بھیجدیتے یا میں کسی اور مہاجن سے لے آتی۔ محمد کامل کی ماں نے کہا ارے
تو کوئی دیوانی ہوئی ہے خبردار ایسی بات منہ سے مت نکالنا اگر رہنے کا مکان بھی بک
جائے۔ تو مجھکو منظور ہے لیکن بہو سے کہنے کا منہ نہیں۔ ماما نے کہا بی بی میں نے تو ہزاری مل
سے کہا کہ بہو ہوئی بیٹی ہوئی کچھ غیر نہیں ہوتیں اور کیا خدا نہ کرے بیچ ڈالنے کی نیت سے نہیں
مہینا بھر کا واسطہ ہے جیسے صندوقچہ میں پڑی رہی مہاجن کے پاس رکھی رہی جب تو بڑا
خاطر جمع رہی۔ محمد کامل کی ماں نے کہا پھر بھی بہو بیٹی میں فرق ہوتا ہے۔ نئی بیاہی ہے سنا ہے کہا
کوئی ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ دیکھو خبردار پھر زبان سے ایسی بات مت نکالیو ایسا نہو یہ بھی اگر

ماما کا محمد کامل کی ماں کو ہزاری مل کی طرف سے تردد میں ڈالنا

ماما کا صنوبری سے کڑے گروی رکھوانے کا فریب کرنا اور محمد کامل کی ماں کا جھڑکنا

کے کان پڑ جائے اور وہ بہت جا لگائے ماما نے کہا صاحبزادی تو ابھی کھڑی سن رہی تھیں
مگر وہ بچہ ہیں ابھی ان کو ان باتوں کی سمجھ نہیں محمد کامل کی ماں نے کہا ڈولی لے آؤ میں بہو تک
جاؤں تو سہی پھر جیسی صلاح ٹھیرے گی دیکھا جائیگا۔ محمد کامل کی ماں تو سوار ہو خانم کے بازار کو
سدھاریں اور محمودہ نے سب تیز دار بہو کو جا سنایا۔ اصغری کو اور تو کچھ نہ سوجھی۔ فوراً اپنے
بڑے بھائی خیر اندیش خان کو یہ خط لکھا کہ جناب بھائی صاحب معظم مکرم سلامت تسلیمات کے بعد
مطلب ضروری عرض کرتی ہوں کہ مدت سے میں نے اپنا حال آپ کو نہیں لکھا اسواسطے کہ جو
عریضہ جناب والد صاحب کی خدمت میں بھیجتی ہوں۔ وہ آپ کی نظر سے ضرور گزرتا ہوگا اب ایک
خاص بات ایسی پیش آئی ہے کہ اسکو میں آپ ہی کی خدمت میں عرض کرنا مناسب سمجھتی ہوں وہ
یہ ہے کہ جب سے سسرال آئی کسی طرح کی تکلیف مجھکو نہیں پہونچی۔ اور بڑی آپا کو جن باتوں کی شکایت رہا
کرتی تھی آپ کی دعا سے وہ باتیں میرے ساتھ نہیں ہیں۔ سب لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور
میں خوش رہتی ہوں ایک ماما عظمت کے ہاتھوں سے وہ ایذا ہے جو کسی بدمزاج ساس اور
بدزبان نند سے بھی نہ ہوتی یہ عورت اس گھر کی پرانی ماما ہے اور اندر باہر کا سب کام اسی کے
ہاتھوں میں ہے اس عورت نے گھر کو لوٹ کر خاک سیاہ کر دیا۔ اب اتنا قرض ہو گیا ہے۔ کہ
اس کے ادا ہونے کا سامان نظر نہیں آتا کسی طرح کا بندوبست گھر میں نہیں ہے۔ میں
نے چند روز معمولی کاروبار خانہ داری میں دخل دیا تھا۔ تو ہر چیز میں غبن ہر بات
میں فریب پایا گیا میری روک ٹوک سے ماما میری دشمن ہو گئی۔ اور اس دن سے ہمیشہ تاک
فساد کھڑا کئے رہتی ہے اب تک ہر چند کوئی قباحت کی بات پیدا نہیں ہوئی لیکن اس ماما کا
رہنا مجھ کو سخت ناگوار ہے۔ مگر اس کا نکلنا بھی نہایت دشوار ہے تمام بازار کا قرض اسی کی معرفت
ہے موقوفی کا نام بھی سن پائے تو قرضخواہوں کو جا بھڑکائے۔ پھر قرض کا نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
زبانی ٹھکوں پر سب لینا دینا ہو رہا ہے میں چاہتی ہوں کہ سب لوگوں کا حساب کتاب ہو کر
لکھا پڑھی ہو جائے اور بقدر مناسب ہر ایک کی قسط مقرر کر دی جائے اور قرض لینے کا دستور
آئندہ کیواسطے موقوف ہو اور ماما نکال دی جائے یقین ہے کہ جناب والد صاحب کے
ساتھ آپ بھی رمضان میں تشریف لاویں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر لا

محمد کامل کی ماں کا اپنی بہو کے گھر قرض کی فکر میں جانا۔

اصغری کا اپنے بھائی کو خط لکھنا اور ماما عظمت کی شرارتوں کے رفع کرنیکا علاج۔

ہو کر آئیے۔ اور ابا جان کو جس طرح بن پڑے کم سے کم دو ہفتے کے واسطے اپنے ساتھ لوا لائیے
آپ لوگوں کے سامنے یہ معاملہ بخوبی طے ہو جائیگا۔ میں اس خط کو سخت تشویش کی حالت میں لکھ
رہی ہوں۔ کوئی مہاجن آمادہ نالش ہے۔ ماما نے صلاح دی ہے کہ میرے کپڑے گروی رکھی جائیں
اماں جان روپے کے بندوبست کے واسطے اسی وقت خالہ جان کے ہاں گئی ہیں۔ فقط۔ ادھر
اصغری نے بھائی کو خط لکھا اور ادھر اپنی خالہ سے کہلا بھیجا کہ میں اکیلی ہوں تو تماشا خانم کو
دو دن کے واسطے بھیج دیجئے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ کے یہاں مہمان آئی ہوئی ہیں۔ غرض شام ہوتے
شام تماشا خانم آپہنچیں۔ ڈولی سے اترتے ہی پکاریں۔ اللہ بی اصغری ایسا بھی کوئی بے مروت ہو
میں نے خالو ابا کا خط تم سے منگوا بھیجا تھا تم نے نہ دیا۔ اصغری نے کہا اوئی کون مانگنے آیا تھا۔
تماشا خانم بولی یہی ماما عظمت۔ ماما عظمت بولی۔ ہاں بی انہوں نے تو کہا تھا۔ مجھ کمبخت کو بات
یاد نہیں رہتی یہاں آنے تک گھر کے کام دھندے میں بھول گئی۔ اصغری نے آہستہ سے کہا
ہاں تم کو تو لوٹنا اور فساد ڈلوانا یاد رہتا ہے اور تماشا خانم سے کہا خط موجود ہے ورثنی کتنی
بھی آئی ہو۔ بڑے مزے کی باتیں اسمیں ہیں وہ بھی تم لیتی جانا۔ اصغری نے ماما کا سب حال ذرا ذرا تماشا
خانم سے کہا۔ تماشا خانم مزاج کی بڑی تیز تھیں اسیوقت جوتی لیکر اٹھی اور ماما کو مارنے چلی۔ اصغری
نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور کہا خدا کیلئے آپا ایسا غضب مت کرنا ابھی جلدی نہ کرو یہ سب بات بگڑ جائیگی
تماشا خانم نے کہا تم یوں ہی پس و پیش لگا کر اپنا دکھ بھوگتی ہو۔ اگر تمہاری جگہ کی ہوتی خدا کی قسم
مردار کو مار جوتیوں کے ایسا سیدھا بناتی کہ عمر بھر یاد رکھتی۔ اصغری نے کہا دیکھو انشا اللہ تعالیٰ اس نمک حرام پر
خدا کی مار پڑیگی کون دن کی دیر ہے۔ اس کے بعد تماشا خانم نے پوچھا کہ تمہاری ساس اپنی بہن کے یہاں کس
غرض سے گئی ہیں۔ اصغری نے کہا وہ بیچاری بھی اسی نامراد ماما کے ہاتھوں سے دربدر ماری پھرتی ہیں
کوئی مہاجن ہے اسکا کچھ دینا ہے آج ماما نے آکر کہا تھا۔ کہ وہ نالش کرنیوالا ہے اسی کی روپیہ کی فکر میں
گئی ہیں۔ تماشا خانم نے پوچھا کونسا مہاجن نالش کرنیوالا ہے۔ اصغری نے کہا نام تو میں نہیں جانتی۔ تماشا خانم
نے ماما سے پوچھا عظمت کونسا مہاجن ہے عظمت نے کہا بیوی کوئی ہزاری مل۔ تماشا خانم نے کہا وہی ہزاری مل جسکی
دوکان جوہری بازار میں ہے۔ عظمت نے کہا ہاں بیوی ہاں وہی ہزاری مل۔ تماشا خانم نے کہا اس سے تو ہماری
سسرال کا بھی لین دین ہے بھلا سوئی کی طاقت ہے جو نالش کریگا۔ میں یہاں سے تمہارے بھائی جان سے کہونگی

دیکھو کیسا ٹھیک بتلاتے ہیں دو دن تماشا خانم اصغری کے پاس رہیں تیسرے دن رخصت ہوئیں
اور چلتے چلتے کہہ گئیں کہ بوا اصغری تم کو میرے سر کی قسم جب تمہارے سسر آویں اور یہ سب معاملہ مقدمہ پیش
ہو مجھکو ضرور بلوانا اور عظمت کو میرے حوالے کر دینا۔ یہان محمد کامل کی ماں کو اُنکی بہن نے ٹھیرا لیا۔ کہ
اے ہے آپا کبھی کبھار تو تم آتی ہو بھلا ایک ہفتہ تو رہو۔ لیکن آدمی ہر روز یہان تمیز دار بہو کی خبر کو
آتا تھا ماما عظمت نے بیٹھے بٹھلائے ایک اور شرارت کی ان دنون لاٹ صاحب کی آمد آمد تھی
شہر کی صفائی کے واسطے حاکم کیطرف سے تاکید ہوئی ہر محلہ اور کوچہ میں اشتہار لگائے گئے کہ سب لوگ اپنے
اپنے کوچے اور گلیان صاف کریں دروازون پر سفیدی کرائیں۔ بدرویئں صاف رکھیں
اگر کسی جگہ کوڑا پڑا ملیگا تو مکان نیلام ہو جائیگا۔ اسی مضمون کا ایک اشتہار اس محلے کے
پھاٹک پر بھی لگایا گیا۔ ماما عظمت رات کو جا کر محلے کے پھاٹک سے وہ اشتہار اُکھاڑ لائی اور چپکے
سے اپنے دروازے پر لگا دیا۔ پھر اندھیرے منہ خانم کے بازار میں محمد کامل کی ماں سے خبر کرنے دوڑی

ماما عظمت کی چوتھی شرارت

ان کے ابھی کواڑ بھی نہیں کھلے تھے کہ اُس نے آواز دی۔ محمد کامل کی ماں نے آواز پہچانی اور کہا
اے دوڑو دیکھو تو عظمت ایسے ناوقت کیون بھاگی آئی ہے عظمت سامنے گئی تو پوچھا ماما خیریت ہے
عظمت بولی بی بی مکان پر اشتہار کیا ہوتا ہے۔ لگا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے ہزاری مل نے نالش
کر دی محمد کامل کی ماں نے اپنی بہن سے کہا لو بوا میں تو جاتی ہون جاؤن اور ہزاری مل کو بلواؤنگی
اور سمجھاؤنگی خدا اُس کے دل میں رحم ڈالے بہن بولی آپا میں بہت شرمندہ ہون۔ کہ مجھ سے روپیہ کا
بندوبست نہ ہو سکا لیکن میرے گلے کا توڑا موجود ہے اس کو لیتی جاؤ۔ گروی رکھنے سے کام
نکلے تو خیر ورنہ بیچ ڈالنا۔ محمد کامل کی ماں نے کہا خیر یہ توڑا لئے تو جاتی ہون مگر اُس کا روپیہ بہت
بڑھ گیا ہے ایک توڑے سے کیا ہوگا۔ بہن بولی آخر انھون نے بھی کہا ہے کہ میں کسی دوسرے مہاجن
سے قرض دلا دونگا۔ تم بسم اللہ کر کے سوار ہو۔ وہ آتے ہیں تو میں اُنکو پیچھے سے بھیجتی ہون۔ غرض
محمد کامل کی ماں مکان پر پہنچیں دروازے پر آتے ہی تو اشتہار لگا دیکھا۔ افسوس کی حالت میں جیسے
آکر بیٹھ گئیں۔ ساس کی آمد سنکر اصغری کوٹھے پر سے اُتر آئی سلام کیا۔ ساس کو مغموم دیکھکر پوچھا
آج امان جان تمہارا چہرہ اُداس ہے۔ ساس نے کہا ہاں مہاجن نے نالش کر دی ہے
روپیہ کی صورت کہیں سے نہیں بن پڑتی۔ امیر بیگم نے بھی جواب دیدیا اور مکان

اشتہار لگ چکا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ صغری نے کہا۔ آپ ہرگز اس کا فکر نہ کیجئے اگر ہزاری مل
نے نالش کر دی ہے تو کچھ ہرج نہیں ہے۔ تماشا خانم کی سسرال میں اس کا لین دین ہے تماشا خانم
نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں ہزاری مل کو سمجھا دونگی۔ اور اگر نہیں مانیگا تو اس کے روپیہ کی
کچھ سبیل ہو جائیگی پیچ کرنے سے کیا حاصل ہے؟ ساس نے کہا کامل ہوتا تو میں اسکو ہزار میل
تک بھیجتی۔ صغری نے کہا یوں آپ کو اختیار ہے لیکن میرے نزدیک مہاجن سے ڈرنا کسی
طرح مناسب نہیں ورنہ اسکو آئندہ کے واسطے اسکو دلیری ہو جائیگی اور آٹھوں دن نالش کا ڈراوا
دکھایا کریگا۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ادھر کا اشارہ نہ ہو اور باہر سے کوئی دباؤ اس پر پڑ جائے کہ وہ نالش
کی پیروی سے باز رہے۔ محمد کامل کی ماں نے کہا تماشا خانم ابھی لڑکی ہیں کچہری دربار کی باتیں
وہ کیا جانیں ایسا نہ ہو کہ انکے بھروسے پر کام بگڑ جائے! اور موقع ہاتھ سے نکلجائے۔ صغری نے
کہا تماشا خانم بیشک لڑکی ہیں مگر انہنے بات خوب پکی کر لی ہے اور مجھکو اطمینان ہے کہ یہ باتیں ہو ہی
رہی تھیں کہ میاں مسلم نے دروازے پر آواز دی۔ صغری نے کہا دیکھئے آیا۔ ضرور اس معاملہ میں کچھ
خبر لایا ہوگا۔ صغری نے محمودہ کو اشارہ کیا۔ محمودہ کوٹھری میں چلی گئی۔ مسلم کو اندر بلایا اسنے
مسلم کیا خبر لائے۔ مسلم نے کہا آپا نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور مزاج کا حال پوچھا ہے اور کہا ہے
کہ ہزاری مل کو بلوایا تھا۔ بہت کچھ ڈرایا دھمکایا ہے۔ اور اس نے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ نالش نہ
ہوگی یہ بات سن کر محمد کامل کی ماں کو کسی قدر تسلی ہوئی لیکن صغری حیرت میں ہوئی کہ تماشا خانم
نے تو یہ کہلا بھیجا ہے اور ہزاری مل نالش کر بیٹھا۔ یہ کیا بات ہے اور اشتہار کا معاملہ بھی عجیب ہے میں
گھر میں بیٹھی کی بیٹھی رہی۔ مجھکو خبر نہیں۔ حاکم کا اشتہار ہوتا تو کوئی چپراسی پیادہ پکارتا آواز دیتا
مسلم رخصت ہوا تو محمودہ سے صغری نے کہا جاؤ اور دروازے پر جو کاغذ لگا ہوا ہے اسکو چپکے
سے اکھاڑ لاؤ۔ محمودہ کاغذ اکھاڑ لائی۔ صغری نے پڑھا تو صفائی کا حکم تھا نالش کا کچھ مذکور نہ تھا
سمجھ گئی کہ یہ بھی اس عظمت کی چالاکی ہے ساس پر تو یہ حال ظاہر کیا لیکن اُن کا اطمینان اچھی طرح
سے کر دیا کہ آپ دلجمعی سے بیٹھی رہیئے۔ نالش کا کچھ ڈر نہیں ہے ساس نے کہا تمہارے کہنے سے
نالش کیطرف سے تو دلجمعی ہوئی لیکن شب برات اور رمضان سر پر چلا آتا ہے دونوں تیوہاروں
میں خرچ ہی خرچ ہے لاہور سے خرچ آنا بھی موقوف ہے اس کا فکر تو میرا لہو خشک کئے ڈالتا ہے

اصغری کا دروازے پر سے کاغذ اُتروانا اور ماما کی چالاکی معلوم کرنا

اصغری نے کہا رمضان کے تو ابھی بہت دن پڑے ہیں خدا مسبب الاسباب ہے اس وقت
تک غیب سے کوئی سامان پیدا ہو جائیگا شب برات کے چار ہی دن رہ گئے ہیں سو شب برات
کوئی ایسا تیوہار نہیں ہے جس میں بہت خرچ درکار ہو ساس نے کہا میرے گھر تو سال در سال
شب برات میں بیس روپئے اٹھتے ہیں پوچھو ہی ماما عظمت خرچ کرنیوالی [illegible] اصغری نے کہا
خرچ کرنے کا کیا ہے لیکن ایک ضرورت کے واسطے اور ایک بے ضرورت [illegible] سو شب برات میں
کوئی ایسی ضرورت نہیں جسکے واسطے اتنا روپیہ درکار ہو ساس نے کہا بوا پیغمبر بڑی بزرگوں
کی فاتحہ مقدم ہے پھر لوگوں کے گھر بھیجنا بھجوانا ضرور ہے۔ لو کہنے کو ذرا سی بات ہے پانچ
روپئے ہوں تو اصل خرچ سے تمہارے میاں اور بی محمودہ کے واسطے انار پٹاخے ہوں محمد کامل
کا بیاہ ہو گیا تو کیا ہے خدا رکھے اس کے مزاج میں تو ابھی تک بچپن کی باتیں چلی جاتی ہیں جب
تک سو انار پٹاخے گڈی پٹاخے نہ لے چکے گا میری جان کھا جائیگا اور محمودہ بھی رو رو کر اپنا برا
حال کریگی اصغری نے کہا فاتحہ کے واسطے پانچ سیر کا ملیدہ بہت ہوگا بھیجنا بھجوانا تو ادھر سے
آیا ادھر گیا اور محمودہ اب پٹاخوں کے واسطے ضد نہیں کرینگی میں انکو سمجھا دونگی غرض
شب برات کا اہتمام جس طرح ہو سکیگا کرونگی یہ میرا ذمہ۔ اس کے واسطے آپ قرض کا
فکر نہ کیجئے کسی معمول میں اگر کمی ہو تو مجھکو الاہنا دیجئے گا ساس سے یہ باتیں تو ہوئیں لیکن
اصغری سوچ میں تھی کہ میاں کو انار پٹاخوں سے کس طرح باز رکھئے۔ آخر کار اس حکمت سے
اصغری نے میاں کو سمجھایا کہ بات بھی کہہ گذری اور میاں کو ناگوار بھی نہ ہوا۔ محمد کامل کے سامنے
چھیڑ کر محمودہ سے پوچھا کیوں بوا تمنے شب برات کیواسطے کیا فکر کی محمودہ بولی بھائی جان جب انار پٹاخے
لائینگے ہمکو بھی دینگے۔ ابھی محمد کامل کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اصغری نے کہا بھائی تو ایسی واہیات چیز تمہارے
واسطے کیوں لانے لگے۔ محمودہ انار پٹاخوں میں کیا مزہ ہوتا ہے محمودہ نے کہا بھابی جان جب انار
چھوٹتے ہیں تو کیسی بہار ہوتی ہے اصغری نے کہا محلہ میں سینکڑوں انار چھوٹیں گے۔ کوٹھے پر
سے تم بھی دیکھ لینا۔ محمودہ نے کہا واہ ہم نہ چھوڑیں اصغری نے کہا تم کو ڈر نہیں لگتا۔ محمودہ
بولی کیا میں اپنے ہاتھ سے چھوڑتی ہوں اصغری نے کہا پھر جس طرح تم نے اپنے انار چھوٹتے
دیکھے۔ ویسے ہی محلے کے۔ اور محمودہ سنو یہ بہت برا کھیل ہے۔ اس میں

جل جانے کا خوف ہے۔ ایک مرتبہ ہمارے محلے میں ایک لڑکی کے ہاتھ میں انار پھٹ گیا
تھا دونوں آنکھیں پھوٹکر چوپٹ ہو گئیں۔ اس کو دیکھنا بھی ہو تو دوڑ سے اور محمودہ تم اماں
جان کا حال دیکھتی ہو اُداس ہیں یا نہیں محمودہ نے کہا اُداس تو ہیں اصغری نے پوچھا
کبھی تم نے یہ بھی غور کیا کہ کیوں اُداس ہیں محمودہ نے کہا یہ تو معلوم نہیں اصغری نے کہا خرچ کی
بے مہاجن قرض نہیں دیتا اسی سوچ میں ہیں کہ محمودہ اناروں کیواسطے ضد کریگی۔ تو کہاں سے منگا دینگی
محمودہ نے کہا ہم تو انار نہیں منگائینگے اصغری نے کہا شاباش شاباش تم بہت پیاری بہن
ہو اور محمودہ کو گلے سے لگا کر پیار کیا محمد کامل چپ بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سنتا رہا۔ چونکہ معقول
بات تھی اُس کے دل نے قبول کر لی۔ اور اُسی وقت سے نیچے اُتر کے ماں کے پاس گیا اور
کہا اماں میں نے سنا ہے کہ تم شب برات کے سوچ میں بیٹھی ہو تو بی میرا فکر مت کرو مجھکو
انار پٹاخے درکار نہیں اور محمودہ بھی کہتی ہے میں نہیں منگاونگی غرض خرچ کی ایک رقم تو یوں
کم ہوئی۔ فاتحہ کے واسطے دو روپیہ کا خاصا میٹھا بن گیا بھیجنے کے واسطے اصغری نے خوب
اہتمام کیا جب باہر سے حصہ آیا گھر میں نہیں ٹھیرنے دیا۔ دیکر آدمی باہر نکلا اور اُسنے کہا کہ
فلانی جگہ یہ حصہ پہنچا دو جس جس کو دینا تھا سب کو نام بنام بھیج گیا اور دو روپیہ میں اچھی خاصی
شب برات ہو گئی عظمت یہ بندوبست دیکھکر بہت گھبرائی اسواسطے کہ اسکی بڑی رقم ماری گئی جتنا باہر سے
آتا سب لیتی اور جو گھر سے جاتا آدھا اس میں سے نکالتی اور شب برات کا حلوا جو خشک کر رکھتی
مہینوں پنجیری کیطرح پھانکتی۔ شب برات کے بعد اصغری کے باپ کی آمد شروع ہوئی اور نو دس
دن بات کی بات میں گذر گئے۔ رمضان سے چار دن پہلے دوراندیش خانصاحب دلی میں داخل ہوئے
اصغری نے پہلے سے اپنے باپ کی آمد سنا رکھی تھی اور ساس اور میاں سے ٹھیر گیا تھا کہ جس دن
تحصیلدار صاحب آئینگے اسیدن میں اُن سے ملنے جاؤنگی جب اصغری کو باپ کے آنے کی
خبر معلوم ہوئی فوراً ڈولی منگا جا پہنچی۔ باپ نے گلے سے لگایا۔ اور آبدیدہ ہوئے دیر تک حال
پوچھتے بتلاتے رہے اور اصغری سے کہا کہ آپ کے حکم کے بموجب خیراندیش خان لاہور گئے ہیں
اور انشاء اللہ تعالے کل یا پرسوں سمدھی صاحب کو لیکر داخل ہونگے اُن کا ایک خط بھی مجھکو ملا
ہیں تھا سمدھی صاحب کو رخصت ملتی ہے غرض رات بھر اور اگلے دن بھر اصغری

اپنی ماں کے یہاں رہی اور شام کے قریب باپ سے کہا کہ اگر اجازت فرمائیے تو آج میں چلی جاؤں
باپ نے کہا ابھی ایک ہفتہ تو رہو ہم سمدھن کو کہلا بھیجیں گے اصغری نے کہا جیسا آپ ارشاد فرمائیں
میں تعمیل کروں لیکن ابا جان کے آنے سے پہلے گھر میں میرا موجود رہنا مصلحت معلوم ہوتا ہے باپ
نے سوچ کر کہا ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے غرض اصغری باپ سے رخصت ہو کر مغرب سے پہلے گھر آ کر موجود ہوئی
اگلے دن عین کھانے کے وقت مولوی محمد فاضل صاحب محمد کامل کے باپ بھی یکایک آ موجود ہوئے
یہ مولوی صاحب لاہور کے رئیس کی سرکار میں مختار تھے پچاس روپیہ مہینہ اسکی سرکار سے تنخواہ مقرر
تھی اور سواری رئیس کے ذمہ خیر اندیش خان اصغری کے لکھنے کے بموجب لاہور گیا اور اصغری کا
خط مولوی محمد فاضل صاحب کو دکھایا مولوی صاحب بہو کا خط دیکھکر باغ باغ ہو گئے اور یوں
شاید رخصت بھی نہ لیتے اب بہو کے دیکھنے کے اشتیاق میں رئیس سے کہہ سنکر ایک مہینے کی رخصت لے
خیر اندیش خان کے ساتھ ہو لئے چونکہ اصغری اپنے بیاہ کے بعد اپنے سسر کے سامنے نہیں آئی تھی
سسر کو آتے دیکھ شرم کے سبب کوٹھے پر جا بیٹھی محمد کامل کی ماں حیران تھی کہ یہ کیونکر آ گئے غرض کھانا
کھانے کے بعد باتیں شروع ہوئیں مولوی صاحب نے بیوی سے کہا کہ سنو صاحب مجھکو تو تمہاری بہو نے
کھینچ بلایا ہے اور سب حال خط کا اور خیر اندیش خان کے جانیکا بی بی سے بیان کیا اور کہا بہو کو
بلاؤ ساس کوٹھے پر گئیں اور کہا بیٹی چلو شرم کی کیا بات ہے تم تو انکی گود کی کھیلی ہو ساس کے کہنے
سے اصغری اٹھکر ساتھ ہوئی اور سسر کو بہت ادب سے سلام کیا اور بیٹھ گئی مولوی صاحب نے کہا
سنو بھائی ہم تو صرف تمہارے بلائے آئے ہیں اور تمہارا خط دیکھکر ہمارا جی بہت خوش ہوا خدا
تمہاری عمر اور نیکبختی میں برکت دے درحقیقت ہمارے گھر کے اچھے نصیب ہیں جو تم ہمارے
گھر میں آئیں اور اب مجھکو یقین ہوا کہ اس گھر کے کچھ دن پھرے انشاء اللہ تمہاری رائے کے موافق
کل انتظام ہوگا غرض دو چار دن تو مولوی صاحب نئے نئے آئے تھے ملنے والوں میں رہے پھر اول کے
دو چار روز دعوتیں ہونے کے سبب گھر کے کام کیطرف متوجہ ہوئے ایک دن بہو کو بلا کر پاس بٹھایا اور
ماما عظمت کو بلا کر کہا کہ ماما ہمارے رہتے سب حساب کتاب کر لو جس جس کا لینا دینا ہے سب لکھا دو
تو جسکو جتنا مناسب ہو دیا جائے اور جو باقی رہجائے اسکی قسط بندی کر دیجائے ماما نے کہا ایک
حساب ہو تو میں زبانی بھی یاد رکھوں بنیا بزاز قصائی کنجڑا حلوائی سب ہی کا دینا ہے

اور ہزاری مل کا حساب ایک الگ رقم ہے جس کو جتنا دینا ہو مجھکو دیدیجیئے میں دے آؤں
آپکے نام سے جمع ہو جائیگا۔ مولوی صاحب تو سیدھے سادے آدمی تھے دینے کو راضی ہوگئے مگر
نے کہا۔ یون علی الحساب دینے سے کیا فایدہ۔ پہلے ہر ایک کا قرضہ معلوم ہو تب اُسکو سوچ سمجھکر
دینا چاہیئے ماما نے کہا کھانے سے فراغت پاؤن تو جاکر ہر ایک سے پوچھ آؤنگی۔ اصغری نے
کہا پوچھ آنے سے کیا ہوگا جسکا لینا ہوگا یہان آکر حساب کر جلئے۔ ماما نے کہا بیوی آپنے تو
ایک بات کہدی ہیں کہان کہان بلاتی پھرون اور لوگ اپنے کام دھندون سے کب چھٹی پاتے
ہیں جو میرے ساتھ چلے آئیں گے اصغری بولی ماما کوئی روز روز کا بلانا نہیں ہے ایک دن
کی بات ہے جاکر بلا لاؤ شام کے کھانے کا بندوبست ہو جائیگا تم آج یہی کام کرو۔ ورنہ لینے والے
تو دینے کا نام سنکر دوڑیں گے۔ ہزاری مل نالش کرنے دو کوس کچہری تو گیا یہان آنے میں کیا
اُس کے پاؤن میں مہندی لگی ہے اور دور کون ہے۔ کنجڑا۔ قصائی۔ بنیا۔ حلوائی سب اسی گلی میں
ہیں صرف بزاز اور ہزاری مل دور ہیں اُنکو کل پر رکھو۔ یہ ٹھیک حساب آج طے ہو جائے ماما عظمت
کی کسیطرح مرضی نہ تھی کہ حساب ہو لیکن اصغری نے باتون باتون میں ایسا دبایا کہ کچھ جواب نہ
پڑا۔ سب سے پہلے حلوائی آیا پوچھا لالہ تمہارا کیا پانا ہے حلوائی بولا تیس روپئے پوچھا کیا کیا چیز تمہارے
یہان سے آئی تیس روپئے تو بہت زیادہ بتاتے ہو۔ حلوائی نے کہا صاحب تیس روپئے کچھ بہت نہیں
پندرہ روپئے کی چیز تو اسی شب برات میں آئی۔ ایک تم دس سیر چینی ہے مَتھرَ کا مل کی ہان بولی اری
کیسی چینی۔ اب کی مرتبہ تو ہمارے گھر جو کچھ پکا پکایا نقد بازار سے آیا یہ سنکا عظمت کا رنگ فق ہو گیا
اور حلوائی سے بولی وہ دس سیر چینی تو نے ان کے حساب میں کیون لکھ لی وہ تو میں دوسرے گھر کیواسطے لی
گئی تھی اور تجھکو جتا بھی دیا تھا۔ حلوائی نے کہا مجھ سے تو تم نے کسی گھر کا نام نہیں لیا اسی سرکار
کے نام سے لائی ہو ورنہ مجھے کیا فایدہ تھا۔ دوسرے کی چیز ان کے نام لکھتا اور مجھے تو اور کسی سرکار
سے اُچاپت بھی نہیں ماما لاجواب ہو کر کھسیانی کھسیانی باتیں بکنے لگی مولویصاحب نے کہا بھلا چینی
کی رقم کو رہنے دو اور چیزیں بتاؤ۔ غرض اسیطرح بہت سی چیزیں اُس نے بتائیں جو عمر بھر گھر میں نہیں
آئی تھیں چار سیر بادشاہی مولود شریف کے واسطے اور مزہ یہ کہ یہان کبھی کسینے مولود شریف کی مجلس نہیں
کی صرف چھ سات روپئے تو نکلے اور باقی سب جھوٹ مولویصاحب کا جی جل گیا اور بیطرح اُنکو

غصہ آیا اور پوچھا کیون نگوڑی ماما عظمت۔ ایسا ہی دنیا بھر کا قرض تو نے اِس گھر پر رکھا ہی
اور تو نے گھر کو خاک میں ملایا ہے۔ صفائی ہو چکا۔ تو کنجڑا آیا۔ اُس نے کہا میان میرا معمولی حساب
ہے دو آنے روز کی ترکاری۔ محمد کامل کی مان بولی ارے سیر بھر ترکاری تیرے گھر مین آتی ہے
دو آنے روز کی ہوئی ہ؟ کنجڑا بولا حضرت میری دوکان سے ماما تین سیر روز لاتی ہی ماما بولی ہان تین سیر
لاتی ہون سیر بھر تمہارے نام سے سیر بھر اپنی بیٹی کے واسطے اور سیر بھر دوسرے گھر کے واسطے مین لیا
کرتی ہون یہ مُوا سب تمہارے نام بتاتا ہے کنجڑے نے کہا اری بڑھیا بے ایمان ہمیشہ سے تو
اِسی گھر کے حساب مین تین سیر لاتی رہی اور جب روپیہ ملا اِسی گھر سے ملا قصائی اور بنیے کا حساب ہوا
تو اُس میں بھی ہزار دن فریب نکلے اور ثابت ہوا کہ ماما اِسی گھر کے سودے میں اپنی بیٹی خیرن اور
دو تین ہمسائیون کے گھر پورے کرتی تھی اور اسی گھر کے نام سے سودا لاتی اور دوسری جگہ بیچ ڈالتی
غرض شام تک تھوڑا کل حساب ہوا۔ اب صرف بزاز اور ہزاری مل باقی رہے مولوی صاحب نے کہا اب کھانے کا وقت
گیا ہے۔ آج ملتوی رکھو کل دیکھا جائیگا مولوی صاحب نے آہستہ سے کہا ایسا نہو عظمت بھاگ جائے
اصغری نے کہا گھر بار لٹ گئے یہ مکان چھوڑ کر کہان بھاگ جائیگی ہان شاید غیرتمند ہو کچھ کھا پی لے
مگر ایسی غیرتمند ہوتی تو ایسا کام کیون کرتی۔ تاہم اس کی حفاظت ضرور ہے لیکن فقط اسیقدر کہ
باہر آتی جاتی کو کوئی دیکھتا رہے۔ مولوی صاحب کے خدمتگار جو ساتھ آئے تھے۔ ایک کو چپکے سے
کہدیا کہ ماما کو آتے جاتے دیکھتے رہو جب کھانے سے فراغت ہوئی ماما اُٹھ چپکے سے باہر چلی خدمتگار
دبے پاؤن پیچھے پیچھے ساتھ ہوا ماما پہلے اپنے گھر گئی۔ اور وہان سے کچھ بغل میں مار تیر کیطرح سیدھی بزاز کے
مکان پر جا اُسکو آواز دی بزاز گھبرا کر باہر نکلا کہ بڑی بی تم اس وقت کہان عظمت نے کہا مولوی صاحب آئے
ہوئے ہین جس جس کا دینا ہے سب کا حساب ہوتا ہے کل تم بھی بلائے جاؤ گے۔ تو ایسی بات مت کرنا جس
مین میری فضیحت ہو۔ بزاز نے کہا حساب مین تمہاری فضیحت کی کیا بات ہے۔ ماما بولی لالہ تم جانتے
ہو کہ کمبخت لالچ بہت برا ہوتا ہے سرکار کے حساب مین اپنے واسطے بھی تمہاری دوکان سے
لٹھا نین سکھ۔ دریس لے گئی ہون۔ بزاز نے کہا کیا معلوم تم اپنے واسطے لیگئی ہو۔ ماما نے کہا مجھکو
اس وقت حساب کرنے کا تو ہوش نہین لیکن دو چار تھان دریس اور لٹھے نین سکھ کے اور دس گز
اودا اطلس میرے حساب مین نکلیگا۔ یہ میرے ہاتھ کی چار چوڑیان سو روپیہ کی ہین گھس گھسا کر ایک

کم ہو گیا ہوگا پندرہ روپئے میرے نام سے کم کر دینا اور دو چار روپئے جو اور میرے نام نکلیں انکو
دینے کو بھی میں موجود ہوں بزاز نے کہا چوڑیاں تم دیتی ہو خیر میں لئے لیتا ہوں لیکن رات کا وقت ہے بھلا
کھاتہ دوکان پر ہے سبے دیکھے کیا معلوم ہو گیا ہے اور کیا پانا ہے عظمت نے کہا اسوقت میری عزت تمہارے
ہاتھ ہے جسطرح ہو سکے بچاؤ بزاز سے رخصت ہو سیدھی ہزاریل کے گھر گئی وہ بھی حیران ہوا کہ اسوقت تم
کہاں؟ اس کے پاؤں پر گر پڑی اور رو رو کر کہنے لگی کہ مجھ سے ایک خطا ہو گئی ہے ہزاری مل نے کہا وہ کیا؟
عظمت بولی تم وعدہ کرو کہ معاف کروگے ہزاری مل نے کہا بات تو کہو عظمت نے کہا چار مہینے ہوئے لاہور
سے خرچ آیا تھا اور مولوی صاحب نے سو روپئے تم کو بھیجے تھے وہ میرے پاس خرچ ہو گئے اور سرکار کے
ڈر کے مارے میں نے ظاہر نہیں کیا اب مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں تم کو حساب کے واسطے طلب
کرینگے میں اس روپئے کا ٹھکانا لگا دونگی تم اس رقم کو مت ظاہر کرنا ہزاری مل نے کہا دو چار روپئے
کی بات ہوتی تو میں چھپا لیتا اکٹھے سو روپئے تو میرے کئے چھپ نہیں سکتے۔ ماما نے کہا کیا سو روپئے
کا بھی اعتبار نہیں ہزاری مل نے کہا صاف بات تو یہ ہے کہ تمہارا ایک کوڑی کا بھی اعتبار نہیں
جس گھر میں تم نے عمر بھر پرورش پائی انہیں کے ساتھ تم نے یہ سلوک کیا تو دوسرے کے ساتھ تم کب چوکنے
والی آسامی ہو عظمت نے کہا ہاں لالہ جب برا وقت سر پر پڑتا ہے تو اپنے دشمن ہو جاتے ہیں خیر اگر تم
کو اگر اعتبار نہیں تو لو یہ میری بیٹی کی پہنچیاں اور جوشن رکھلو ہزاری مل نے کہا یہ معاملہ کی بات ہے
لیکن دن ہو تو مال پرکھا جائے تب معلوم ہو کتنے کا ہے لیکن اٹکل سے تو یہ سب مال پچاس ساٹھ کا ہوگا
عظمت نے کہا ائے ہئے لالہ ایسا غضب تو مت کرو ابھی چار مہینے ہوئے دونوں عدد نئی بنوائی تھے
سو سو کی لاگت کے ہیں ہزاری مل نے کہا اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے تمہاری چیز سو کی ہو یا دو سو
کی کوئی نکالے لیتا ہے تلوانے سے جتنے کی ٹھہرے معلوم ہو جائیگا۔ یہ سب بند و بست کر کے ماما اپنے گھر
آئی اور مولوی صاحب کے خدمتگار نے پاؤں دبانے میں یہ سب مولوی صاحب سے بیان کیا اور محمد کامل
کی ماں کے ذریعے سے اصغری کو بھی معلوم ہوا۔ صبح ہوئی تو بزاز اور ہزاریل طلب ہوئے حساب
میں کچھ حجت ہونے لگی ماما چڑھ چڑھ کر بولتی تھی بزاز نے کہا تو بڑھیا کیا بڑ بڑ کرتی ہے اچھا
چوڑیاں تو تو پندرہ روپئے کی بتاتی تھی یاد ہے تو آٹھ روپئے کی آنکتی ہیں پھر ہزاریل نے پہنچیاں
اور جوشن نکال سامنے رکھ دیئے اور عظمت نے کہا نہیں صاحب مال ہمارے کام کا نہیں۔ مولوی صاحب نے

بزاز اور ہزاری مل دونوں سے پوچھا کیوں بھائی یہ دونوں چیزیں کیسی ہیں تب دونوں نے ساری
حکایت بیان کی اور عظمت کے منہ پر گویا لاکھوں جوتیاں پڑ رہی تھیں حساب طے ہو گیا۔ مولوی صاحب
نے دینے کو روپیہ نکالا تو جتنا واجبی تھا آدھا آدھا سب کا دیدیا اور کہا میں نے لاہور سے روپیہ منگایا
ہے دس پانچ دن میں آتا ہے تو باقی بھی دیا جائیگا۔ سب لوگوں نے پوچھا۔ اور ماما کیطرف جو ہمارا
نکلا وہ ہم کس سے لیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ مسلم مکتب سے جاتے ہوئے ادھر کو نکلا۔ اور باتیں
سنتا گیا۔ وہاں جاکر تماشا خانم سے کہا کہ آج تو اصغری کے گھر بڑی بھیڑ جمع ہے انکے سر حساب
کتاب کر رہے ہیں تماشا خانم سنتے کیساتھ ڈولی میں چڑھ آ پہنچی۔ اترتی تو اصغری سے گلہ کیا
کیوں جی تم نے مجھکو خبر نہ کی تو کیا ہوا اصغری نے کہا ابھی تو حساب درپیش ہے یہ کھیڑا ہو چکا تو میں
تمکو خبر کرتی غرض مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا جو ماما سے لینا ہے وہ ماما سے لو اور عظمت کیطرف متوجہ ہو
بے حضرت اتنا روپیہ ادا کرو عظمت نے آنکھیں نیچی کر کے کہا میرے پاس بیٹی کا زیور ہے اسی میں لوگ اپنا اپنا
روپیہ لیں بیٹی کا تمام زیور تو کنجڑے قصائی نے بیٹے۔ بزاز کے حساب میں آدھے داموں پر لگ گیا
ہزاری مل کے سو روپیہ کے واسطے رہنے کا ٹھیکا اگروی رکھنا پڑا لکھا پڑھی ہوکے کاغذ پر ہو کر چار
بھلے مانسوں کی گواہی ہوگئی۔ مولوی صاحب نے عظمت سے کہا بس آپ خیر سے سدھاریئے۔ تم ایسی
نمک حرام۔ دغاباز بے ایمان آدمی کا ہمارے گھر میں کچھ کام نہیں اصغری نے کہا اس نمک حرامی
کے علاوہ ایک بات اور بھی تھی وہ یہ کہ گھر میں فساد ڈلوانے کی فکر میں تھیں کیوں عظمت وہ کڑھائی کی
بات یاد ہے جو محمود کے بھائی نے فرمایش کی تھی۔ اور تو نے میری طرف سے جھوٹ جاکر کہدیا تھا
کہ وہ کہتی ہیں میرے سر میں درد ہے بول تو سہی کب تو نے مجھسے کہا تھا اور کب میں نے درد سر کا
عذر کیا تھا عظمت نے کہا بی بی تم کوٹھے پر قرآن پڑھ رہی تھیں میں کہنے کو اوپر گئی اور تم کو پڑھتے دیکھکر
الٹی پھر آئی اور اصغری نے کہا دوسری بات دل سے بنائی عظمت نے کہا میں نے سوچا کہ صبح
سے اب تک تو تم پڑھ رہی ہو اب کہاں جھگڑے میں سر کھپاؤ گی اصغری نے کہا بھلا پھر جاکر یہ
بات تو نے کس غرض سے کہی تھی میں نے تجھ سے صلاح کی تھی یا تو نے مجھکو کہتے سنا تھا اس کا
کچھ جواب عظمت کو نہ آیا۔ پھر اصغری نے اشتہار نکالکر مولوی صاحب کے سامنے ڈال دیا اور کہا
کہ دیکھئے بیوی عظمت ان گنوں کی ہیں خود تو محلے کے [illegible] سے اشتہار لکھا کر لائی۔

اور مکان پر لگایا اور خود اماں جان سے کہنے کو دوڑی گئی۔ صغری یہ باتیں کہہ رہی تھی اور مولوی
صاحب کا چہرہ سرخ ہوا جاتا تھا۔ اِدھر تماشا خانم دانت پیس رہی تھی۔ مولوی صاحب نے کہا تجھکو نکال
دینا کافی نہیں ہے تو بڑی بدذات عورت ہے۔ یہ کہکر اپنے خدمتگار کو آواز دی اور کہا کہ بہادر اس
ناپاک کو کوتوالی میں لے جا۔ اور رقعے میں اس کا سب حال ہم لکھ دیتے ہیں۔ اصغری نے مولوی صاحب
سے کہا بس اب یہ اپنی سزا کو پہونچ گئی۔ کوتوالی سے اس کو معاف رکھئے۔ اور ماما کو اشارہ کیا چلے
بلکہ دروازے تک ماما کے ساتھ گئی۔ غرض ماما اپنے کرتوتوں کے پیچھے یہاں سے نکالی گئی۔ گھر پہنچی تو
بیٹی بلا کی طرح لپٹی۔ میں نہ کہتی تھی کہ اماں ایسی لوٹ مت مچاؤ۔ سو دن چور کے ایک دن شاہ کا
ایسا نہ ہو کسی دن پکڑی جاؤ۔ تم کس کی مانتی تھیں۔ خوب ہوا جیسا کیا ویسا پایا۔ اب سسرال میں میرا نام
تو مت بدکرو۔ جہاں خدا تمہارا لے جائے چلی جاؤ۔ میرے گھر میں تمہارا کام نہیں۔ زیور کو میں صبر کیا
تقدیر میں ہوگا تو مل رہیگا۔ اس طور پر خدا خدا کر کے اصغری نے اپنے دشمن کو نکال پایا اور گھر کو
عذاب سے نجات دی۔ جب عظمت کا فیصلہ ہو گیا تو اصغری نے باپ کے پاس جانے کی اجازت
راضی سے رخصت ہو ماں کے گھر آئی ایک ہفتہ برابر مہمان رہی اور جس جس بات میں باپ سے صلاح
لینی تھی۔ سب طے کیا۔ باپ نے پوچھا عظمت نکل گئی؟ اصغری نے کہا سب آپ کے طفیل سے انجام بخیر ہوا۔ نہ تو
بھائی لاہور جاتے نہ ابا جان آتے نہ برسوں کا حساب طے ہوتا۔ نہ عظمت نکلتی۔ خانصاحب نے پوچھا
گھر کا انتظام کیونکر ہوگا؟ اصغری نے کہا ماما کے نکلتے ہی میں اِدھر چلی آئی۔ اب انتظام کیا مشکل ہے
اسی عظمت کی خرابی تھی اب انشاء اللہ میں دیکھ بھال لونگی۔ خانصاحب نے پوچھا اور کیا کیا باتیں ایجاد
کیں۔ اصغری نے کہا ابھی میں نے کچھ دیکھا بھالا نہیں شروع سے عظمت کا جھگڑا پیش آ گیا۔ اب
البتہ ارادہ ہے کہ ہر ایک بات کو سوچوں اور انتظام کروں۔ اور انشاء اللہ آپکو خط کے ذریعے سے
اطلاع دیتی رہونگی۔ خانصاحب نے نکاح کے بعد سے اصغری کا دس روپئے مہینہ مقرر کر دیا تھا۔ خود ہی سے
پوچھا اگر تمکو خرچ کی ضرورت ہو تو میں کچھ روپیہ تمکو اور دیتا جاؤں۔ اصغری نے کہا وہی دس روپئے میری
ضرورت سے زیادہ ہیں بلکہ آجتک کا روپیہ سب میرے پاس جمع ہے زیادہ لیکر میں کیا کرونگی اور جب ضرورت
ہوگی تو میں خود مانگ لونگی۔ غرض باپ سے اصغری رخصت ہوئی۔ سسرال میں آکر دیکھا کہ ساس چولہا پھونک
رہی ہیں۔ اصغری نے حیرت سے پوچھا کیوں ہیں اب تک کوئی ماما نہیں رکھی گئی۔ ساس بولی آنیکو تو

کئی عورتیں آئیں پر تنخواہ سنکر ہمت نہیں پڑتی کہ کسی کو نوکر رکھئے عظمت بری تھی مگر آٹھ آنے مہینے پر پچیس برس اُس نے نوکری کی اب جو ماما آتی ہے وہ دو روپیہ اور کھانے سے کم کا نام نہیں لیتی میں نے تمہارے آنے پر رکھا تھا۔ اصغری نے کہا ماما تو ایک میری نظر میں ہے لیکن تنخواہ وہ بھی زیادہ مانگتی ہے۔ کفایت نساء کی چھوٹی بہن دیانت نساء پکانا سینا سب جانتی ہے اور ایک دفعہ کفایت نساء نے کہا بھی تھا کہ کوئی اچھا ٹھکانا ہو تو دیانت نساء نوکری کرنے کو موجود ہے محمد کامل کی ماں نے پوچھا وہ کیا تنخواہ لیگی اصغری نے کہا وہ تو اپنے منہ سے تین روپے اور کھانا مانگتی ہے لیکن سمجھانے سے شاید دو روپیہ پر راضی ہو جائے محمد کامل نے کہا دو روپے کھانا دینا تو دروازے پر پھوندو بھٹیارے کی بیوی چنیا کی ماں منتیں کرتی ہیں۔ اصغری نے کہا چنیا کی ماں کو تو میں چار آنے مہینے پر بھی نہ رکھوں۔ محمد کامل کی ماں نے پوچھا کیوں؟ اصغری نے کہا پاس بیٹھنے والا آدمی برا اٹھائی اور جو چیز چاہی گھر جا کر رکھ آئی اور جب گھر سے گھر ملا ہے تو گھڑی گھڑی چنیا کی ماں اپنے گھر جائے گی اور شاید رات کو بھی اپنے گھر رہے۔ محمد کامل کی ماں نے کہا بخشو کی بیوی نے اپنی بیٹی زلفن کے واسطے مجھ سے کئی مرتبہ کہا ہے اور زلفن تو سید فیروز کے بنگلہ میں رہتی ہے اصغری نے پوچھا وہ زلفن جو خوب بنی ٹھنی رہتی ہے محمد کامل کی ماں نے کہا ہاں بنی ٹھنی تو کیا رہتی ہے۔ نئی بیاہی ہوئی ہے کپڑے لتے کا ذرا شوق ہے۔ اصغری نے کہا ایسا آدمی بھی نہیں رکھنا چاہیئے محمد کامل کی ماں نے کہا خود زلفن کی ماں نوکری کرنے کو راضی ہے۔ اصغری نے کہا اس کے پیچھے ایک دم چھلا چھوٹی بیٹی کا لگا ہے وہ ایک دم ماں کو نہیں چھوڑتی بس نام ایک آدمی کا ہوگا اور کھانا کھینگے دو دو۔ محمد کامل کی ماں نے کہا اور تو کوئی آدمی میرے خیال میں نہیں آتا اصغری نے کہا دیکھو آدمی دیانت نساء کو بلاؤنگی محمد کامل کی ماں نے کہا۔ اور تنخواہ کا کیا ہوگا۔ اصغری نے کہا اچھا نوکر آدمی کم تنخواہ پر ملنا محال ہے ان لوگوں کو دو کی جگہ تین دیئے گون ہیں لیکن عظمت جیسی کو آٹھ آنے دیکر گھر لٹوانا منظور نہیں یہ کہا وت سچ ہے گران بحکمت ارزان بعلت آخر اس وقت کا کھانا تو ساس بہوؤں نے ملکر پکا پکو لیا کھانے کے بعد اصغری محمودہ کو ساتھ لئے کوٹھے پر چلی گئی جب تک مولوی صاحب ہے اصغری نے کوٹھے پر سے اترنا کم کر دیا تھا صرف صبح و شام نیچے اترتی تھی بلکہ محمودہ کو بھی منع کر دیا تھا کہ ہر وقت نیچے مت جایا کرو محمودہ تو لڑکی تھی اسنے پوچھا بھی اماں جان

بھابی جان کیون؟ اصغری نے کہا بڑون کے سامنے ہر وقت نہیں چلتے پھرتے۔ کہا نیکلے لو
گھر کے حساب کتاب میں مولوی صاحب اور بیوی سے لڑائی ہونے لگی بی بی کو شکایت تھی
خرچ بہت تھوڑا بیس روپئے دیتے ہو۔ یہان شادی بیاہ برادری کا لینا دینا آنا جانا تیر تیوہار سب
مجھکو کرنا پڑتا ہے۔ مولوی صاحب کہتے تھے کہ بیس روپیہ مہینا تھوڑا نہیں ہے تمکو انتظام کا
سلیقہ نہیں اسی سبب سے گھر میں بے برکتی رہتی ہے۔ اتنے میں مولوی صاحب نے محمودہ کو آواز
دی محمودہ آئی تو کہا بھابی کو بلا لاؤ۔ اصغری نے طلب کی خبر سنی۔ تو حیران ہوئی کہ اسوقت کیون
بلایا محمودہ سے پوچھا کیا ہو رہا ہے محمودہ نے کہا لڑائی ہو رہی ہے اصغری گئی تو مولوی صاحب نے
کہا کیون بیٹا اب انتظام کون کرے؟ اصغری نے کہا امان جان کرینگی جس طرح اب تک کرتی
تھیں۔ مولوی صاحب نے کہا اُن کے انتظام کا نتیجہ تو دیکھ لیا۔ بیس روپئے مہینا جس گھر میں آتا ہو
اُس گھر کی یہی صورت ہوتی ہے نہ سلیقے کا کوئی برتن ہے نہ زینت کی کوئی چیز ہے اگر کسی وقت
ایک چمچہ شربت درکار ہو۔ تو خدا نے چاہا اس کا سامان بھی گھر میں نہ نکلیگا۔ اصغری نے کہا
امان جان کا اس میں کیا قصور ہے عظمت نامراد نے گھر کو خراب کیا۔ مولوی صاحب بولے ان
میں انتظام کی عقل ہوتی تو عظمت کی کیا طاقت تھی عظمت نوکر تھی یا گھر کی مختار تھی؟ اصغری
نے کہا بچیس برس کا پُرانا آدمی جب دشمنی پر کمر باندھے تو اُس کے فریب کون جان سکتا ہے ایسے
پُرانے آدمی پر تو شبہہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب بولے تم کو آخر شبہہ ہوا یا نہوا؟ اصغری
نے کہا مجھکو کیا شبہہ ہوا۔ اسکی شامت تھی کہ اُس نے نالش کا ذکر مذکور چھیڑ کر سوتی بھڑ ذکو جگایا
اتنے میں ساس بولیں سچ پچاس میں تم اپنے اکیلے دم کیواسطے تو تیس روپئے رکھو اور یہان کنبے کیواسطے
۲۰ بیس۔ مولوی صاحب نے کہا گھر کا خرچ اور باہر کا خرچ کہیں برابر ہو سکتا ہے تمنے مجھکو اکیلا سمجھ لیا
اور خدمتگار سواری مکان کپڑا لتا۔ بی بی نے کہا سواری اور مکان تو سرکار سے ملتا ہے مولوی صاحب نے
کہا گھوڑا ملا دانہ گھاس تو مجھکو اپنی گرہ سے کھلانا پڑتا ہے چار روپئے کا سائیس دیکھنے کی مت
پھر سرکار دربار کے موافق حیثیت دینا لینا ہزار کھڑپیچ ہیں نہیں معلوم میں کسطرح گزر کرتا ہون
اصغری نے ساس کی طرف مخاطب ہو کر کہا امان جان بیس روپے میں تکرار کرنیسے کیا فائدہ
جتنا ملتا ہے ہزار شکر ہے خدا ابا جان کی کمائی میں برکت دے۔ یہی ہزار دن میں ساس نے کہا

بیٹی وہ مجھ سے تو بیس میں گھر نہیں چلتا۔ اصغری نے اشارے سے ساس کو روکا اور مولوی
صاحب نے کہا آپ چاہے دو روپے اور کم دیجیے لیکن جو کچھ دیجیے ماہ بماہ ملا کرے جب وقت پر پیسہ
نہیں ملتا تو ناچار قرض لینا پڑتا ہے اور قرض سے رہی سہی گھر کی برکت بھی اُڑ جاتی ہے مولوی
صاحب نے کہا ہندوستانی سرکاروں میں تنخواہوں کا دستور قاعدہ بہت خراب ہے کبھی چھٹے مہینے
ملتی ہے کبھی برسویں دن تقسیم ہوتی ہے اس سبب سے خرچ کا معمول نہیں ہو سکتا لیکن ہر اپریل
سے میں کہہ جاؤنگا کہ مہینے کے مہینے بیس روپیہ تم کو دیدیا کریگا اصغری نے کہا کہ مہاجن بتا
جائیگا تو وہ آپ سے سود مانگیگا۔ مولوی صاحب نے کہا نہیں سود کیا سے گا ہماری سرکار
میں بھی اس کا لین دین ہے وہاں سے حکم آجائیگا اصغری نے کہا تو اس کا مضائقہ نہیں
غرض بیس روپے تنخواہ ٹہر گئی لیکن محمد کامل کی ماں کو ناگوار ہوا۔ الگ جا کر اصغری سے گلہ کیا
اصغری نے کہا گھر تو بیس میں انشاء اللہ تعالیٰ میں چلا دونگی اسکی تو آپ کچھ نہ سوچیے اور
مولوی صاحب واقع میں تیس روپے سے کم میں اپنی حیثیت درست نہیں رکھ سکتے مختاری کی
نوکری میں اول تو اوپر سے کوئی آمدنی کی صورت نہیں اور جو ہو بھی تو مولوی صاحب کیوں لینے
لگے بس گنی بوٹی نپا شوربا مولوی صاحب خود تکلیف میں رہے اور دو چار روپیہ گھر میں پاؤ
بھی آئے تو مناسب نہیں یہ سنکر ساس چپ ہو رہیں اصغری نے دیانت نسا کو بلا بھیجا اور کہہ سنکر
دو روپیے اور کھانا پر راضی کرلیا اور جتا دیا کہ دیانت نسا خبردار کوئی ایسی بات نہو کہ تمہارے اعتبار
میں فرق ڈالے جس طرح تمہاری بہن ہمارے گھر رہتی ہے اُسی طرح تم رہنا۔ دیانت نسا نے کہا
بیوی خدا اس گھڑی کو موت دے کہ پرائے مال پر نظر کروں ضرورت ہو تو تم سے مانگ کر کھا لوں
پر بے حکم نون تک چکھنا حرام سمجھتی ہوں عید کے اگلے دن تو مولوی صاحب لاہور سدھارے اور
ضرورت کی سب چیزیں اکٹھی منگوا لیں اور آیندہ ہمیشہ فصل پر سستی دیکھکر اکٹھی چیزیں رکھتی تھی۔ مرچ
پیاز دھنیا اناج۔ دالیں چاول کھانڈ لکڑی اپلے آلو اروی میتھی شلجم سوئے کا ساگ
ہر وقت مناسب پر خرچ کی جاتی تھی ماما ملا کر پانچ آدمی تھے دونوں وقت میں تین پاؤ
کھانا آتا تھا اُس میں دیانت نسا دو طرح کا کر لیتی تھی کبھی آدھے میں ترکاری دال آدھا سادہ کبھی آدھ
تک کُھا اور ایک وقت دن کو دال اور ساتویں دن پلاؤ اور میٹھے چاولوں کا

ماما عظمت کی جگہ دیانت نسا کا آنا۔

مولوی صاحب کا لاہور سدھارنا اور اصغری کا خانہ داری کے انتظام میں مصروف ہونا

معمول تھا گھر میں دو تین طرح کی چٹنی کوئی چاشنی دار کوئی عرق نعناع کی کوئی سرکہ کی دو
قسم کا مربا بنا رکھا۔ اُن کے علاوہ شربت انار لیموں سکنجبین شربت بنفشہ شربت نیلوفر شربت نا
کی ایک ایک بوتل غرض ہر طرح کا ضروری سامان گھر میں موجود رہا کرتا تھا۔ باوجود اس سامان کے
پندرہ روپے سے زیادہ خرچ نہیں ہوتا تھا پانچ روپے جو بچتے تھے اُس سے بڑے بڑے تھیں چیز
اور دس بیس روپیہ ایک سینی کچھ چھوٹے پتیلے دو لوٹے ایک عدد پیالے کے لوازم اس قسم
کی چیزیں خرید ہوئیں دو صندوق بنوائے گئے دو الماریاں ایک باورچی خانہ ایک آب کی کو
میں بیٹھنے کے تخت پرانے تھے وہ درست ہوئے دو پلنگ تیار ہوئے خلاصہ یہ کہ اصغری نے سلیقہ
میں گھر کو وہ جلا دی کہ ظاہر حال میں بڑی رونق معلوم ہوتی تھی ہر انتظام میں کفایت اور انتظام کو
دخل دیا علامت کے وقتوں میں ہمیشہ محمودہ کے واسطے تین چار پیسے روز کا سودا بازار سے آتا تھا اس
واسطے کہ کبھی دسترخوان میں ایک ٹکڑا نہیں بچا۔ اب دونوں وقت میں دو چار روٹیاں دسترخوان میں
رہنے لگیں کبھی سینکنے میں سے دو روٹیاں محمودہ کے واسطے نکال رکھیں کبھی ایک چٹکی کھانڈ
کبھی مربے کی ایک پھانک بس یہی روز کا سودا موقوف ہوا کسی دن کبھی کبھار جو محمودہ کا جی چاہا
کچھ منگوا لیا اس گھر کے فقیر کو عمر بھر ایک چٹکی آٹا اور آدھی روٹی نہیں ملی تھی اب دونوں وقت دو دو
روٹیاں فقیروں کو بھی دی جانے لگیں گھر میں جو کچھ اسباب تھا عجب بدسلیقگی سے ساگ مولی کی طرح
پڑا رہتا تھا۔ اب ہر چیز ٹھکانے لگی۔ کپڑوں کی گٹھڑیاں ہیں تو کپڑے اچھی طرح طے کئے ترتیب سے
بندھے ہیں اناج کی کوٹھڑی میں ہر ایک شے احتیاط سے رکھی ہوئی ہے۔ برتن صاف ستھرے اپنی جگہ
رکھے ہیں چینی کے الگ تانبے کے الگ۔ گویا ایک کل تھی جس کے کیل پرزے سب درست تھے۔ اس
کل کی کنجی اصغری کے ہاتھ میں تھی جب کوک دیا کل اپنے معمول سے چلنے لگی۔ رفتہ رفتہ دو دو چار
چار روپئے بیس انداز ہونے لگے۔ اور اصغری اس کو بطور امانت جمع کرتی گئی جب اصغری
نے گھر کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا قرض لینا قسم ہو گیا۔ بھول کر بھی دمڑی چھدام تک کی چیز
بازار سے اُدھار نہ آئی۔ اصغری گھر کا سب حساب ایک کتاب میں لکھا کرتی تھی جب کوئی چیز
پر آئی اور دیانت نساء نے اطلاع کی کہ یہ گھی دو دن کا اور ہے اصغری نے اپنی کتاب
دیکھی کہ کس تاریخ کو کتنا گھی آیا تھا۔ اور کتنے روز کے حساب سے خرچ ہوا۔ اگر حساب سے کہا

باز پرس کی مجال نہ تھی کہ کسی چیز میں فضول خرچی ہو اور حساب آنہ جاتے پسائی والی کی
پسائیاں اور دھوبن کی دھلائیاں تک اصغری کی کتاب میں لکھی جاتی تھی جب ہر ایک چیز کا
معمول بندھ گیا اور انتظام ٹھیک گیا دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہوئی محمد کامل پڑھتا لکھتا تو تھا لیکن
اس بے تدبیری اور بدشوقی سے جس طرح سے آزاد خود مختار لڑکے پڑھا کرتے ہیں باپ تو باہر
رہتے تھے محمد عاقل گو بڑا بھائی تھا لیکن دونوں بھائیوں میں صرف اڑھائی برس کی چھٹائی بڑائی
تھی محمد کامل پر اس کا دباؤ کم تھا صبح و شام سبق بھی پڑھتا تھا۔ اور ہم جماعت لڑکوں میں گنجفہ شطرنج
چوسر بھی کھیلا کرتا تھا بعض مرتبے کھیل میں مصروف ہوتا تو پہر پہر رات گئے گھر آتا۔ اصغری کو چال تو
معلوم تھا لیکن موقع ڈھونڈھتی تھی کہ اسے ڈھب سے کہنا چاہیئے کہ ناگوار نہو ایک روز بہت رات
گئے محمد کامل آیا اور شاید بازی جیت کر آیا تھا خوش تھا آتے کے ساتھ کھانا مانگا۔ دیانت نساء
سالن گرم کرنے دوڑی محمد کامل سمجھا ابھی پکا رہی ہے پوچھا ماما ابھی تک ہنڈیا چولھے سے نہیں
اتری ہے؟ اصغری نے کہا کئی دفعہ اتر کر چڑھ چکی ہے ایسے ناوقت تم کھانا کھاتے ہو کہ کھانا ٹھنڈا
ہو کر مٹی ہو جاتا ہے یا تو ایسا بند و بست کرو کہ سویرے کھا جایا کرو۔ یا کھانا باہر منگوا لیا کرو ادھر
تمہارے انتظار میں اماں جان کو ہر روز تکلیف ہوتی ہے۔ محمد کامل نے کہا ایں تم لوگ میرے منتظر رہتی
ہو میں تو جانتا تھا تم کھا لیا کرتے ہو گے؟ اصغری نے کہا مردوں کے ہوتے عورتوں کو کھانا ٹھونس
بیٹھنا کیا مناسب ہے؟ محمد کامل نے کہا دو چار دن کی بات ہو تو گزر ہو سکتی ہے اگر میری رضامندی
کا تم کو خیال ہو تو میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں تم لوگ کھانا کھا لیا کرو۔ اصغری اسوقت تو
چپ ہو گئی کوٹھے پر محمد کامل نے خود چھیڑ کر اسی بات کو کہا اصغری نے کہا تعجب کی بات ہے تم اپنے
معمول کے خلاف نہیں کر سکتے اور ہم لوگوں سے چاہتے ہو کہ ہم اپنے معمول کے خلاف کریں تمہیں سویرے
چلے آیا کرو محمد کامل نے کہا کھانے کے بعد باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ اور مجھکو نیند دیر کر آتی ہے
اکیلے بیٹھے بے شغل پڑے جی گھبراتا ہے اس واسطے میں قصداً دیر کر کے گھر میں آتا ہوں کہ کھانیکے بعد
دوستوں؟ اصغری نے کہا شغل تو اپنے اختیار میں ہے اگر آدمی اپنے وقت کا انضباط کرے تو ہزاروں
انسان ایک پڑھنے کا شغل کیا کم ہے میں اپنے بڑے بھائی کو دیکھا کرتی تھی کہ آدھی آدھی رات
کتاب دیکھتے اور جس دن اتفاق سے سو جاتے تو بڑا افسوس کیا کرتے تھے تم

پڑھنے میں کم محنت کرتے ہو اسی واسطے بے شغلی سے تمہارا جی گھبراتا ہے۔ محمد کامل نے کہا
اور کیا محنت کروں دونوں وقت سبق پڑھ لیتا ہوں اصغری نے کہا نہیں معلوم تم کیسا
پڑھنا پڑھتے ہو جس دن عظمت کا حساب کتاب ہوتا تھا ابا جان تم سے حساب پوچھتے تھے اور تم بتا
نہیں سکتے تھے مجھکو شرم آتی تھی محمد کامل نے کہا حساب تو سر فن ہے میں عربی پڑھتا ہوں اُس کو
اور حساب سے کیا واسطہ اصغری نے کہا پڑھنا لکھنا اسی واسطے ہوتا ہے کہ دنیا کا کوئی کام اٹکا
نہ رہے۔ بڑے بھائی عربی فارسی بہت پڑھ گئے ہیں مگر نوکری نہیں ملتی۔ ابا کہا کرتے ہیں کہ حساب
کتاب اور کچہری کا کام نہ سیکھو گے تو نوکری کا خیال نہ کرو۔ اب ماں اندیش مدرسہ میں پڑھتا ہے
اور حساب کتاب میں بڑے بھائی سے زیادہ ہوشیار ہے ابا اُس سے بہت خوش ہیں اور کہا کرتے ہیں
کہ دو برس مدرسے میں اور پڑھ لے پھر تم کو کہیں نہ کہیں نوکر رکھا دونگا۔ محمد کامل نے کہا مدرسے میں کم
آدمی کو داخل کرتے ہیں میری عمر زیادہ ہے مدرسے میں داخل ہونے پر کیا منحصر ہے یوں شہر میں کیا
سکھانے والے نہیں ہیں جتنا وقت تم کھیل میں ضائع کرتے ہو اسی میں صرف کرو۔ محمد کامل نے کہا
کھیل کیا میں دن رات کھیلتا ہوں کبھی کبھی گھڑی دو گھڑی بیٹھ گیا۔ اصغری نے کہا کھیلنا ایک
کی سی عادت ہے تھوڑی سی شروع ہو کر بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ لت پڑ جاتی ہے اور پھر اُس کا
چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے اول تو یہ کھیل گناہ ہیں دوسرے آدمی کو کمال حاصل کرنے سے روکتے ہیں
کام کاج کے آدمی کبھی نہیں کھیلتے نکمے لوگ البتہ اسیطرح دن کاٹتے ہیں ان کھیلوں میں جیسا
بازی جیتنے سے دل خوش ہوتا ہے ہارنے سے رنج بھی بہت ہوتا ہے اور جس طرح وہ خوشی بے اصل
ہوتی ہے یہ رنج بھی ناحق کا ہوتا ہے اور اکثر کھیلتے کھیلتے آپس میں مفت کی تکرار ہو جاتی ہے
میری صلاح مانو ان کھیلوں کو موقوف کرو لوگ تمہارے منہ پر تو کچھ نہیں کہتے لیکن پیچھے ہنستے ہیں
پرسوں کی بات ہے کہ تم کو کوئی مرد و بلانے آیا تھا۔ ماما نے اندر سے جواب دیا کہ باہر سدھار گئے ہیں اس
نے کہا ساتھ والے سے کہا میاں ماسٹر حسینی کے مکان پر چلو شطرنج کے جھگڑے میں ملینگے ابا جان کا
شہر میں بڑا نام ہے لوگ اُن کے معتقد ہیں ایسی جگہ جانے سے نام بدنام ہوتا ہے اور میں
افسوس کرتے سنا ہے کہ ہائے ہماری تقدیر میں دو لڑکے ہیں کوئی ایسا نہوا کہ جس کو دیکھ
خوش ہوتا۔ عاقل کو کچھ لکھا پڑھا یا تھا اب وہ بھی اپنی نوکری کے پیچھے ایسا پڑا ہے کہ

بھی بھول گیا۔ یہ چھوٹے صاحب ہیں ان کو کھیل کود سے فرصت نہیں بلکہ ہمارے ابا کو بھی کسی
نے خبر دی مجھ سے پوچھتے تھے میں نے کہا سب جھوٹ ہے اگر ایسی بات ہوتی تو مجھکو ضرور معلوم ہوتا
اصغری کی نصیحت نے محمد کامل پر بہت عمدہ اثر کیا اور اُس نے کھیلنا بالکل چھوڑ دیا اور پہلے
کی نسبت عربی پڑھنے زیادہ محنت کرنے لگا اور ایک مدرس سے مدرسے کے باہر حساب کتاب وغیرہ بھی سیکھنا
شروع کر دیا۔ خدا نے وقت میں بڑی برکت دی ہے اُسکو انتظام کے ساتھ صرف کریں تو چند روز
میں محمد کامل کی استعداد عربی بھی درست ہو گئی اور حساب ریاضی کی بھی کئی کتابیں نکل گئیں محمد کامل
تو اودھر مصروف رہا۔ اصغری نے اسی عرصہ میں ایک اور کارخانہ جاری کیا اسی محلہ میں حکیم روح اللہ
خان بڑے نامی اور گرامی تھے حکیم صاحب خود تو سرکار مہاراجہ پٹیالہ کے دیوان تھے لیکن گھر بار
لڑکے بچے سب اسی محلے میں تھے مکان محلات۔ نوکر چاکر بڑا کارخانہ تھا اور یہ گھر شہر کے اونچے
گھروں میں گنا جاتا تھا۔ اونچی جگہ رشتے ناتے اونچے لوگوں سے راہ و رسم حکیم صاحب کے چھوٹے بھائی
اسد خان بہت مدت تک والی اندور کی سرکار میں مختار کل رہے اور جب اُس سرکار میں منشی عمو جان
کا زور ہوا مصلحت وقت سمجھکر کنارہ کش ہو گئے لیکن لاکھوں روپیہ گھر میں تھا نوکری کی کچھ پروا
نہ تھی ہزاروں روپیہ کی املاک شہر میں خرید لی تھی سینکڑوں روپیہ ماہواری کرایہ کا چلا آتا تھا بڑی
شان سے رہتے تھے ڈیوڑھی پر سپاہیوں کا گارد اندر باہر تیس چالیس آدمی نوکر گھوڑا۔ ہاتھی پالکی بگھی
سواری کو موجود فتح اللہ خان کی دو بیٹیاں تھیں جمال آرا اور حسن آرا جمال آرا نواب اسفندیار خان کے
بیٹے سے بیاہی گئی تھی مگر ایسی ناموافقت ہوئی کہ آخرکار قطع تعلق ہو گیا۔ کچھ خدانخواستہ طلاق
نہیں ہو گئی تھی لیکن کسیطرح کا واسطہ باقی نہیں رہا تھا جہیز کا اسباب تک پھر آیا تھا حسن آرا کی نسبت
نواب جھجر کے خاندان میں ہو گئی تھی ان لڑکیوں کی خالہ شاہ زمانی بیگم اُس محلے میں رہتی تھی جسمیں اصغری کا میکا تھا
اُس محلے میں اصغری کی لیاقت کا شور تھا شاہ زمانی بیگم بھی اصغری کے حال سے خوب واقف تھیں شادی
بیاہ میں کئی مرتبہ اُسکو دیکھا تھا شاہ زمانی بیگم اپنی چھوٹی بہن حسن آرا کی ماں سے ملنے کیلئے آئیں
دنیا کا دستور ہے کہ کوئی فرد بشر رنج سے خالی نہیں اور یہ امر منجانب اللہ ہے اگر ہر طرف سے خوشی
ہو تو انسان خدا کو بھول کر بھی یاد نہ کرے اور نہ اپنے تئیں بندہ سمجھے شاہ زمانی کی چھوٹی بہن سلطانہ
بیگم کو دنیا کے سب عیش میسر تھے لیکن لڑکیوں کی طرف سے رنجیدہ خاطر رہا کرتی تھیں۔ ادھر جلال آباد

اصغری کی نصیحت کا محمد کامل پر اثر ہونا

اصغری کا لڑکیوں کی تعلیم کا ڈھنگ ڈالنا

حکیم روح اللہ خان کے خاندان کا بیان

برات ہو ہوا اگر گھر بیٹھی تھی ادھر حسن آرا کے مزاج کی اُفتاد ایسی بڑی پڑی تھی کہ اپنے گھر میں سب
بگاڑ تھا نہ ماں کا لحاظ نہ آپا کا ادب نہ باپ کا ڈر۔ نوکریں کہ آپ نالاہیں لونڈیاں ہیں کہ الگ پناہ
مانگتی ہیں غرض حسن آرا سارے گھر کو سر پہ اُٹھائے رہتی تھی شاہ زمانی کے آنے سے چاہیئے کہ
بڑی خالہ سمجھکر حسن آرا گھڑی دو گھڑی کو چپ ہو کر چپ ہو بیٹھ جاتی کیا ذکر شاہ زمانی بیگم کو پالکی
سے اُترے دیر نہوئی تھی کہ لگاتار دو تین فریادیں آئیں نرگس روتی ہوئی آئی کہ بیگم صاحب چھوٹی صاحبزادی
نے ہیر نیا دوپٹہ جھر جھر کر ڈالا سوسن نے فریاد مچائی کہ بیگم صاحب چھوٹی صاحب نے میرے
گلے میں چکنا بھر لیا گلاب بلبلا اُٹھی کہ میرا کان خونم خون ہو گیا۔ دائی چلائی کہ میری لڑکی کمبخت
کے ایسے زور سے لکڑی ماری کہ بازو میں ہڈی پڑ گئی۔ باورچیخانہ سے ماما نے دُہائی دی کہ دیکھیے
سالن کی پتیلیوں میں مٹھیاں بھر بھر کر راکھ جھونک رہی ہیں۔ شاہ زمانی بیگم نے آواز دی کہ
حسنہ یہاں آؤ خالہ کی آؤ اری پہچان بارے حسن آرا چلی تو آئی نہ سلام نہ دعا ہاتھ میں راکھ
پاؤں میں کیچڑ اُسی حالت میں دوڑ خالہ سے لپٹ گئی۔ خالہ نے کہا حسنا تم بہت شوخی کرنیگی
ہم نے کہا اس نرگس چڑیل نے فریاد کی ہوگی یہ کہکر خالہ کی گود سے نکل لپک کر سر کھسوٹ لیا۔ جبتک
خالہ این ین کرتی ہیں ایک نہ سنی شاہ زمانی اپنی بہن کیطرف مخاطب ہو کر بولی۔ بوا سلطانہ
اس لڑکی کے لیئے تو خدا کے لیئے کوئی اُستانی رکھو سلطانہ بیگم نے کہا باجی اماں کیا کروں مہینوں
سے اُستانی کی تلاش میں ہوں کہیں نہیں ملتی شاہ زمانی بیگم بولی ادی بوا تمہاری بھی وہی
کہاوت ہے "ڈھنڈورہ شہر میں لڑکا بغل میں" خود تمہارے محلے میں مولوی محمد فاضل کی
چھوٹی بہو لاکھ اُستانیوں کی ایک اُستانی ہے سلطانہ نے کہا مجھکو آجتک اطلاع نہیں دیکھو میں
ابھی آدمی بھیجتی ہوں یہ کہکر داروغہ کو بلایا۔ کہ مانی جی کوئی مولوی صاحب اس محلے میں رہتی ہیں
اُن کی چھوٹی بہو بڑی پڑھی لکھی ہیں دیکھو اگر اُستانی گری کی نوکری کریں تو اُنکو بلا لاؤ۔ اور
کھانا کپڑا اور دس روپیہ مہینا پان زردہ کا خرچ ہم دینے کو حاضر ہیں اور جب لڑکی پہلا
سیپارہ ختم کریگی اور ادب قاعدہ سیکھ جائیگی تو تنخواہ کے علاوہ اُستانی جی کو ہم خوش کر دینگے مانی جی مولوی صاحب
کے گھر آئیں محمد کامل کی ماں سے صاحب سلامت ہوئی پوچھا اچھی بی مولوی صاحب کی بیوی تمہیں ہو
محمد کامل کی ماں نے کہا ہاں بی آؤ بیٹھو کہاں سے آئیں ہو مانی جی نے کہا تمہاری بہو کہاں ہیں

حکیم فتح اللہ خان کی دختر حسن آرا کا بیان

محمد کامل کی ماں نے کہا کوٹھے پر ہیں ماما جی نے پوچھا میں اُن کے پاس جاؤن انہوں نے کہا
آپ اپنا پتہ نشان بتائیے بہو صاحب یہیں آجائینگی۔ ماما جی نے کہا کہ میں حکیم صاحب کے گھر
سے آئی ہون محمد کامل کی ماں نے نام بنام سب چھوٹے بڑون کی خیر و عافیت پوچھی اور
اُن سے کہا تمیزدار بہو سے کیا کام ہے۔ ماما جی نے کہا وہی آویں تو کہون تمیزدار کے نیچے
اُترنے کا وقت بھی آگیا تھا کیونکہ عصر کی نماز پڑھکر اصغری نیچے اُتر آتی تھی اور مغرب اور عشا
دونوں نمازیں نیچے پڑھا کرتی تھی۔ اصغری کو ماما جی نے دیکھا تو اُستانی گری کے واسطے کہتے
ہوئے تامل کیا باتوں ہی باتوں میں کہا کہ بیگم صاحب کو اپنی چھوٹی لڑکی کا تعلیم کرنا منظور ہے
بڑی بیگم صاحب نے آپ کا ذکر کیا تو بیگم صاحب نے مجھکو بھیجا اصغری نے کہا دونوں بیگم صاحبوں کو
میری طرف سے بہت بہت سلام کہنا اور کہنا جو کچھ مجھکو ٹوٹا پھوٹا آتا ہے مجھکو کسی سے عذر نہیں
اسیواسطے انسان پڑھتا لکھتا ہے کہ دوسرے کو فایدہ پہنچائے اور بڑی بیگم صاحب کو معلوم
ہی ہو چکے ہیں کتنی لڑکیوں کو پڑھاتی تھی اور میرا جی بہت چاہتا ہے کہ بیگم صاحب کی لڑکی
کو پڑھاؤن لیکن کیا کرون نہ تو بیگم صاحب لڑکی کو یہان بھیجیں گی اور نہ میرا جانا ہو سکتا ہے
ماما جی نے تنخواہ کا نام صاف تو نہ لیا لیکن دبی زبان سے کہا کہ بیگم صاحب ہر طرح سے خرچ کی
ذمہ داری کرنیکو موجود ہیں اصغری نے کہا یہ سب اُنکی مہربانی ہے اُنکی ریاست کو یہی بابت
زیبا ہے لیکن اُن کے زیر سایہ ہم غریب بھی پڑے ہیں تو خدا ننگا بھوکا نہیں رکھتا ہے واسطے اُنکی
لڑکی سمجھکر خدمت کرنیکو تو میں حاضر ہون اور اگر تنخواہ دار اُستانی درکار ہو تو شہر میں بہت ملینگی
اسکے بعد ماما جی نے اصغری کا حال پوچھا اور جب سنا کہ تحصیلدار کی بیٹی ہے اور مولوی محمد فاضل
کی پچاس روپیہ ماہواری کے نوکر ہیں تو ماما جی کو ندامت ہوئی کہ نوکری کا اشارہ ناحق
کیا لیکن اصغری کی گفتگو سنکر ماما جی ششدر ہو گئی ہر چند نوابی کارخانہ دیکھے ہوئی تھی مگر اصغری
کی شستہ تقریر سنکر دنگ رہگئی اور معذرت کی کہ بی مجھکو معاف کرنا۔ اصغری نے کہا کیوں تم
کو کانٹوں میں گھسیٹتی ہو۔ اول تو نوکری کچھ عیب نہیں گناہ نہیں پھر ناواقفیت کے سبب پوچھا تو
مضایقہ کیا غرض ماما جی رخصت ہوئیں اور وہاں جاکر کہا کہ بیگم صاحبہ اُستانی تو واقع میں لاکھ اُستانیوں
کی اُستانی ہے جسکی صورت دیکھے سے آدمی بن جاے تو پاس بیٹھنے سے انسانیت حاصل

کرے سایہ پڑ جانے سے سلیقہ سیکھے بھلا الگ جانے سے ادب پکڑے لیکن نوکر کرنیوالی نہیں صفیہ
کی بیٹی ہے رئیس لاہور کے مختار کی بہو گھر میں ماما لاکر ہے دالان میں چاندنی بچھی ہے سوزنی
تکیہ لگا ہے اچھی خوش گزران زندگی ہے بھلا اُن کو نوکری کی کیا پروا ہے شاہ زمانی بیگم بولیں
ہے بوا سلطانہ تم نے مانی جی کو بھیجا تھا لیکن مجھکو یقین نتھا کہ وہ نوکری کرینگی مانی جی نے کہا لیکن
تو ایسے اچھے آدمی ہیں کہ مفت پڑہانیکو خوشی سے راضی ہیں سلطانہ نے پوچھا کہ یہاں آکر مانی
جی نے کہا بھلا بیگم صاحب جو نوکری کی پروا نہیں رکھتا وہ یہاں کیون آنے لگا سلطانہ نے
کہا پھر لڑکی وہاں جایا کریگی شاہ زمانی نے کہا اس میں کیا قباحت ہے دو قدم پر تو گھر ہے
مولوی صاحب کو کیا تم نے بہوت بھا بھائی علی نقی خان کی سگی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے ہیں
سلطانہ نے کہا آہا تو ایک حساب سے ہماری برادری ہی کے شاہ زمانی نے کہا او خدا نہ کرے کچھ ایسے
دیسے ہیں پہلے ان کا کام خوب بنا ہوا تھا جب سے رئیس بگڑا بیچارے غریب ہوگئے ہیں
کبھی ماما ہمیشہ رہی ڈیوڑھی پر بھی ایک دو آدمی رہتے سلطانہ نے کہا حسن آرا
جایا کریگی اگلے دن شاہ زمانی بیگم اور سلطانہ بیگم دونوں بہنیں حسن آرا کو لے کر اصغری کے
گھر آئیں باوجودیکہ اصغری کے یہاں تھوڑا سامان تھا لیکن اُس کے انتظام اور سلیقے کے سبب
بیگموں کی وہ مدارات ہوئی کہ ہر طرح کی چیز وہیں بیٹھے بیٹھے موجود ہوگئی دو چار طرح کا عطر چوگھڑا
الائچی چکنی ڈلی چاہے بات کی بات میں سب موجود ہو گیا خوب خوب مزیکی گلوریاں تیار ہوگئیں
دونوں بہنوں نے اصغری سے کہا کہ مہربانی کرکے اسکو دل سے پڑھا دیجیے اصغری نے کہا
خود مجھ کو کیا آتا ہے مگر دو چار حرف جو بزرگوں کی عنایت سے آتے ہیں انشاء اللہ تعالے اُن
بتانے میں اپنے مقدور بھر دریغ نکرونگی چلتے ہوئے سلطانہ بیگم ایک اشرفی اصغری کو دینے
لگیں اصغری نے کہا اس کی کچھ ضرورت نہیں بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں پڑھائی آپ
سے لوں سلطانہ نے کہا استغفر اللہ پڑھائی دینے کے واسطے ہمارا کیا منہ ہے بسم اللہ کی مٹھائی
ہے اصغری نے کہا شروع میں تبرک کیواسطے مٹھائی بانٹ دیا کرتے ہیں سو اشرفی کیا ہوگی
منہ میٹھا کرنیکو سیر آدھ سیر مٹھائی کافی ہے یہ کہکر دیانت کیطرف اشارہ کیا وہ کوٹھڑی
میں سے ایک تاب بھر کر ناگنیاں نکال لائیں اصغری نے خود فاتحہ پڑھکر پہلے حسن آرا کو

اور پھر کتاب دیانت کو اُٹھا دی کہ سب بچون کو بانٹ دے۔ سلطانہ نے کہا اچھا تو مجھکو منظور
کیا اصغری نے کہا ہم بیچارے غریب کس لایق ہیں لیکن یہان جو کچھ ہے وہ بھی آپ ہی کا ہے
البتہ میرا دینا یہی ہے کہ حسن آرا بیگم کو پڑھا دون سو خدا وہ دن کرے کہ میں آپ سے سرخرو ہون
غرض دنیا سازی کی باتیں ہو ہوا کر شاہ زمانی بیگم چلی گئیں اور حسن آرا کو اصغری کے حوالے
کر گئیں اصغری نے جس طرز پر حسن آرا کو تعلیم کی اُس کی ایک جدا کتاب بنائے جانے گی
اگر سب حال لکھا جاتا تو یہ کتاب بڑھ جاتی۔ اس مقام پر اتنا مطلب ہے کہ حسن آرا کے بیٹھتے ہی
سارے کا محلہ ٹوٹ پڑا جس کو دیکھو اپنی لڑکی کو لئے چلا آتا ہے۔ لیکن اصغری نے شریف زادیون
کو چُن لیا اور باقیون کو حکمت عملی سے ٹال دیا کہ میں آئے دن اپنی مان کے گھر جاتی رہتی ہون پڑھنا
پڑھانا جب تک جم کر نہو بے فایدہ ہے پھر بھی بیس لڑکیان بیٹھتی تھیں لیکن اصغری کو کسی
لڑکی سے لینے کی قسم تھی بلکہ ایک دو روپیہ اس کا اپنا لڑکیون پر خرچ ہو جاتا تھا صبح
دوپہر تک پڑھنا ہوتا تھا اور پھر کھانے کے واسطے چار گھڑی کی چھٹی اس کے بعد لکھنا اور پہر دن
رہے سے سینا پرونے کا کام گنجایش تھا۔ اسواسطے کہ نہ صرف سینا سکھایا جاتا تھا بلکہ ہر ایک طرح
کی جالی کاڑھنا ہر ایک طرح کی قطع مصالحہ بنانا اور ٹانکنا۔ اول میں تو اُس کا سامان جمع کرنے
میں اصغری کے دس روپئے خرچ ہوئے لیکن پھر تو اسی کام سے بچت ہونے لگی جو کام لڑکیان
بناتیں دیانت کو اُسکو چپکے سے بازار میں بکوا آتی اور اس طور پر رفتہ رفتہ مکتب کی ایک بڑی رقم
جمع ہو گئی جو لڑکی غریب ہوتی اُسکے کپڑے بنائے جاتے کتاب مول لے دی جاتی لڑکیون
کے پانی پلانے اور پنکھا جھلنے کے واسطے خاص ایک عورت نوکر تھی اور مکتب کی رقم سے اُسکو
تنخواہ ملتی تھی لڑکیون کا یہ حال تھا کہ اور استانیون کے پاس جاتے ہوئے ان کا دم فنا ہوتا
تھا لیکن اصغری کی شاگردیں اُس پر عاشق تھیں ابھی سو کر نہیں اُٹھیں کہ لڑکیان خود بخود آنی
شروع ہوئیں اور پھر رات گئے تک جمع رہتیں اور مشکل سے جاتی تھیں اسواسطے کہ اصغری سب کے
ساتھ دل سے محبت کرتی تھی اور پڑھانے کا ایسا اچھا طریقہ رکھا تھا کہ باتون باتون میں تعلیم ہوتی
تھی نہ یہ کہ صبح سے ریں ریں کا چرخہ چلا تو دن چھپنے تک بند نہیں ہوتا جس طرح اصغری کو اُسکے
باپ نے پڑھایا تھا اُسی طرح اصغری اپنی شاگردون کو پڑھاتی تھی۔ پس یہ لڑکیان شاگرد

کی شاگرد اور سہیلی کی سہیلی تھیں جب کبھی لڑکی کا بیاہ ہوتا تو مکتب کی نذر سوا اسکو تھوڑا بہت
زیور چڑھایا جاتا تھا اگر اصغری اپنے مکتب کو بڑھانا چاہتی تو تمام شہر کے مکتب ٹوٹ جاتے
سینکڑوں عورتیں اپنی لڑکیوں کیواسطے خوشامد کرتی تھیں اور خود لڑکیاں دوڑ دوڑ آتی تھیں سوائے اسکے
اور مکتبوں میں دن بھر کی قید استانیوں کی سختی پڑھنا کم مار کھانا اور کام کرنا بہت سا دن بھر میں
پڑھتے تو صرف دو وقت صبح و شام کو معمولی بار اور جہاں چپ کی وہ استانی جی کی نظر پڑ گئی آفت
آئی اور کام کو پوچھو تو صبح آنے کے ساتھ گھر میں جھاڑو دی استانی جی استانی جی کو دسترخوان لا خلیفہ
جی بلکہ پڑوسیوں تک کے بچھونے تہہ کئے اور چار چار پانچ پانچ نے ملکر بخت بھاری بوجھل چارپائیاں
اٹھائیں پھر دو چار کی جو شامت آئی تو سیپارہ لیکر بیٹھیں منہ سے آواز نکلی اور استانی جی نے بیٹھی
چھانکنی شروع کی دو چار جو کسی اچھے کا منہ دیکھکر اٹھی تھیں کام دھندے میں لگ گئیں کسی نے استانی
جی کی لڑکیونکو گود میں لیا بوجھ کے مارے کولا ٹوٹا جاتا ہے لیکن مارے ڈر سے گردن پر لادے ہوئے
اور وقت ٹالتی پھرتی ہیں پٹتی ہوئی لڑکیونکی آواز کانمیں چلی آرہی ہے دل ہے کہ اندر
سما جاتا ہے اس عذاب سے یہ مصیبت غنیمت معلوم ہوتی ہے کہیں سے رات کے جھوٹے برتن بھیجے
شروع کئے گئے پڑے پڑے گئے اور کتنے ہے رہ رہ جاتے ہیں لیکن چھوٹی بہن پٹ رہی ہے اور
چلا رہی ہے اچھی استانی جی میں مر گئی اچھی میں تم پر واری گئی - اچھی خدا کے لئے ارے اچھی رسول
کے لئے - اچھی میں خلیفہ جی کی لونڈی ہو گئی ہائے رے ہائے رے - ادی ارے اماں - ادی
آپا - اور آپا ہیں کہ جھائیں جھائیں جلدی جلدی برتن مانجھ رہی ہیں ان کاموں سے فراغت
ہوئی تو مصالح پیسنے آٹا گوندھنے آگ سلگانے گوشت بگھارنے کا وقت آیا - پھر دوپہر کو
استانی جی ہیں کہ سو رہی ہیں اور معصوم بچے پنکھا جھل رہے ہیں اور دل میں دعا مانگ
رہے ہیں الہی ایسی سوئیں کہ پھر نہ اٹھیں غرض اور مکتبونمیں یہ مصیبت رہتی ہے - اصغری
کے یہاں نہ مار نہ دھاڑ بڑا ڈر ایسا تھا کہ سنو بوا ! تم سبق یاد نہیں کرتیں تمہارے سبب سے
ہمارے مکتب کا نام بد ہوتا ہے میں تمہاری اماں جان کو بلا کر کہدونگی کہ تمہاری لڑکی
یہاں نہیں پڑھ سکتی اس کو تم کسی دوسری استانی کے پاس بٹھاؤ اتنا کہنا اور لڑکی کا
دم فنا ہوا پھر سبق ہے کہ نوک زبان ہے یا جس نے سبق یاد نہیں کیا اس سے

کہدیا کیا تم نے آج سبق یاد نہیں کیا اور لڑکیاں دوپہر کو بعد چھٹی - اور تم پڑھنا اور سینا
لینا تھا کہ اسنے جلدی جلدی سبق حفظ کیا مکتب میں محمودہ اور حسن آرا دو خلیفہ تھیں نہ یہاں
جھاڑو دینی ہے نہ بچھونے اٹھاتے ہیں نہ چارپائیاں ڈھونی ہیں نہ برتن مانجھنے ہیں نہ خلیفاؤں کو
لادولادی پھرنا ہے بلکہ خود لڑکیوں پر ایک عورت نوکر تھی محبت اور آرام پڑھنا لکھنا سینا تین کام
شوق سے لڑکیاں تعلیم پاتی تھیں اس مقام پر مکتب کی ایک حکایت لکھی جاتی ہے جس سے صنوبری
طرز تعلیم مختصر طور پر معلوم ہو جائیگا سفیہن ایک عورت تھی اور فضیلت اسکی بیٹی کوئی دس برس
کی ہوگی اس فضیلت کو خود بخود پڑھنے لکھنے اور سینے پرونے کا شوق تھا سفیہن یہ چاہتی کہ
فضیلت تمام گھر میں جھاڑو دے بیپے پوتے برتن مانجھے ایسے کاموں میں فضیلت کا دل نہ لگتا
ماں کے کہنے سننے سے کر تو دیتی مگر وہی بیدلی سے سفیہن جو ایک دن فضیلت سے ناخوش
ہوئی تو ساتھ لیجا کر اصغری کے مکتب میں بٹھا آئی - اور کہا استانی جی یہ لڑکی بڑی نکمی ہے جس کام
میں ہوں بھلا سا جواب دیدیتی ہے اسکو ایسا ادب دو کہ گھر کے کام پر اس کا جی لگے - اصغری
نے جو دیکھا تو فضیلت کو اپنے ڈھب کا پایا ادھر فضیلت کو اپنی مرضی کی استانی ملی غرض کے
لڑکے آتی تو دوپہر کو کھانا کھانے جاتی کھانا کھایا اور پھر بھاگی پاؤں مکتب آکر بیٹھی اور تیسرے
پہر کی آئی کہیں جا گھڑی رات گئے جاتی کبھی کبھی سفیہن اس کی خبر لینے مکتب میں آئی تو کئی
دفعہ اسکو لڑکیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتے دیکھا دو چار دفعہ منہ کھلایا کیا - ایک دن چار گھڑی
رات گئی ہوگی فضیلت کو جانے میں دیر ہوئی سفیہن اسکو لینے آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ محمودہ
کہانیاں کہہ رہی ہے اور مکتب کی سب لڑکیاں آس پاس بیٹھی ہیں اور خود استانی جی بھی لڑکیوں
میں بیٹھی ہوئی کہانیاں سن رہی ہیں تب تو سفیہن کا جی جل کر خاک ہو گیا اور بولی واہ
استانی جی تمنے لڑکیوں کا ناس کر رکھا ہے جب کبھی میں فضیلت کو دیکھنے آتی ہوں تو میں نے
اسکو پڑھتے نہ پایا مکتب کیا ہے اچھا کھیل خانہ ہے شب ہی تو لڑکیاں دوڑ دوڑ کر آتی ہیں اصغری
نے کہا بوا! اگر تمہاری لڑکی کی تعلیم اچھی نہیں ہے تو تم کو اختیار ہے اپنی لڑکی کو اٹھا لیجا
مگر مکتب پر ناحق کا الزام مت لگاؤ بھلا میں تم سے پوچھتی ہوں فضیلت نے مانی جی کے مکتب
میں کتنے دنوں پڑھا ہے سفیہن نے کہا میراں جی چھپٹے چاند اسکو بٹھایا تھا مارا بھر پڑھا

خواجہ معین پھر پڑھتی رہی ماہ رجب سے ہمارے یہاں ہے اصغری نے پوچھا کہاں تک یہاں
فضیلت نے کیا پڑھا ہے سفیہن نے کہا تین مہینے میں دالمحصنٰت کا سیپارہ اور آدھا لا یحب اللہ
اصغری نے کہا تین مہینے میں ڈیڑھ سیپارہ تو مہینے میں آدھا سیپارہ ہوا یہاں تمہاری فضیلت ماہ رجب
سے اور شوال کا چاند چڑھا ہے چار مہینے ہوئے دماہ بری نصفی کا سیپارہ کل ختم ہوا یعنی ساڑھے
سات سیپارے پڑھے حساب سے مہینے پیچھے ایک سیپارے کے قریب ہوتا ہے مانی جی کے مکتب
دو دنا اور جب فضیلت یہاں آئی تو کالی لکیر تک اسکو کھینچنی نہیں آتی تھی اب نام لکھ لیتی ہے
اور بساط بموجب حرف بھی برے نہیں ہوتے بیس تک بھی پوری گنتی نہیں جانتی تھی اب پچاس
کا پہاڑا یاد کرتی ہے سینے میں تیچی تک سیدھی بھرنی نہیں آتی تھی اب اسکے ہاتھ کا بخیہ دیکھو
لائیو عقیلا ذرا لیچو فضیلت نے جو کرتی میں بخیہ کیا ہے ذرا ان کو دکھانا اور فضیلت کے ہاتھ کی کیکری
مرمرا بوٹیاں لہریا چھڑیاں سفانہ توڑ دیکھت بھول سفا کہ تارشار چنبیلی کا جال ترپھا بیل
کا رانی کچھ ہو تو وہ بھی اٹھاتی لائیو فضیلت بولی استانی جی میں جا کر لے آؤں فضیلت
دوڑی دوڑی جا اپنا کشیدہ اٹھا لائی سفیہن ایک بات کے دس دس جواب سنکر بیکا بیکا بیٹھ
رہگئی اصغری نے کہا جو بوا انصاف بھی ہے چار مہینے میں تمہاری لڑکی اور کیا سیکھ لیتی؟
سفیہن تو ایسی شرمندہ ہوئی کہ گھڑوں پانی پڑگیا اب استانی جی سے آنکھ سامنے نہیں
سکتی سفیہن حجت کے آنے سے محمودہ کی مرغی کہانی تو رہگئی سب لڑکیاں اسی کی طرف گھور
گھور کر دیکھنے لگیں سفیہن نے کہا کہ استانی جی مجھ کو اس کی کیا خبر تھی فضیلت دن بھر تو یہاں
رہتی ہے رات کو ایسی دیر کر جاتی ہے کہ کھانا کھایا اور سو گئی مجھکو اس سے کچھ پوچھنے کچھنے کا
اتفاق تو ہوتا نہیں دو چار مرتبے جو ییل دھر کو آنکلی تو کبھی گڑیاں کھیلتے پایا کبھی ہنڈکلہیا
پکاتے کبھی کہانیاں سنتے مجھکو خیال ہوا کہ اپنا وقت کھیل کود میں کھوتی ہے اب تو میرے منہ کی بات
نکل گئی معاف کیجئے اصغری نے کہا بیشک تمہارا شبہ بیجا نہیں تھا لیکن میں نہیں کھیل کی باتوں
میں انکو کام کی باتیں سکھاتی ہوتی ہوں ہنڈکلہیوں میں لڑکیاں ہر ایک طرح کے کھانے پکانے کی ترکیب
سیکھتی ہیں پھیلا لچکا کا اندازہ نمک کی اٹکل ذائقہ کی شناخت بو باس کی پہچان ہو جاتی ہے کیوں
فضیلت پرسوں جمعہ تھا تم لڑکیوں نے ملا کر کتنا زردہ پکایا تھا اس کی ترکیب تو سب

کتاب تو ہم کو سناؤ فضیلت نے کہا حساب تو محمودہ بیگم نے اپنی کتاب پر لکھ رکھا ہو مگر ترکیب
تو میں نے بموجب آپ کے فرمانے کے خوب دھیان لگا کر دیکھ لی ہے اور اچھی طرح میری سمجھ میں
آگئی ہو سیر بھر چاول تھے تو پہلے ان کو لگن میں بھگو دیا شاید دھیلے کی ہار سنگھار کی ڈنڈیاں منگوائی
تھیں پیسہ بھر لی تھیں ان کو کوئی ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دیا جب اُبال آگیا اور رنگ نکل گیا
تو چھان کر عرق میں چاول نچوڑ کر ڈال دیئے چاول جب آدھ کچرے ہو گئے اور ایک کنی رہی تو
چاولوں کو کپڑے پر پھیلا دیا کہ جتنا بھر پانی ہے سب نکل جائے پھر آدھ پاؤ گھی دیگچی میں
لونگوں کا بگھار دیکر کڑکڑا لیا اور چاول چھوڑ دیئے۔ اوپر سے چاولوں کے ہموزن کھانڈ
ڈال دی اور اٹکل سے اتنا پانی ڈال دیا کہ چاولوں کی ایک کنی جو باقی رہی تھی گل جائے پھر
ایک چھٹانک کشمش گھی میں کڑکڑا کر جب پھول گئی تو چاولوں میں چھوڑ دی اور اوپر تلے انگارے
رکھکر دم کر دیا اصغری نے کہا ترکیب تو درست ہے لیکن چاولوں کو جو میں نے دیکھا تو بیٹھ گئے تھے
معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کپڑے پر پھیلا کر ٹھنڈے پانی سے ان کو دھویا نہیں۔ پھر اصغری
سفیہن کی طرف مخاطب ہو کر بولی کہ کیوں بوا زردہ تو تمہاری لڑکی نے ٹھیک ٹھیک پکایا یہ سب
ہنڈکلیا کی بدولت بوا محمودہ تم اپنے زردہ کا حساب تو سناؤ۔ محمودہ جا حساب کی کتاب اٹھا لائی
اور کہا استانی جی چھ پیسے کے چاول سیر بھر پونے تین آنے کے اور ایک پیسے کی ڈنڈیاں اور لونگیں
دو سیر کا گھی ہے پون پاؤ منگوایا آدھ پاؤ بگھارتے وقت ڈالا اور چھٹانک بھر کشمش کڑکڑا
کر دم دیتے وقت ڈیڑھ آنے کا گھی ہوا اور چھ سیری کھانڈ سیر بھر چار آنے کی ایک پیسے کی
کشمش کل پونے گیارہ آنے کے پیسے خرچ ہوئے۔ دس لڑکیوں کا ساجھا تھا پونے دو آنہ تو میرے
تھے اور فضیلت ایک عقیلہ دو حسن آرا تین آمنۃ اللہ چار عالیہ پانچ سلمی چھ ام البنین سات۔
شکیلہ جمیلہ دونوں بہنیں نو سب کا ایک ایک آنہ اصغری نے کہا محمودہ تم نے دھوکا کھایا
محمودہ نے سوچا کہا ہاں استانی جی چاولوں میں کوڑیاں بچیں وہ نامراد بنو ہضم کر گئی
ہوئی ڈنڈیاں اور لونگیں سستی آجائیں تو ایک پیسہ بچتا۔ دیانت جاتی تو بنئے سے کوڑیاں لا۔ اصغری
نے کہا آپ کیا کرتی ہو ایک کوڑی یا دو کا معاملہ پر سو نکی بات اب کچھ مت کہو تمہاری غلطی کی سزا یہ ہے
کہ اتنا نقصان ہوا اصغری حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر بولی زردے کی

ترکیب اور لاگت تو معلوم ہو لی لیکن دیکھو پھر اسی پھر زردہ تم نے کیا لیا حسن آرا بولی
دو رکابیاں چوٹی دار بھر کر اللہ کے نام مسجد میں بھیج دیں باقی میں تیرہ ۱۳ طشتریاں بھری گئیں
مکتب میں ہم سب چھبیس لڑکیاں ہیں دو دو میں یک ایک طشتری آئی تیرہویں طشتری میں میں
اکیلی تھی اصغری نے پوچھا کیا تم نے دوہرا حصہ لیا حسن آرا بولی نہیں تو میری طشتری آدھی
تھی سب سے پوچھ لیجئے اصغری نے کہا پھر تم برادری سے الگ کیوں ہیں حسن آرا تو چپ بیٹھی
اُمت اللہ نے کہا اُستانی جی ان کو سب کے ساتھ کھاتے گھن آتی ہے حسن آرا نے
کہا نہیں اُستانی جی گھن کی بات نہیں ہے میں دسترخوان پر سب لڑکیوں سے پیچھے آئی اس
سے اکیلی رہ گئی آپ محمودہ بیگم سے دریافت کر لیجئے۔ اُمت اللہ نے کہا کیوں تم ابھی تھوڑی ہی
دیر ہوئی میرا جھوٹا پانی پینے پر رو چکی ہو حسن آرا نے کہا میں تم ہی تھی صرف اتنی بات کہی تھی
کہ جتنی پیاس ہوا کرے اُسیقدر پانی لیا کرو گلاس میں جھوٹا پانی چھوڑ دینا عیب کی بات ہے تم
پھر اصغری نے محمودہ سے پوچھا وہ رسالہ الوان نعمت جو میں تمکو دیا تھا اسمیں تم سب کھانے پکا
دیکھ چکیں یا ابھی نہیں محمودہ نے تھوڑی دیر تامل کر کے کہا میں اپنی دانست میں سب پکوا چکی ہوں
بلکہ کئی کئی بار نوبت آ چکی ہے جتنی بڑی لڑکیاں ہیں معمولی روزمرہ کے کھانوں کی ترکیب
سب کو معلوم ہے اس کے علاوہ بھی ہر قسم کباب سیخ کے پسندوں کے شامی گولیوں کے
کوفتے پلاؤ۔ زردہ۔ متنجن کچی بریانی۔ لوز۔ مچھلی قورمہ سموسے میٹھے سلونے قلمی بڑے۔ دہی بڑے
سہال سیویں گھی کی تلی دال بھری پوریاں پاپڑ۔ بورانی۔ فیرنی۔ حلوا سوہن۔ پپڑی کا اور نرم
اندرسے کی گولیاں سب چیزیں بار بار پک چکی ہیں اور سب لڑکیوں نے پکتے دیکھیں
بلکہ اپنے ہاتھوں سے پکا چکی ہیں اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مکتب میں ہنڈکلہیا
کا تو نام ہے جو چیز پکتی ہے خاصے ایک کنبے کے لائق پکتی ہے اور حسن آرا کو تو چٹنیوں اچار
مربوں کا بہت شوق ہے یہ چیزیں ان کو سوا ہیں اور لڑکیاں کم جانتی ہیں اسکے بعد اصغری نے سفیہن
سے کہا کہو اب تم کو یہاں کی ہنڈکلہیا کا فائدہ تو معلوم ہو گیا ہوگا۔ رات زیادہ گئی
بعض لڑکیوں کے گھر دور ہیں اگر کل آؤ تو گڑیوں کی سیر تمکو دکھائیں اور شام تک ہو تو کہانیاں
بھی سنوائیں سب لوگ رخصت ہوئے سفیہن چلتے چلتے اصغری کے آگے ہاتھ جوڑ کر

نے کہا کہ استانی جی میرا قصور معاف کیجئے گا اگلے روز جو سفیہن آئی تو لڑکیوں کے کشیدہ
اور لڑکیوں کے بنے ہوئے گوٹے لڑکیوں کے موڑے ہوئے گوکھرو اور لڑکیوں کی بنائی ہوئی
ٹوپیاں اور چنیا اور لڑکیوں کے قطعے لکھے ہوئے اور سیئے ہوئے مردانے اور زنانے کپڑے
اصغری نے سب دکھائے جنکے دیکھنے سے سفیہن کو نہایت اچنبھا پیدا ہوا اس کے بعد لڑکیوں
نے اپنے گھر دکھائے ان گھروں میں خانہ داری کا سب لوازمہ فرش فروش گاؤ تکیے اگالدان
پیچوان آفتابہ پٹاری پردہ چلمن چھت گیری پنکھا مسہری ہر طرح کے برتن ہر طرح کا سامان
آرایش اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھا ہوا تھا اور گڑیاں ایسی سجی ہوئی تھیں کہ جیسے بیاہ شادی کے گھر
میں مہمان جمع ہیں جب گڑیوں کے گھروں کو دیکھ چکی تو اصغری نے سفیہن سے کہا کہ لڑکیوں
کے سب کھیلوں میں مجھکو گڑیوں کا کھیل بہت پسند ہے اس کے ذریعے سے لڑکیاں سینا
پرونا کپڑوں کی قطع اور گھر کا بندوبست ہر طرح کی تقریبیں چھٹی کھیر چٹائی دودہ چھڑائی
[illegible] روزہ منگنی عیدی سالونی محرم کی تقلیاں اور گوٹا تیر تیوہار ساچق برات
بہو بیاہ چالے چوتھی کی راہ و رسم سے واقفیت حاصل کرتی ہیں بوا سفیہن تمہاری لڑکی
ابھی تھوڑے دنوں سے آتی ہے جو لڑکیاں میرے مکتب میں بہت دنوں سے چلتی ہیں یہ بھی
ہے ام تنبیہیں یا میری نند محمودہ یا حسن آرا تو بہ توبہ کرکے کہتی ہوں کہ اگر ان کو کسی
بڑے بھرے پرے گھر کا انتظام اس وقت سونپ دیا جائے تو انشاء اللہ کریں گی جیسی
پرانی مشاق اور تجربہ کار کرتی ہے میں تو صرف پڑھنے پر ہی تاکید نہیں کرتی بلکہ ان کو
دنیا کے دھندے بھی بتاتی ہوں جو چند روز بعد ان کے سر پڑیں گے یہ کہکر اصغری نے
حسن آرا کو بلایا اور کہا کہ بوا تمہاری گڑیا کا گھر تو خوب آراستہ ہے صرف ایک کسر ہے
تمہاری گڑیوں کے پاس رنگین جوڑے نہیں معلوم ہوتے شاید تم کو رنگنا نہیں آتا حسن آرا نے
کہا رنگ تو مجھ کو محمودہ بیگم نے بہت سکھائے ہیں یوں ہی نہیں رنگے اصغری نے کہا بھلا
بتاؤ تو حسن آرا بوا استانی جی برسات کے رنگ سرخ نارنجی گل انار گل شفتالو
سرمئی دھانی ساودا اور جاڑے کے گیندئی جوگیا عنابی کاہی تیلیا کاکریزی سیاہ
نیلا گلابی زعفرانی کوکئی اودا گرمی کے پیازی آبی چمپئی کپاسی

بادامی۔ کافوری۔ دودھیا۔ خشخاشی۔ فالسئی۔ ملاگیری۔ بسنتی۔ اودیا۔ اور رنگ تو اور بہت ہیں
مگر میں نے وہی بیان کئے جو اکثر پہنے جاتے ہیں صغری نے پوچھا رنگوں کے نام تو تم نے
بہت سے گنوا دیئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ سب تم کو رنگنے آتے ہیں حسن آرا نے کہا میں نے انہیں
رنگوں کا نام لیا جو مجھ کو خود رنگنے آتے ہیں صغری نے کہا بھلا بتاؤ تو سردئی کیونکر رنگتے ہو
حسن آرا نے کہا کاہی قند اچھی گہری رنگ کی آدھ گز منگوائی اور پانی کو خوب جوش کر کے پھر
ڈال دی اور اوپر سے قند کا ٹکڑا ڈال کر ہلایا پھٹکری کی تاثیر سے قند کا رنگ کٹ جائیگا پس ہم
کپڑا رنگ لیا صغری نے کہا بھلا اور جو قند نہ ملے حسن آرا نے کہا تو ٹیسو کے پھولوں کو جوش
کر کے پھٹکری پیس کر ملا دے سردئی ہو جائیگا لیکن ہلکا کپاسی ہوگا۔ اچھا سردئی بے قند کے
رنگا جاتا اور اگر قند کی جگہ بانات کا رنگ کاٹا جائے تو وہ عمدہ رنگ آتا ہے کہ سبحان اللہ
لیکن ان دنوں مجنٹن ایسا چلا ہے کہ سب رنگوں کو مات کیا ہے کپڑے تو کپڑے مٹھائی کھانا
کا کوئلہ مجنٹن میں نہایت خوش رنگ رنگا جاتا ہے بڑی آپا جان نے مجنٹن کے [illegible]
پکا کر بھیجا تھا زعفران سے بہتر رنگ تھا صغری خانم نے گھبرا کر پوچھا حسن آرا تم نے کبھی
کے رنگے ہوئے چاول تو نہیں کھائے حسن آرا نے کہا میں نے کھائے تو نہیں لیکن سنا
جی کیوں کیا کچھ بری بات ہے صغری نے کہا اے ہے مجنٹن میں سنکھیا پڑتی ہے خبردار کبھی
کی کوئی چیز زبان پر مت رکھنا حسن آرا نے کہا میں نے تو مجنٹن کا رنگا ہوا گوٹا محرم میں
کھایا ہے صغری خانم نے کہا کیا ہوا اس برابر مجنٹن میں تو بہت گوٹا رنگا جاتا ہے سو جو تم کو
نقصان نہ کیا لیکن یاد رکھو کہ اس میں زہر ہے حسن آرا نے کہا مجنٹن کی رنگی ہوئی مٹھائی لوگ
کھاتے ہیں صغری خانم نے کہا بہت برا کرتے ہیں زہر جب پیٹ میں پہنچا تو دیر سویر پہنچ جائیگا ضرر
کریگا شام ہوئی تو لڑکیاں اپنے اپنے تختیاں اور کتابیں رکھ کر معمول کے موجب کھیلنے
کہانیاں اور پہیلیاں کہنے سننے کو اٹھیں صغری نے لڑکیوں سے کہا کہ یہاں جتنے
کی کہانیاں ہیں ہوتی ہیں کہانیوں کی ایک عمدہ کتاب چھپی ہے بڑی اچھی اچھی کہانیاں
ہیں اور ہر ایک کہانی سے ایک نصیحت کی بات نکلتی ہے اس کتاب کی زبان بھی بہت
شستہ ہے اب یہ لڑکیاں اسی کتاب کو پڑھا ہوا [illegible] پہیلی اور کہانیاں کہے

ان کی تقریر صاف ہوگی ہے اداے مطلب کی استعداد بڑھتی جاتی ہے اور جب کبھی مجھکو
فرصت ہوتی ہے تو میں کہانیوں کے بیچ بیچ میں ایسے الجھتی جاتی ہوں اور جیسی اُن کی سمجھ
ہے یہ میری بات کا جواب دیتی ہیں اگر نادرست ہوتا ہے تو میں بتا دیتی ہوں پہیلیوں کے
بوجھنے سے انکی عقل کو ترقی اور انکے ذہن کو تیزی ہوتی ہے لیکن تم ان میں بیٹھکر سیر
دیکھو مجھکو آج عالیہ کی ماں نے بلا بھیجا ہے انکے بچے کا جی اچھا نہیں بہت منتیں کہلا بھیجی
ہیں نہ جاؤنگی تو برا مانیں گی اور میرا جی بھی نہیں مانتا سفیہن بولی ہاں میں نے بھی سنا ہے
کہ انکے لڑکے نے کئی دن سے دودھ نہیں پیا۔ بیچاری بہت ہراسان ہو رہی ہے اے خدا
کرے لنگوڑا جیتا رہے بڑی اللہ آمین کا بچہ ہے دس برس میں پھڑک پھڑک کر خدا نے
یہ صورت دکھائی ہے عالیہ کے اوپر بھی تو ایک بچہ ہوا ہے استانی جی تمکو علاج کے واسطے
بلایا ہوگا اصغری نے کہا علاج ولاج تو مجھکو کچھ بھی نہیں آتا ایک مرتبے پہلے اس لڑکے کو
ہیضہ ہو گیا تھا نیلوفر مہرہ منسلوخین گلاب کا زیرہ چھوٹی الائچی زیرہ کی گری کباب چینی
اس طرح کی دو چار دوائیں بنا دی تھیں خدا کا کرنا لڑکا اچھا ہو گیا سفیہن نے کہا استانی
جی تم سب گنوں پوری ہو اصغری خانم بولی اس میں گن کی کیا بات ہے ہمارے میکے میں دوا درمن
کا بہت خیال ہے جب میں چھوٹی تھی جو دوا آتی میں ہی اسکو چھانتی بناتی خیال رکھتی اسی
طرح پر سنی سنائی دو چار دوائیں یاد ہیں جسکی ضرورت ہوئی بتا دی اور بچوں کا علاج تو
عورتیں ہی کر لیا کرتی ہیں جب ایسی ہی مشکل پڑتی ہے تو حکیم کے پاس لیجاتے ہیں سفیہن
نے کہا استانی جی تم نے مہربانی کرکے مجھکو اپنے مکتب کا سب انتظام تو دکھایا لیکن ذرا تم
ٹھہر جاؤ تو میں دیکھوں لڑکیاں کیونکر کہانیاں کہتی ہیں اور کہانیوں میں تم کیونکر تعلیم کرتی
ہو اصغری نے کہا بوا مجھکو تو دیر ہوتی ہے پر خیر تمہاری خاطر ہے اچھا لڑکیو کس کی باری ہے
محمودہ نے کہا باری تو آمتہ الصمد کی ہے لیکن فضیلت سے کہلائیے۔ اصغری نے کہا اچھا فضیلت
کوئی بہت چھوٹی سی کہانی کہو فضیلت نے کہانی شروع کی کہ ایک تھا بادشاہ اصغری نے کہا بادشاہ
کس کو کہتے ہیں فضیلت بولی جیسے دلی میں بہادر شاہ تھے اصغری یہ تو تم نے ایسی بات کہی
کہ جو دلی اور بادشاہ کو جانتا ہو وہی سمجھے فضیلت نے کہا بادشاہ حاکم کو کہتے ہیں اصغری

تو کوتوال تھانہ دار بھی بادشاہ ہیں فضیلت نہیں کوتوال تھانہ دار تو بادشاہ نہیں ہیں
یہ تو بادشاہ کے نوکر ہیں صغری کیون کیا کوتوال حاکم نہیں ہے فضیلت نے کہا حاکم تو ہے
لیکن بادشاہ سب پر بڑا حاکم ہوتا ہے اور سب پر حکم چلاتا ہے صغری ہمارا بادشاہ کون ہے
فضیلت جب سے بہادر شاہ کو انگریز پکڑ کر کالے پانی لیگئے تب سے تو کوئی بادشاہ نہیں ہے
یہ سنکر سب لڑکیاں ہنس پڑین صغری نے کہا تم بڑی بیوقوف ہو تمنے خود کہا جو سب سے
بڑا حاکم ہو اور سب پر حکم چلا دے وہ بادشاہ ہوتا ہے اور یہ بھی جانتی ہو کہ بہادر شاہ کو
انگریز پکڑ کر کالے پانی لے گئے تو انگریز بادشاہ ہوئے یا نہ ہوئے فضیلت ہان ہوئے تو سہی
صغری نے پوچھا اب بتاؤ ہمارا کون بادشاہ ہے فضیلت انگریز صغری کیا انگریز کسی شخص کا نام
ہے فضیلت نہیں سینکڑون ہزارون انگریز ہیں صغری کیا سب انگریز بادشاہ ہیں فضیلت اور
کیا یہ سنکر پھر لڑکیاں ہنسیں صغری نے حسن آرا کیطرف اشارہ کیا کہ تم جواب دو حسن آرا نے کہا
استانی جی ہمارا بادشاہ ملکہ وکٹوریہ ہے صغری مرد ہے یا عورت حسن آرا عورت ہے صغری
کہان رہتی ہے حسن آرا لندن مین صغری لندن کہان ہے حسن آرا انگریزونکی ولایت
میں ایک بہت بڑا شہر ہے صغری کتنی دور ہوگا میں نے ایک کتاب میں پانچہزار کوس لکھا
دیکھا ہے صغری کوس کتنا لمبا ہوتا ہے حسن آرا۔ استانی جی سلطان نظام الدین کو تین
کوس کہتے ہیں یہ سنکر محمودہ ہنسین اور کہا کہ ۱۷۶۰ گز کا ہوتا ہے صغری نے محمودہ سے پوچھا
اس مرتبے جو میں قطب صاحب گئی تھی اور تم بھی میرے ساتھ تھیں تم نے بھی دیکھا تھا کہ
تھوڑی تھوڑی دور سڑک پر پتھر گڑے تھے اور پتھرون پر لکھا ہوا تھا وہ پتھر کیسے تھے؟
محمودہ میں اٹکل سے یہی سمجھتی ہون کہ کوسون کے پتھر ہیں لیکن گاڑی ایسی تیز تھی کہ پتھرون پر نگاہ
نہیں جمتی تھی میں خوب نہیں پڑھ سکی کہ اُنپر کیا لکھا تھا صغری وہ کوسون کے پتھر نہیں میلون
کے پتھر تھے آدھے کوس کا میل ہوتا ہے اور ہر میل پر پتھر گڑا ہوتا ہے اُسمیں بھی لکھا
ہوتا ہے کہ یہان سے دہلی اس قدر میل ہے اور قطب صاحب اتنے میل اس کے بعد
صغری پھر حسن آرا کیطرف مخاطب ہوئی اور پوچھا ہان بوا لندن کس طرف ہے؟
حسن آرا اُتر میں ہے صغری وہ ملک گرم ہے یا سرد حسن آرا یہ تو میں نہیں جانتی محمودہ

بڑا سرد ہے جتنا آگے کو جاؤ گرمی کم ہے اور جتنا دکھن کو چلو گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ سفیہن اچھی استانی جی عورت بادشاہ ہے؟ صغری ہیں تعجب کی بات کیا ہے۔ سفیہن تعجب کی بات کیوں نہیں عورت کی ذات کیا کرتی ہوگی؟ صغری جو مرد بادشاہ کرتے ہیں وہی عورت کرتی ہے ملک کا بندوبست رعیت کا پالنا۔ سفیہن عورت کیا کرتی ہوگی کرتے سب کچھ انگریز ہونگے برائے نام عورت کو بادشاہ بنا رکھا ہوگا۔ صغری یہ سب انگریز ملکہ کے نوکر ہیں ہر ایک کا کام الگ ہے ہر ایک کا اختیار جدا ہے اپنے کام پر مستعد رہتے ہیں اور جب مرد بادشاہ ہوتے ہیں تب بھی وزیر وزرا سب کام کیا کرتے ہیں۔ سفیہن ہیں آپا جی تو قبول نہیں کرتی تا کہ عورت ذات بادشاہت کر سکے۔ صغری بھوپال کی بیگم کا نام سنا ہے؟ سفیہن کیوں سنا کیوں نہیں خود میرے سسر بھوپال میں نوکر ہیں۔ صغری بس اسی طرح سمجھ لو بھوپال ذرا سا ملک ہے اور ملکہ وکٹوریہ کے پاس بڑی سلطنت ہے جس طرح بھوپال کی بیگم اپنے چھوٹے ملک کا بندوبست کرتی ہیں ملکہ وکٹوریہ کے پاس بڑی سلطنت کا انتظام ہے بھوپال چھوٹی سرکار ہے نوکر چاکر کم ہیں اور تھوڑی تنخواہ پاتے ہیں ملکہ وکٹوریہ کی سرکار بڑی عالیجاہ سرکار ہے بڑے کارخانے لاکھوں نوکر تنخواہیں بیش بہا۔ سفیہن اچھی ملکہ کا کوئی میاں ہے۔ صغری ہاں مگر موت پر کسی کا زور نہیں چلتا چاند کو بھی خدا نے داغ لگا دیا ہے کئی برس ہوئے ملکہ بیوہ ہو گئیں۔ سفیہن ملکہ کی اولاد ہے؟ صغری ہاں خدا رکھے بیٹے پوتے نواسیاں سب کچھ موجود۔ سفیہن اچھی ملکہ اس ملک میں کیوں نہیں آتیں؟ صغری وہاں بھی بڑا ملک ہے وہاں کے کاموں سے فرصت نہیں ملتی لیکن ان دنوں ملکہ کا بیٹا آنیوالا ہے بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں میں نے اخبار میں دیکھا ہے۔ سفیہن اچھی ملکہ کو ہزاروں کوس ورے بیٹھے یہاں کی کیا خبر ہوتی ہوگی؟ صغری کیوں نہیں ذرا ذرا خبر ہوتی ہے ڈاک اور تار برقی پر رات دن خبریں آتی جاتی ہیں ہزاروں اخبار ولایت جاتے ہیں۔ سفیہن ملکہ کو کیونکر دیکھیں؟ صغری کیونکر بتاؤں لیکن انکی تصویر البتہ دیکھ سکتی ہو۔ سفیہن خیر تصویر ہی دیکھ لیتی۔ صغری اوا تم تماشہ کی باتیں کرتی ہو کیا تم روپیہ نہیں دیکھا۔ سفیہن کیوں نہیں دیکھا۔ صغری عورت کا چہرہ جو بنا ہے وہ ملکہ کی تصویر ہے خطوں کے ٹکٹ پر ملکہ کی تصویر ہے اور میرے پاس ملکہ کی ایک بڑی عمدہ تصویر اور ہے میرے ابا کو کسی انگریز نے دی تھی وہ انہوں نے میرے پاس بھیج دی تھی محمود میرا صندوقچہ تو اٹھا لاؤ صندوقچہ میں ہے۔ صغری نے ملکہ کی تصویر نکالکر دکھائی اور سب لڑکیوں نے نہایت شوق سے ملکہ کی تصویر کو دیکھا۔ سفیہن کیا اچھی تصویر ہے گھر میں ملکہ کھڑی

ہیں اصغری بیشک یہ تصویر ہو بہو ملکہ کی ہے لو دیبہ کے چہرہ سے ملا کر دیکھو کتنا فرق ہے یہ تصویر
ہاتھ کی بنائی ہوئی نہیں ہے ایک آئینہ ہوتا ہے اسکو کچھ مصالحہ لگا کر سامنے رکھدیتے ہیں خود بخود
جیسے کا تیسا عکس اتر آتا ہے سفیہن حسن آرا نے لندن کو پانچ ہزار کوس معہ بتایا تو یہ لوگ یہاں سے وہاں تک
آتے جاتے ہونگے اصغری نہیں سمندر سمندر ایک مہینہ میں با فراغت پہنچ جاتے ہیں سفیہن اسکے ہے سمندر
ہو کر جانا پڑتا ہے انگریزوں کے بھی کیسے دل ہیں انکو سمندر سے ڈر نہیں لگتا میرے تو سمندر کا نام سننے
سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اصغری خانم سمندر سے ڈرنیکی کیا بات ہے مزے سے جہاز پر بیٹھ
لیا اچھا خاصہ خانہ رواں بن گیا سفیہن اتنے بڑے استانی جی ڈوبنے کا کیسا بڑا کھٹکا ہے تو بار
سال کی بات ہے کہ نواب قطب الدین خان کے ساتھ میری خلیا ساس حج کو گئی تھیں کچھ ایسی ٹھہری
کی گئیں کہ پھر لوٹ کر آنا نصیب نہوا اصغری خانم اتفاق کی بات ہے جہاز کبھی کبھار ڈوب بھی
جاتے ہیں اگر خدانخواستہ آئے دن ڈوبا کریں تو سفر دریا کا کوئی نام نہ لے اب تو دریا کا راستہ
خشکی کی سڑکوں سے زیادہ آباد ہو رہا ہے ہزاروں لاکھوں جہاز رات دن آتے جاتے رہتے ہیں
انکی بیوی بچے اور کل انگریزی اسباب جہاز کی راہ یہاں آتا ہے سفیہن انگریزوں کی عورتوں کا کیا ذکر وہ تو
کچھ اور ہی طرح کی عورتیں ہیں ہماری انکی کیا ریس وہ تو باہر پھرتی ہیں سنتی ہوں کہ ننھے ننھے بچوں کو ولایت
بھیجدیتی ہیں اور انکا دل نہیں کڑھتا نہیں معلوم کس قسم کی مائیں ہیں کیونکر ان کے دل کو صبر آتا
ہے پھر باہر کی پھرنیوالیاں اور یوں کے دل انکو ایک سمندر کیا ہوا پر اڑنا بھی کچھ مشکل نہیں
اصغری خانم باہر پھرنیکی جو تم نے کہی تو انکے ملک میں پردہ کا دستور نہیں غدر کے دنوں میں ہم
لوگ ایک گاؤں میں بھاگ کر گئے تھے وہاں بھی پردہ کا دستور نہ تھا سب کی بہو بیٹیاں باہر نکلتی تھیں
لیکن میں چار مہینے وہاں رہی باہر کی پھرنیوالیوں میں وہ شرم و لحاظ دیکھا خدا ہم سب پردہ والیوں کو
نصیب کرے اور بچوں کو ولایت بھیجدیتے ہیں کیونکر سمجھیں کہ اولاد کی محبت نہیں البتہ ان لوگوں کی محبت عقل کے
ساتھ ہے ہماری ماؤں کی طرح باؤلی محبت نہیں کہ اولاد کو پڑھنے سے روکیں ہنر حاصل کرنے سے باز رکھیں نام کو
تو محبت اور حقیقت میں اولاد کے حق میں کانٹے بوتے ہیں اولاد کو ناہموار اٹھاتی ہیں اور محبت کا نام بد
کرتی ہیں یہاں پہنچکر سب نے سکوت کیا اور فضیلت نے اپنی کہانی شروع کی ور اس بادشاہ کو کوئی
بیٹا نہ تھا اکیلی ایک بیٹی تھی بادشاہ نے یہ سمجھکر کہ میرے بعد یہی لڑکی وارث سلطنت ہوگی اس لڑکی کو خوب

پڑھوایا لکھوایا اور سلائی کا قانون قاعدہ سب اسکو اچھی طرح سکھایا اور اپنے جیتے جی اسکو
ملک کا کام سونپے یا فضیلت یہانتک پہنچی تھی کہ اصغری خانم نے کہا بوا تم چھپ چھپ کہانی کہتی
جاتی ہو اور میری ملیں لو چھپے کو ہزار من باتیں بھری ہیں پر کیا کروں منہ تو ہی چکنے پر آیا مجھکو عالیہ
کے گھر جانا ضرور ہے شام کیوقت کسی کے گھر عیادت کو جانا بھی منع ہے میں تو اب ٹھہر نہیں سکتی
تم لڑکیاں آپس میں کہو سنو اور سفیہن سے کہا بوا اللہ بیلی ہیں تو جاتی ہوں تمہارا دل چاہے تو تم بیٹھی ہو
یا کل پھر آجانا یہاں تو روز یہی ہوا کرتا ہے غرض اصغری خانم تو عالیہ کے گھر روانہ ہوئیں اور سفیہن ادا ایسی
رجھیں کہ پہر رات تک لڑکوں میں بیٹھی رہ گئیں اصغری خانم کے پیچھے محمودہ اور حسن آرا نے کہانی کے بیچ میں
خوب خوب مزے کی باتیں نکالیں اس بیان سے اصغری کے مکتب کا انتظام اور اسکی تعلیم و تلقین کا طریقہ
بخوبی ظاہر ہے اصغری بیشک حسن آرا کو بہت چاہتی تھی اور اس سے زیادہ اپنی نند محمودہ کو حسن آرا کو
اس خوبی سے پڑھایا کہ دو برس میں فارسی پڑھنے لگی اور اردو میں خط لکھ بھیجتی تھی وہ بد مزاجی حسن آرا کی
باقی رہی نہ وہ چھچھورا پن بڑی غریب لکھی پڑھی ہنس مکھ بیٹی نکلی جمال آرا کا بھی مکان اجڑا ہوا گھر اصغری
کی بدولت خدا نے پھر آباد کیا لیکن یہ تمام قصہ دوسری کتاب میں لکھا جائیگا خلاصہ یہ کہ حکیم جی کا تمام
گھر چھوٹے بڑے اصغری کے پاؤں دھو دھو کر پیتے تھے سلطانہ بیگم نے لاکھ لاکھ حکمتیں کیں اصغری کچھ
لے مگر اس خدا کی بندی نے کچھ نہ لیا جب حسن آرا کا بیاہ ہونیلگا تو بڑے حکیم صاحب نے مولوی
محمد فاضل کو دبا ڈالا اصغری کو ہزار روپیہ کے جڑاؤ کڑے دیئے اور کہا سنو تم میری پوتی اور
نواسی کی برابر ہو میں تمکو استانی گری کی رو سے نہیں دیتا بلکہ اپنا سمجھکر دیتا ہوں ادھر مولویصاحب نے سمجھایا
تو اصغری نے کڑے لے لئے بیان میں ہم دوسری کتاب لکھنے لگے ادھر تو اصغری اپنے مکتب میں مصروف
تھی ادھر محمد کامل بیروزگاری سے گھبراتا تھا ایک دن اصغری سے کہنے لگا کہ اب میرا جی بہت گھبراتا ہے
اگر تمہاری صلاح ہو تو میں تحصیلدار صاحب کے پاس پہاڑ پر چلا جاؤں اور انکے ذریعہ سے نوکری
کی تلاش کروں اصغری نے تھوڑی دیر تامل کرکے کہا کہ نوکری کرنی تو بہت ضروری ہے آخر اسکو
تم دیکھتے ہو کیسی تنگی سے گھر میں گذر ہوتی ہے ابا جان اب بہت بڈھے ہوئے مناسب ہے کہ وہ گھر میں
بیٹھیں اور تم کما کر انکی خدمت کرو علاوہ اسکے محمودہ بڑی ہوتی جاتی ہے میں اسکی منگنی کی فکر میں ہوں اور
ارادہ یہ ہے کہ بہت اونچی جگہ اسکا بیاہ ہو اور میں تدبیر کر رہی ہوں انشاء اللہ اسی برس میں اسکی بات

ٹھہر ہی جاتی ہے لیکن اس کیواسطے بڑا سامان درکار ہوگا اور اس وقت تک کسی قسم کی کوئی چیز
موجود نہیں بھائی جان دل تنگ ہیں ادھر ایسی تھوڑی سی نوکری ہیں انکی اپنی گذر نہیں ہو سکتی بھوکے ہم
کو کہاں سے دیکھتے ہیں بس سوائے اس کے کہ تم نوکری کرو اور کوئی صورت نہیں لیکن پہاڑ پر جانیکی
میری صلاح نہیں ابا تو تمہارے واسطے کوشش کرینگے اور غالب ہے کہ جلد تمکو اچھی نوکری مل بھی جائیگی لیکن
کسیکا سہارا پکڑ کر نوکری کرنا کچھ ٹھیک بات نہیں چاہے تھوڑی ہو پر اپنی قوت بازو سے ہو ابا
کوئی غیر نہیں ہیں رشتے میں بھی تایا ہیں تم سے اونچا ہو اُن سے لینا ملا یا مانگنا بھی کچھ عیب نہیں ہے پھر بھی جلد
کسیکا احسان مند نہ ہو سا کو آنکھ جھپک جاتی ہے اُنہوں نے منہ پر کہا تو کتنے ہیں اللہ رکھے سو آدمی
ہیں منہ در منہ نہ کہینگے تو پیٹھ پیچھے ضرور کہیں گے کہ دیکھو سسرے کے سہارے سے نوکر ہو گئے محمد کامل نے کہا
پھر کیا کروں لاہور چلا جاؤں اصغری نے کہا لاہور میں کیا ہے رئیس کی سرکار کا خود تباہ حال ہے
ابا جان کو بھی نہیں معلوم پہلے کا لحاظ مانگر کسطرح پچاس روپئے دیتا ہے نئے آدمی کی گنجایش اسکی
سرکار میں کہاں! محمد کامل نے کہا اور بہت سی سرکاریں ہیں اصغری نے کہا جب انگریزی ہو گئی ہیں سب
رئیس اسطرح تباہ ہیں پچھلے نام و نمود کو سب نباہ رہے ہیں اس سے دس پانچ صورتیں انکو یہاں لگی لپٹی رہتی ہیں
سو بھی کیا خاک برسوں تنخواہ نہیں ملتی محمد کامل نے کہا پھر کیا علاج؟ اصغری نے کہا انگریزی نوکری کی
تلاش کرو محمد کامل نے کہا انگریزی تو بے سعی سفارش کے نہیں ملتی ہزاروں لاکھوں آدمی مجھ سے
بہتر بہتر مارے پھرتے ہیں کوئی نہیں پوچھتا - اصغری نے کہا ہاں یہ سچ ہے لیکن جب آدمی کسی
بات کا ارادہ کرے تو خدا پر توکل کر کے نا امیدی کا تصور ذہن میں نہ آنے دے مانا کہ ہزاروں نوکری
کی جستجو میں لاحاصل پھرتے ہیں لیکن جو نوکر ہیں وہ بھی تمہیں جیسے آدمی ہیں اور سو بات کی ایک
بات تو یہ ہے کہ نوکری تقدیر سے ملتی ہے بڑے بڑے لائق دیکھتے رہ جاتے ہیں اور اگر خدا کو دینا
منظور ہوتا ہے تو وسیلہ ہو نہ لیاقت چھپر پھاڑ کر دیتا ہے گھر سے بلا کر نوکر رکھ لیتے ہیں محمد کامل نے
کہا تو غرض یہ ہے گھر بیٹھا رہوں؟ اصغری نے کہا یہ ہرگز میرا مطلب نہیں ہے جہاں تک ہو سکے ضرور کوشش کرنی
چاہیئے محمد کامل نے کہا یہی تو مشکل ہے کہ کیا کوشش کروں اصغری نے کہا جو لوگ نوکری پیشہ ہیں اُن
سے ملاقات پیدا کرو اُن سے محبت بڑھاؤ- انکے ذریعہ سے تم کو نوکری کی خبر لگتی رہیگی اور انہیں کے
ذریعہ سے تم کسی حاکم تک پہنچ جاؤ گے محمد کامل نے یہی کیا نوکری والوں سے ملاقات کرنی شروع کی یہاں تک

سررشتہ دار تحصیلدار جیسے لوگون مین بھی آنے جانے لگا روز کے آنے جانے سے سب کو معلوم
ہوا کہ انکو بھی نوکری کی جستجو ہے یہانتک کہ بندہ علی بیگ نے جو کچہری مین اظہار نویس تھے محمد کامل
سے کہا میان نوکری کی تلاش ہے تو میرے ساتھ کچہری چلا کرو چندے اُمیدواری کرو سررشتہ
کے کام سے واقفیت پیدا کرو حاکمونکو صورت دکھاؤ اسیطرح کبھی نہ کبھی ڈہب لگ جائیگا
محمد کامل کچہری جانے لگا اور بندہ علی بیگ کے ساتھ کام کیا کرتا تھا یہانتک کہ حاکم سے دستخط کرا لاتا
تھا حاکم لوگ اُسکو جاننے لگے اسی اثنا مین چھوٹے چھوٹے عہدہ دارونکی دو چار عوضیان بھی
محمد کامل کو ملگئیں کسی عملے کو رخصت کی ضرورت ہوئی وہ آدھی چوتھائی تنخواہ پر اسکو عوضی دیگیا
یہانتک کہ اتفاق سے ایک ملا روزنامچہ نویس ۲ مہینے کی رخصت پر گیا تھا تین مہینے بعد اُسنے
استعفا بھیجدیا - اور مولوی محمد کامل صاحب اُسکی جگہ مستقل ہوگئے کبھی کبھی صغری سے نوکری کا تذکرہ
آتا تو محمد کامل حقارت کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ کیا واہیات نوکری ہے دن بھر پیسنا اور ملتا نہ اوپر سے
کچھ پیدا ہے نہ آیندہ کو ترقی کی اُمید ہیں تو چھوڑ دونگا صغری ایسے خیالات پر ملامت کرتی کہ
بہت درجہ کی ناشکری تم کرتے ہو وہ دن بھول گئے کہ اُمیدواری بھی نصیب نہتی یا اب سرکار ہو تو قدر
نہیں کرتے گھر کے گھر میں ملا کیا کم ہیں ہم بھائیکو دیکھو کئی برس تک سوداگر کے یہان ملا کی
نوکری کرتے رہو اور جب تم نوکری سے ایسے دل برداشتہ ہو تو تمسے کام بھی کیا خاک ہوتا ہوگا آخر
کو نوکری خود چھوٹ جائیگی اور اسیطرح تھوڑی سے بہت بھی ہو جاتا ہے ہمارے ابا پہلے آٹھ روپیہ کے
نقلنویس تھے اب خدا کے فضل سے تحصیلدار ہیں اور خدا نے چاہا تو اور بھی بڑھینگے اوپر کی آمدنی پر کبھی
بھولکر بھی نظر مت کرنا حرام کے مال میں کبھی برکت نہیں ہوتی تقدیر سے بڑہکر نہیں ملسکتا پھر آدمی نیت
کو ڈانواڈول کیون کرے اگر اس سے زیادہ ملنے والا ہے تو خدا حلال سے بھی دیسکتا ہے غرض صغری
ہمیشہ محمد کامل کو سمجھاتی رہتی تھی یہانتک کہ جس حاکم کے پاس محمد کامل نوکر تھا اُسکی بدلی سیالکوٹ کو ہوگئی
یہ حاکم محمد کامل پر بہت مہربانی کرتا تھا دفتر میں یہ حال معلوم ہوا شام کو محمد کامل گھر آیا تو بہت
افسردہ خاطر تھا صغری نے پوچھا خیریت ہے آج کیون اُداس ہو محمد کامل نے کہا کیا بتاؤن جن صاحب
کی بدلی سیالکوٹ کو ہوگئی ہے وہ اپنے مہربان حال تھے اب کچہری مین رہنے کا مزہ نہیں صغری نے تہوڑی دیر
تک سکوت کیا پھر کہا ہان صاحب کا بدلجانا افسوس کی بات ہے لیکن نہ اسقدر کہ جتنا تمکو ہے دوسرا جو آئیگا

جگہ آویگا خدا اُس کے دل میں رحم ڈال دیگا آدمی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے اصغری نے
پوچھا جیمس صاحب کب جائینگے محمد کامل نے کہا کل شام کی ڈاک میں سوار ہو جائینگے اصغری نے
کہا تم بنگلے پر نہیں گئے محمد کامل نے کہا اب کیا جاتا اصغری نے کہا واہ یہی تو ملنے کا وقت ہے
کچھ نہ ہوگا کوئی چٹھی پروانہ تم کو دیجائینگے محمد کامل نے کہا اچھا صبح کو جاؤنگا۔ بہت
سویرے کپڑے پہن پہنا محمد کامل جیمس صاحب کے بنگلہ پر گیا جیمس صاحب نے کہا محمد کامل ہم اب سیالکوٹ
جاتا ہے ہم تمسے بہت رضی تھا اب تم چاہے تو ہمارے ساتھ سیالکوٹ چلے ہم تمکو وہاں نوکری دیگا
نہیں اپنے پاس سے پندرہ روپئے دیگا محمد کامل نے سوچکر کہا کہ اسکا جواب میں حضور کو پھر حاضر
ہوکر دونگا اپنی والدہ سے پوچھ لوں غرض محمد کامل گھر لوٹ کر آیا تو ذکر کیا جیمس صاحب مجھکو
ساتھ لیے جاتے ہیں محمد کامل کی ماں نے تو سنتے ہی غل مچایا اصغری بھی سنّاٹے میں ہو گئی۔ آخر
محمد کامل نے پوچھا کہ صاحب کو بتاؤ میں جاکر کیا جواب دوں محمد کامل کی ماں بولیں کہ جواب کیا دینا ہے
اب کیا وہ تیرے لئے بیٹھا رہیگا تیرے لئے بیاہی بیٹھا رہا ہے محمد کامل نے کہا نہیں جی میں اقرار
وعدہ کر آیا ہوں اپنے جی میں کہیگا ہندوستانی کیسے خود مطلبی ہوتے ہیں چلتے وقت ہم سے
جھوٹ بولا محمد کامل کی ماں نے کہا اچھا جاکر کہہ آؤ کہ صاحب میرا جانا نہیں ہو سکتا محمد کامل
نے اصغری سے پوچھا کیوں صاحب تمہاری کیا صلاح ہے اصغری نے کہا صلاح اور ہوتی ہے
اور دل کی خواہش اور ہوتی ہے دل کی خواہش تو یہ تھی کہ تم یہاں ہو گھر کا انتظام تمہارے
دم سے ہے آخر گھر میں کوئی مرد بھی چاہیئے اور صلاح پوچھو تو جانا مناسب ہے جب ایک حاکم خود
لے کے تمکو ساتھ لیے جاتا ہے تو ضرور اچھی جگہ پہنچکر تمسے سلوک کریگا محمد کامل نے کہا پانچ روپیہ کچھ اصلی کیا دو
تین سو کوس کا سفر میرا تو دل جانیکو نہیں چاہتا وہ مثل ہے گھر کی آدھی نہ باہر کی ساری اصغری نے
کہا یوں تمکو اختیار ہے لیکن ایسا موقع تقدیر سے ملا ہے پھر ہاتھ نہ آئیگا اور سفر کون نہیں کرتا ہمارے
تمہارے ابا دیکھو ان لوگوں نے عمریں سفر میں بسر کر دیں اور بالفعل پانچ برس نکلنے گئے بھی پیچھے دیکھو
کتنے پانچ ہوتے ہیں اور اگر نہیں جاتے تو پھر نٹھ سے بیدل ہمت ظاہر کرنا محمد کامل نے کہا تو یہاں کی نوکری
کو استعفا دیجاؤں یہ فرض کیا وہاں کچھ صورت نہوئی تو ادھر کا بھی گیا اور اُدھر کا بھی اصغری نے کہا یہ تو
فرض کرنا وہاں کچھ صورت نہ نکلے خلاف عقل ہے جیمس صاحب اتنا بڑا حاکم اور تمکو کام دینا چاہے اور صورت نہ نکلے

مرضی مجھ میں تو نہیں آتا اور پھر استعفا کیوں دو دو مہینے کی رخصت لو محمد کامل نے کہا
ہاں رخصت منظور ہو لی پڑی ہی ہے اصغری نے کہا منظور ہونے کو کیا ہوا اسی جمیس صاحب سے کہو وہ چھٹی لکھ
دیگا غرض اصغری نے زبردستی جو بکر محمد کامل کو جانے پر راضی کیا اپنے پاس سے پچاس روپئے نقد دیئے
اور چھ جوڑے کپڑوں کے بنوا دیئے دیانت کے بیٹے رفیق کو ساتھ کر دیا مولوی محمد کامل سیالکوٹ
تشریف لیگئے ادہر اصغری نے مولوی محمد فاضل صاحب کو یہ تمام حال خط میں لکھا اور یہ بھی لکھدیا
جمیس صاحب سیالکوٹ کو جاتے ہوئے ضرور لاہور ہو کر جائینگے اگر ایسا ہو سکے کہ آپ وہاں اُن سے
ملاقات کرکے انکی سفارش کچھ رئیس سے کرا دیں تو بہت کچھ مفید ہوگا مولوی صاحب نے جمیس صاحب
سے جو کی رئیس کے کچھ دیہات ضلع سیالکوٹ میں بھی تھے مولوی صاحب نے رئیس کیطرف سے صاحب
کی دعوت کی اور رئیس کے باغ میں ٹھیرایا کھانے کے بعد صاحب اور رئیس دونوں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے
تھے کہ مولوی صاحب نے جمیس صاحب سے کہا دہلی کی رعایا کو آپکی مفارقت کا بہت قلق ہے اگرچہ آپ تھوڑے
دو برس دہلی میں حاکم رہے لیکن آپکے انصاف آپکی شرفا پروری سے وہانکے لوگ بہت خوش تھے
ایک بندہ زادہ بھی آپکی خدمت میں حاضر تھا اس کے لکھنے سے سب حال معلوم ہوتا رہتا تھا صاحب
نے پوچھا آپکا رشتہ کا بھی میری کچہری میں تھا مولوی صاحب نے کہا محمد کامل صاحب نے کہا وہ تو ہمارا [illegible]
ایا وہ آپکا بیٹا ہے مولوی صاحب نے کہا آپکا غلام ہے رئیس نے اس تقریب سے صاحب سے کہا مولوی صاحب ہماری
ریاست کے بہت قدیم خدمت ہیں اور ہمارا ہر طرح سے انکی پرورش کرنا ضرور ہی ہے لیکن آپ جانتے ہیں اب
گنجایش نہیں ہے اگر آپ انکے بیٹے کی پرورش فرمائینگے تو ہم آپکے ممنون ہونگے جمیس صاحب محمد کامل کے
حال پر ملتفت تھا ایسے وقت مناسب پر تقریر ہو گئی کہ جمیس صاحب کو بہت خیال ہو گیا اول
تو جوان نو عمر دوسرے شریف تیسرے رئیس کی سفارش چوتھے خود صاحب کا قریب پانچویں لائق غرض محمد کامل
کو حاصل ہو گئے صاحب نے پہلے ہی دن کچہری کرتے ہی محمد کامل کو پچاس روپئے کا نائب سرشتہ دار کیا
اور مولوی محمد فاضل کو خط لکھا کہ بالفعل میں نے آپکے بیٹے کو ضلع کی نوکری دی ہے اور ہم اسکی ترقی
کرینگے آپ رئیس کی خدمت میں اطلاع کر دیجئے مولوی صاحب نے بطور مناسب صاحب کا شکریہ ادا کیا
اور وہ محمد کامل جو کبھی امیدواری کا محتاج تھا اور چھوٹے چھوٹے عہدوں کی خوشامد کرتا تھا اور تھوڑے
دس روپئے کا روزنامچہ نویس تھا اور صلاح کے وعدہ پر اصغری کے [illegible] صاحب کے

ساتھ سیالکوٹ آیا تھا اب ایکدم سے پچاس کا عہدہ دار ہو گیا محمد کامل کی ماں اگرچہ اُسوقت
ناخوش ہوئی تھی پچاس کا نام سنکر انکی باچھیں کھل گئیں اب تو گھر میں چوگنی برکت ہو گئی صغری کا
انتظام اور میں کیجگہ اب ساٹھ روپے مہینا گھر میں آنیلگا کیا پوچھنا ہے محمد کامل آخر ایک ہی برس میں
سرشتہ دار ہو گیا لیکن سرشتہ دار ہونے تک سنبھلا ہوا تھا خرچ بھی برابر آتا تھا خط بھی متواتر چلے
آتے تھے لیکن جوان آدمی تنہا خود مختار ہو کر رہا بُری صحبت لگ گئی بہک چلا خطوں میں کمی ہونی
شروع ہوئی صغری تو بڑی دانشمند تھی سمجھ گئی کہ دال میں کالا ہے بہت دنوں تک صغری فکر میں
رہی کہ اب کیا تدبیر کروں آخر کو سوائے اسکے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ خود جانا چاہیئے بہر حال صغری نے
سیالکوٹ جانیکا مصمم ارادہ کر لیا تھا لیکن تماشا خانم کو صلاح کے واسطے بلایا اور سب حال اُن سے کہا تماشا
خانم نے کہا بوا کوئی دیوانی ہوئی ہے شہر چھوڑ کر اب کہاں سیالکوٹ جاتی پھرو گی بی صغری نے کہا
مجھکو شہر سے کیا مطلب ہیں جنکے ساتھ وابستہ ہوں وہیں شہر ہے تماشا خانم نے کہا کہنے
والے کیا کہینگے ہمارے کنبے میں سے آجتک کوئی باہر نہیں گیا صغری نے کہا اس میں عیب کی کیا بات ہے
آخر یہی کہینگے کہ میاں کے پاس چلی گئی تو برا کیا کیا اور کنبے کی رسم جو پوچھو تو پچھلے دنوں نہ تو ڈاک
تھی نہ ریل رستے آباد تھے عورتوں کا سفر کرنا مشکل تھا اسی سبب سے لوگ نہیں جاتے تھے اب کیا
مشکل ہے اگر آج ڈاک میں بیٹھوں اور خدا اصل خیر رکھے تو پرسوں سیالکوٹ داخل گویا میرٹھ گئے
تماشا خانم نے کہا کیا طلبی کا خط آیا ہے صغری نے کہا خط تو نہیں آیا تماشا خانم بولی بن بلائے تو
جانا مناسب نہیں صغری نے کہا تم مناسب نامناسب دیکھتی ہو اور میں کہتی ہوں کہ اگر میں نہ
جاؤنگی تو گھر برباد ہو جائیگا تماشا خانم نے کہا آپا کیوں گر ہی پڑتی ہو تم کو اُنکی کیا پروا ہے
خدا تمہارے مکتب کو سلامت رکھے تم دس کو روٹی کھلایا کرو گی صغری نے کہا واہ آپکی بھی کیا
سمجھ ہے یہ مکتب تو لیجو اپنا جی بہلانیکو لئے بیٹھا لیا ہے کچھ مجھکو اس سے کمائی کرنی منظور
نہیں خدا جانے تمکو یقین آئے یا نہ آوے آجتک اس مکتب کی رقم سے ایک پیسا اپنے اوپر خرچ نہیں
کیا صرف پچاس روپئے نقد اور بیس روپئے کپڑے کیواسطے تمہارے بھائی جان کو سیالکوٹ جاتے
وقت ضرور دیئے تھے سو بھی قرض حسنہ اور باقی کوڑی کوڑی کا حساب لکھا ہوا موجود ہے عورتوں کی
کمائی بھی کوئی کمائی ہے اگر عورتوں کی کمائی ہی پر گھر چلا کریں تو مرد کیوں جنے ہیں میرا اپنا گھر نہ رہے تو میں جیتے

ایسے دس مکتبوں کے اُجڑنیکی پروا نہیں کرتی۔ تماشا خانم نے کہا ایسی بھری بُری بستیاں ہیں کہاں
جاؤ گی جاڑا آ پہنچا اُسوقت کھلے موسم میں دیکھ لینا صغری نے کہا اتنے سے ہے۔ دیر کرنا تو غضب ہے
اب جو کام سمجھانے سے نکلیگا پھر برسوں جھگڑا دن سے بھی طے نہیں ہوگا۔ تماشا خانم نے کہا اچھی
بہن آپا گھر چھوڑتے ہوئے تمہارا دل نہیں کڑھتا۔ صغری نے کہا کیوں نہیں کڑھتا کیا میں آدمی نہیں
ہوں۔ لیکن یہ تھوڑی دیر کا کڑھنا بہتر یا عمر بھر جلا یا۔ تماشا خانم نے کہا تمنے اپنی ساس سے بھی اجازت
لی۔ صغری نے کہا بھلا وہ اجازت دینگی لیکن ہماری ساس بیچاری سیدھی آدمی ہیں میں سمجھا دونگی تو
یقین ہے نہ روکیں۔ غرض یہ کہ صغری نے اپنا ارادہ اور اُسکے سب وجوہات اپنی ساس سے ایکدن بیان کئے
بات معقول تھی کون گفتگو کر سکتا تھا۔ صغری کا جانا ٹھیر گیا۔ ایک روز جاکر اصغری سب کچھ حال
اپنی ماں سے کہہ آئی اور رخصت ہو آئی مکتب کے واسطے لڑکیوں کو سمجھا دیا کہ محمودہ تم سب کو پڑھا دیگی
بہت دن نہیں صرف دو مہینے کیواسطے جاتی ہوں سب لڑکیاں بدستور آیا کریں۔ رخصت ہونیکی تقریب سے
ابھی آپا کے پاس گئی۔ محمد عاقل نے پوچھا کیوں بھابی تمیزدار بہو تم جاتی ہو مکتب کیا کر چلیں
اصغری نے کہا مکتب اور گھر سب آپکے حوالے کئے جاتی ہوں۔ محمد عاقل نے کہا واہ کیا خوب مجھکو
گھر سے تعلق ہے نہ مکتب سے واسطہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ صغری نے کہا تعلق رکھنا نہ رکھنا سب آپکے اختیار
میں ہے۔ محمد عاقل نے کہا تمیز دار بہو یہ بات تمہارے منہ سے زیبا نہیں بھلا میرا کیا اختیار ہے گھر تمہاری
آپانے چھڑوا دیا رہا مکتب۔ سو لڑکیوں کا ہے لڑکوں کا مکتب ہوتا تو میں خوشی سے سب کو پڑھا دیا کرتا
اصغری نے کہا اب آپا اور آپ دونو چلکر گھر میں رہئیے اماں جان اکیلی ہیں۔ محمد عاقل نے کہا اپنی
بہن کو سمجھاؤ۔ صغری نے کہا سمجھانیکی کیا ضرورت ہے آپا خود جانتی سمجھتی ہیں یہاں اکیلے
آپکو تکلیف ہوتی ہے نہ بچوں کا کوئی سنبھالنیوالا ہے نہ گھر کا کوئی دیکھنیوالا۔ دکھ سکھ آدمی
کیسا ہی ہو پھر جدا رہنا مناسب نہیں اور پچھلی باتیں گئی گذری ہوئیں آپس کی نااتفاقی کیا
اور رنجش کیسی۔ پھر جدا گھر کسکا خوب اچھا تھا اور بہانہ ڈھونڈھتی تھی کہ پھر ساتھ
رہنے کو کوئی کہے۔ فوراً راضی ہو گئی اور اصغری اپنے ساتھ دونوں کو لے آئی۔ محمد کامل کی ماں کو
اصغری کے جانے کا سخت قلق تھا اب اُنکی بھی تسلی ہو گئی کہ خیر ایک ہو گئی دوسری موجود ہے محمودہ
کو البتہ بڑا افسوس تھا مگر کیا ہو سکتا لیکن اصغری نے پھر تو محمودہ کی تسلی کی اور سمجھا دیا کہ اب وہ باتیں نہیں رہیں

ادھر اپنی آپا کو سمجھا دیا کہ محمودہ اب بڑی ہوگئی ہے کوئی سخت بات اسکو نہ کہیے گا مکتب کے واسطے
محمد عاقل سے اتنا کہدیا کہ پڑھانا لکھانا وغیرہ سب محمودہ کر لیا کریگی آپ صرف بالائی انتظام کی
خبر لے لیا کیجیے اور مکتب کی رقم کا حساب کتاب محمودہ کو لکھا دیا غرض اصغری رخصت ہوئیں ڈاک
پر سوار ہوکر سیدھی سیالکوٹ پہنچیں یہاں محمد کامل دفعتاً اصغری کے پہنچنے سے سخت
متعجب ہوا اور پوچھا خیریت ہے کہیں اماں سے تو نہیں لڑ آئیں اصغری نے کہا توبہ کرو
کیا اماں میری برابر کی ہیں کہ میں اُن سے لڑنے جاؤنگی اس چار برس میں کبھی تم نے مجھکو
اُن سے یا کسی سے لڑتے دیکھا ہے یہاں محمد کامل نے خوب ہاتھ پاؤں نکالے تھے اور بری صحبت
میں مبتلا تھا خوشامدی لوگ جمع تھے اور اُسکو اُلو بنائے ہوئے تھے بازار رشوت گرم تھا [illegible]
کا بھی احتراز باقی نہ رہا تھا تیس روپیہ ٹھاٹھ تھے تنخواہ سے چار چند کا معمولی خرچ اگر یہی حال چند روز اور
رہتا ضرور تھا کہ صاحب کو بدگمانی پیدا ہوتی اور آخر کو نوکری جاتی رہتی اچھے وقت اصغری جا پہنچی
فوراً اُس نے ہر طرف سے رخنہ بندیاں کیں اور سمجھایا کہ تم کو خدا نے سو کا نوکر کر دیا اسکا بھی شکر
ہے کہ تم کو اُس پر قناعت نہیں محمد کامل نے کہا جو خوشی سے دے اُس میں کیا قباحت ہے؟
اصغری نے کہا سبحان اللہ روپیہ بھی ایسی چیز ہے کہ کوئی اُسکو بے وجہ خوشی سے دیتا ہے آج کل
لوگ روپیہ کے اسقدر حاجتمند ہیں کہ عزت تک کی پروا نہیں کرتے مگر روپیہ نہیں چھوڑتے
آدمی اپنے اوپر قیاس کرے کہ ہم کسی کو کیا دیا کرتے ہیں ایک زکوۃ کی بھی کچھ اصل ہے سینکڑے
پیچھے ڈھائی روپے یعنی چالیسواں حصہ ہاں اپنے بھی دیتے ہوئے جان نکلتی ہے لوگوں کے پاس ایسا کہاں کا
خزانہ قارون بھرا پڑا ہے کہ وہ تمکو بے مطلب دیئے جاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ کام بگڑتا ہے اب
نہ دینگے تو مقدمہ خراب ہو جائیگا ناچار قرض دام لیکر گھر کا سونا زیور بیچکر رشوت دیتے ہیں محمد کامل نے
کہا میں خود نہیں لیتا پیچھے سے کیا ڈر ہے؟ اصغری بولی اول تو رشوت چھپ نہیں سکتی علاوہ
اسکے فرض کیا کہ آدمی پر ظاہر نہ ہوئی خدا جو ہر وقت دیکھتا ہے وہ تو جانتا ہے بندوں کا
گناہ جمع کرنا اور اپنا پیٹ بھرنا بڑی بیباکی کی بات ہے غرض بہت سمجھا کر اصغری نے
محمد کامل سے توبہ کرائی چند روز رہکر اصغری نے پوچھا یہ آدمی جنکو باہر کھانا جاتا ہے کون لوگ ہیں؟
محمد کامل نے کہا [illegible] سید [illegible] غرض غریب الوطن ہیں [illegible] کہا اچھا جب سے تمہاری

نوکری لگے تب تک میرے پاس رہے صغری نے پوچھا پھر اب تک اُنکو نوکری نہیں ملی؟ محمد کامل
نے کہا نوکری تو ملتی ہے لیکن انکی حیثیت سے کم ہے صغری نے کہا جب اُن کی حالت یہان
تک پہنچی ہے کہ دوسرے کے سر پڑے ہوئے روٹیان کھاتے ہیں تو حیثیت سے کیا بحث ہی
تھوڑی بہت جو ملے کر لیں محمد کامل نے کہا خدا جانے تم کیا کہتی ہو عزت سے گھٹ کر
کیونکر لیں صغری نے کہا کم درجہ کی نوکری تو بیعزتی ہوتی ہے اور دوسرے کے سر دھئی
دینے میں بیعزتی نہیں جب ان لوگوں میں اتنی عزت نہیں تو اور عادتیں بھی ضرور انکی بری
ہونگی انکا ساتھ اچھا نہیں ضرور تمہارے نام سے کچھ لیتے بھی ہونگے ان سے کہو یا نوکری کریں
یا رخصت ہوں محمد کامل نے کہا میری مروت تو مقتضی نہیں ہوتی کہ میں جواب دون
صغری نے کہا جب اُن میں مروت نہیں تو تم میں مروت کا لحاظ کیون ہے؟ اگر ہم سوچے تو
اپنے میں بہت غریب ہیں اُن کا حق مقدم ہے غیروں کو اور غیروں میں سے بھی ایسونکو
[illegible] کیا فایدہ؟ یہ ضرور نہیں کہ تم سختی سے جواب دو کسی طور پر ان کو سمجھا دو خلاصہ یہ
کہ محمد کامل کے رشید خان تھے صغری نے حکمت عملی سے اُن کو نکلوا دیا نوکروں میں سے
جو بد وضع تھے چھانٹ چھانٹ کر نکالے لئے اور ڈیڑھ برس صغری نے رہکر اندر باہر سب
انتظام درست کر دیا اب میان سلم کی شادی ہونیوالی تھی صغری کی طلب میں خط گیا اور
تماشا خانم نے بہت اصرار کیساتھ لکھا از بسکہ بہت دن ہو چکے تھے صغری نے دہلی آنیکا ارادہ کیا
لیکن یہ دل میں سوچی کہ محمد کامل کو اکیلا چھوڑ جانا مصلحت نہیں محمد کامل سے کہا کہ مسافرت میں
تمہارا رہنا مناسب نہیں کوئی رشتہ دار ساتھ رہنا ضرور ہے سو بہتر ہے کہ تم اپنے خالہ زاد بھائی
محمد صالح کو بلا لو وہ تمہارے پاس کچہری کا کام بھی سیکھے گا اور پڑھیگا بھی شاید کہیں اسکی نوکری بھی
لگ جائے امیر بیگم کو خط لکھا اور صغری کے رہتے رہتے تک محمد صالح پہنچ گیا یہ لڑکا نہایت درجہ کا نجیب تھا
اور محمد کامل سے صرف دو برس چھوٹا تھا اب صغری کو اطمینان ہوا تو سیالکوٹ سے رخصت ہو لاہور
پہنچی یہان محمد فاضل صاحب کے پاس ایک ہفتہ مقیم رہی مولوی محمد فاضل صاحب کی عمر
قریب ساٹھ برس کے تھی اور مختاری کی نوکری میں محنت بہت تھی روز بلا ناغہ سب
حاکموں کی کچہری میں جا کر اپنے مقدمات کی خبر لینا اور صبح و شام موکلوں میں جانا بیچارے مولویصاحب

رات کو آتے تو بہت تھک جاتے تھے اصغری نے کہا ابا جان آپکی عمر اس محنت کے قابل نہیں
مناسب ہے کہ آپ گھر بیٹھنے کی فکر کیجئے ایک کتاب میں میں نے پڑھا ہے کہ انسان عمر کے تین
حصے کرے پہلا حصہ بچپن کا اور دوسرا دنیا کے کاموں کے بندوبست کا اور تیسرا آرام اور یاد الٰہی
کا سو اب آپ گھر چلکر آرام سے بیٹھئے مولوی صاحب نے کہا اول تو نوکری نہیں چھوڑتا دوسرے آخر
میری جگہ کوئی کام کرنیوالا بھی چاہیئے اصغری نے کہا رئیس سو جب آپ اپنی ضعیفی کا عذر کیجئے گا
تو غالب ہے کہ مان جائے اور کام کرنیکو بھائی جان کیا کم ہیں مولوی صاحب نے کہا وہ کچہری کا
قاعدہ کیا جانے اصغری نے کہا چندروز انکو بلا کر ساتھ رکھو دیکھنے بھالنے سے سب معلوم ہو جائیگا
وہ تو مولوی آدمی ہیں نہ لوگ تو دو چار فارسی کی کتابیں پڑھکر کچہری کی نوکری کرنے لگتے ہیں
مولوی صاحب کو اصغری کی بات پسند آئی۔ اصغری تو دلی پہنچی اور مولوی صاحب نے محمد عاقل کو بلا
بھیجا چندروز میں محمد عاقل نے باپ کا سب کام اٹھا لیا اور رئیس کو اپنی خدمت سے خوش کیا مولوی
صاحب نے رئیس سے کہا اب یہ لڑکا حضور میں حاضر ہے آزاد فرمائیے ع رسم است کہ مالکان تحریر آزاد
کنند بندۂ پیر را رئیس دل کا بڑا اچھا تھا بیس روپئے تاحیات مولوی صاحب کی پنشن کردی اور بعوض
کیجگہ محمد عاقل کو پوری تنخواہ پر رکھ لیا۔ اصغری دلی میں آئی تو اسنے محمودہ کا فکر لیا حسن آرا جبسے
اپنے گھر آئی ہوئی تھی۔ اور انہیں دنوں جمال آرا بھی سسرال سے چھوٹی بہن سے ملنے آئی تھی حکیم جی
تو تمام گھر اصغری کا مرید تھا دونوں بہنیں اصغری کے آنیکی خبر سنکر دوڑی آئیں ہر طرح کی باتیں ہوتی
رہیں جمال آرا نے کہا استانی جی کیسا جی تم بن پڑا تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا بھلا حسن آرا تو
تمہاری شاگرد ہیں لیکن میں شاگردوں سے بھی زیادہ ہوں میرا اجڑا گھر تمہیں نے بسوایا۔ اصغری نے کہا
میں کس لائق ہوں جمال آرا نے کہا واہ استانی جی میں تو جیتے جی تمہارا سلوک نہیں بھولونگی اور کیا کروں
تم ہم لوگوں کی خدمت کسیطرح قبول نہیں کرتیں نہیں تو میں اپنی کھال کی جوتیاں تمکو بنوا دیتی تب بھی
شاید تمہارا حق نہ ادا ہوتا اصغری نے کہا اول تو کچھ خدمت مجھسے بن نہ پڑی اور اگر باقتضائے
ستاری کوئی کام آپکو پسند ہوا ہو تو بیگم صاحبہ آپکو خدا نے سب قابل بنایا ہے ہم غریبوں کا خوش
کر دینا کون بڑی بات ہے حسن آرا بولی آئے ہے استانی جی تم اپنے منہ سے کیسی بات کہتی ہو
اصغری نے کہا سنو بوا حسن آرا استانی گری اور شاگردی تو اب باقی نہیں وہ نسبت تا

بی اب اللہ کے تم بیاہی گئیں ادھر تو تم پوتی ہو ٹکی امیر اور امیروں کی سرتاج ادھر
سردار سرداروں کی بیٹی بہو اب اس شہر میں تم سے بڑھ کر تو دوسرا امیر نہیں تم تک پہنچ کر جو
آدمی محروم رہے تو اس کی قسمت کا قصور ہے۔ حسن آرا نے کہا اچھی استانی جی بات کیا ہے اصغری نے کہا
بڑا مشکل کام ہے تم وعدہ کرو کہ مجھ کو نا امید نہ کرو گی تو میں کہوں۔ حسن آرا اور جمال آرا نے جانا کسی
نوکری چاکری کے واسطے کہیں گی۔ دونوں نے کہا استانی جی خدا کی قسم تمہارے واسطے ہم دل و جان سے حاضر
ہیں اور ہم کو تو بڑی تمنا ہے کہ تم ہم سے کچھ فرمایش کرو۔ اصغری نے کہا وہ کام میرے نزدیک تو بہت بڑا
ہے لیکن اگر آپ دونوں صاحب دل سے آمادہ ہوں تو کچھ بڑا نہیں۔ دونوں بہنوں نے کہا استانی
جی خدا جانتا ہے تمہارے کرنے کا کام ہو تو ہم کو ہرگز دریغ نہیں۔ جب خوب پکا وعدہ کر لیا تو اصغری نے
کہا میری یہ آرزو ہے کہ محمودہ کو اپنی فرزندی میں قبول کرو۔ یہ سنکر دونوں بہنوں نے سکوت اختیار
کیا پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں جب دونوں اٹھنے کو ہوئیں تو اصغری نے ایک ہاتھ سے
حسن آرا کا دوپٹہ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے جمال آرا کا اور کہا کہ میں اپنا حق اب لڑ جھگڑ کر لونگی اور
جب تک محمودہ کا دل پیدا نہ ہو گا خدا کی قسم جانے نہ دونگی۔ حسن آرا بولی استانی جی بھلا اس میں ہمارا کیا
اختیار ہے اور بھی تو ارجمند خاں لڑکا ہے دوسرے ابھی بات کچھ نہیں ماں باپ کے ہوتے بہنوں کو کیا دخل
اصغری نے کہا بڑی اور بیاہی ہوئی بہنیں بھی ماں کے برابر ہوتی ہیں اور رشتے ناتے بے سب کی
صلاح کے نہیں ہوتے ایسا ممکن نہیں کہ تم سے مشورہ نہ ہو۔ حسن آرا نے کہا ابھی ہمارے یہاں تو
کچھ ذکر مذکور کہیں کا نہیں ہے۔ اصغری نے کہا تم کو معلوم نہ ہو گا علوی خاں کے یہاں رقعہ گیا تھا واپس آیا۔
جمال آرا نے کہا استانی جی تم نے سنا ہے تو کیا ہو گا مگر ہم سے اس معاملہ میں کچھ بات نہیں ہوئی۔
علوی خاں میں کیا برائی تھی خدا جانے رقعہ پھر واپس کیوں لیا۔ اس طرح بات میں بات اور ہونے لگی
اصغری نے کہا صاحبو میرا مطلب یا جاتا ہے ہاں نا کا جواب مجھ کو دیجئے۔ جمال آرا نے کہا استانی جی
بھلا ہم کیونکر حامی بھر سکتے ہیں؟ اصغری نے کہا دولت. صورت. سیرت تین چیزیں ہوتی ہیں دولت
ہم غریبوں کے پاس نام کو نہیں ہے سیرت سو بوا حسن آرا تم محمودہ سے بخوبی واقف ہو دو برس تمہارا
اس کا ساتھ رہا تم سچ کہنا شرم و لحاظ ادب قاعدہ نیک بختی ہر کام کا سلیقہ اور ہنر لکھنا پڑھنا سینا
پرونا پکانا یہ سب باتیں محمودہ میں ہیں یا نہیں کچھ اسی پر موقوف نہیں کہ محمودہ میری شاگرد ہے

اصغری کا اپنی نند محمودہ کی نسبت ٹھہرانا یعنی تجویز کرنا اور حسن آرا کے بھائی ارجمند خاں کے ساتھ منسوب کرنے کا فکر کرنا۔

وہ لڑکی کچھ خدا نے بہمہ صفت موصوف پیدا کی ہے کیوں بوا حسن آرا میں جھوٹ کہتی
ہوں تو بوبوا حسن آرا نے کہا استانی جی بھلا چاند پہ کوئی خاک ڈال سکتا ہی ؟ محمودہ بیگم ماشاءاللہ
بڑے گھروں میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں بھلا کوئی محمودہ بیگم کا پاسنگ تو ہوے صغری نے کہا
او صورت سوناک کان جیسے آدمی میں ہوتے ہیں محمودہ میں بھی ہیں وہ بھی آدمی کا بچہ ہے
جوان ہوئے پر کچھ اس سے زیادہ صورت نکل آئے گی جہاں آرا بولی لے استانی جی محمودہ
بیگم کو آدمی کا بچہ کہتی ہو خدا کی قسم جو کا بچہ ہے بڑے گھروں میں اونچی دوکان پھیکا پکوان ہم
تو کوئی صورت دار نہ دیکھا ہم دونوں بہنیں موجود ہیں خدا کی قسم بعض لونڈیاں ہم سے اچھی ہیں
اور محمودہ تو چندے آفتاب چندے ماہتاب اس صورت کے آدمی کہاں نظر آتے ہیں صغری
نے کہا پھر بوا سوائے خوبی کے اور ہم میں کیا برائی ہی اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات ہی لیکن علی نقی
خاں مرحوم کو دو چار پشتیں نہیں گزریں آخر ہم بھی انہیں کے نام لیوا ہیں دونوں بہنوں نے
کہا استانی جی تم ہماری سرتاج ہو اور ہم تم کیا دو ہیں ؟ ایک ذات ایک خون صغری نے کہا
پھر کیا تامل ہی ؟ میری درخواست کو قبول فرمایئے حسن آرا نے کہا اچھا استانی آج ہم اماں
مذکور اماں سے کرینگے صغری نے کہا مذکور نہیں مذکور تو میں بھی کر سکتی ہوں بلکہ ویسے مدد کرو اور
اب یہ بات چھڑی ہی تو ایسا ہو کہ پوری ہو جائے دونوں بہنوں نے وعدہ کیا کہ استانی جی جیسا آپکا
ارادہ ہی انشاءاللہ ویسا ہی ہوگا غرض اسوقت دونوں بہنیں رخصت ہو گئیں اگلے دن صغری خود
سلطانہ بیگم سے ملنے کو گئی۔ دو سو روپے کا بہت عمدہ شالی رومال جو سیالکوٹ سے لائی تھی سلطانہ
بیگم کو نذر دیا سلطانہ بیگم نے کہا استانی جی تم ہم کو بہت شرمندہ کرتی ہو ہم کو تمہاری خدمت کرنا
چاہیے نہ کہ الٹا لیں ؟ صغری نے کہا یہ رومال میں نے صرف آپکے واسطے فرمایش کر کے بنوایا اس کو آپ
قبول فرمایئے ڈیڑھ برس سے اسی امید میں میری گٹھری میں بندھا تھا کہ دہلی چلکر میں خود پیش کرونگی۔
سلطانہ بیگم نے کہا میں اسکو بطور تبرک کے لیے لیتی ہوں لیکن مجھ کو خدا کی قسم شرم آتی ہی کبھی
آپنے بھی تو کچھ فرمایش کی ہوتی کہ میرا جی خوش ہوتا اتنا سہارا پاکر اصغری نے دست بستہ کھڑے
ہو کر اپنا مطلب بیان کیا سلطانہ بیگم نے کہا اچھا استانی جی آپ بیٹھئے تو سہی اصغری نے کہا میں اب
اپنی مراد پا کر بیٹھونگی سلطانہ بیگم نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور کہا کہ بیٹیوں کے کام مشکل کام ہیں کہاں کے یہاں سے

دمڑی کا پیالہ لیتے ہیں تو ٹھونک بجا کر لیتے ہیں اور یہ تو عمر بھر کی کمائیوں کے ہو پار ہیں سوچ سمجھ کر
صلاح و مشورہ ہو کر کرنا چاہیے آپنے ذکر کیا اب میں انکے باپ اور اپنی بڑی بہن سے اور کنبہ سے
اور دو چار آدمیوں سے صلاح کروں پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا اور ابھی تو ارجمند لڑکا ہے اسکے
بیاہ کی کیا جلدی ہے اصغری نے کہا حوصلے سے بڑھ کر میں نے سوال کیا ہے جس طرح مصر میں
کوئی بڑھیا عورت سوت کی انٹی لیکر حضرت یوسف کی خریدار بنی تھی اس طرح میرے پاس بجز
اور عاجزی کے سوا کچھ دینے کو نہیں ہے اب صرف آپکی مہربانی درکار ہے ہر چند سلطانہ بیگم نے
زبان سے کچھ نہ کہا لیکن انداز سے معلوم ہوا کہ بات ناگوار نہیں ہوئی چلتے ہوئے اصغری جہاں آرا
اور حسن آرا سے کہتی گئی کہ اب اس کا نباہ آپ لوگوں کے اختیار میں ہے اصغری کے جانیکے بعد
دونوں بہنوں نے محمودہ کی حد سے زیادہ تعریف کی سلطانہ تو نیم راضی ہو گئی لیکن شاہ زمانی بیگم
کی ایک بیٹی تھی دلدار جہاں اور شاہ زمانی کا یہ ارادہ تھا کہ ارجمند سے اپنی بیٹی کی منگنی کرے
[illegible] غنیمت تھا کہ ابھی شاہ زمانی نے اپنی بہن سے اسکا تذکرہ نہیں کیا تھا جب اصغری
نے محمودہ کی نسبت گفتگو کی تو سلطانہ بیگم نے شاہ زمانی بیگم سے پچھوا بھیجا کہ آپکے نزدیک یہ بات
کیسی ہے؟ شاہ زمانی یہ بات سنکر بہت گھبرائی اور اس فکر میں ہوئی کہ محمودہ کی بات دب جائے تو
دلدار جہاں کی بات ٹھہرا دوں اسوقت کہلا بھیجا کہ سوچ کر جواب کہلا بھیجونگی اگلے دن خود بدولت
آموجود ہوئیں اور جب ذکر چلا تو سلطانہ سے کہا۔ کہاں تم کہاں مولوی صاحب زمین آسمان کا کیا جوڑ
یہ بات یہاں کون لایا تھا؟ سلطانہ نے کہا استانی جی۔ شاہ زمانی نے کہا میں خود استانی جی
کے پاس جاتی ہوں جہاں آرا کو ساتھ لے اصغری کے پاس گئیں اور کہا استانی جی تم اتنی بڑی
تو عقلمند ہو اور تم اتنا نہ سمجھیں کہ رشتہ ناتا برابر کے ساتھ ہوتا ہے۔ علوی خاں کے گھر سے سبحان
اللہ رقعہ پھرا اُنھوں نے سونے کا چھپر کٹ نہیں مانا بھلا تم محمودہ کو کیا دوگی؟ اصغری نے کہا بیگم
صاحب میں نے تو لڑکی کے بیاہ کیواسطے ایک بات کہدی تھی کچھ لڑکی کے مول تول کا پیام نہیں
دیا شہر میں اگرچہ کل رسمیں بگڑ گئی ہیں لیکن بیٹے بیچنے کا چلن تو کہیں نہیں سنا جو بیٹی دیگا وہ کیا اٹھا
رکھیگا۔ باقی رہی برابری سو ظاہر ہے کہ دولت کے اعتبار سے ہم کو کچھ اعتبار نہیں علوی خاں کی
چوتھائی بھی یہاں نہیں لیکن آپنے لڑکا بیاہنا ہے آپکو جہیز کا کیا فکر۔ لڑکی دینی ہو تو انسان یہ بھی

سوچ کرے کہ بھائی لڑکے کا گھر دیکھے یا کوئی غریب ہوا اور بہو کے جہیز پر ادھار کھا کر کہے تو وہ
اسکا فکر کرے آپ تو بیٹی لیتی ہیں اور سب کچھ خدا کا دیا ہوا آپکے یہاں موجود ہے آپکو تو لڑکی چاہئے
سو لڑکی آپکی دیکھی ہوئی ہے کوئی حال اسکا آپ سے مخفی نہیں ذات جو کچھ بری بھلی ہے آپکو معلوم ہے
شاہ زمانی نے کہا کیا ہوا پھر بھی جوڑ دیکھ کر بات کی جاتی ہے اصغری نے کہا بیگم صاحب خطا
معاف اب جوڑ کہاں ہے جوڑ تو اون دنوں تھا جب علی نقی خاں نے اسی گھر میں بہن کو بیاہ دیا
تھا اور اب بھی یہ وہی گھر ہے کہ بیٹی بیٹے کیواسطے بھی جوڑ نہیں اب کیا اس گھر میں کیڑے پڑ گئے
ہیں دولت نہیں سو یہ بڑا بول خدا کو نہیں بھاتا اصغری نے شاہ زمانی بیگم کو ایسا آڑے ہاتھوں
لیا کہ بات بن نہ پڑی اور شاہ زمانی بیگم نے کہا استانی جی تم خفا ہوتی ہو اصغری نے کہا میری
کیا مجال ہے مجھکو تو امید تھی کہ آپ اس بات میں امداد کیجئے گا نہ کہ خود آپکو ناگوار ہے شاہ زمانی نے
کہا استانی جی میرا ماننا یا بھلا لگنا نہیں ہے۔ اصغری نے کہا دولت میں ہم جوڑ نہیں ان بیچاری
کا دعوی ہے جہیز میں انشاءاللہ وہ ہماری بات ٹھہرینگے کیا سنا ہے بات میں وہ کم ہیں بات
میں ہم کم ہماری بھی یہ وہ ہے چراغ لیکر ڈھونڈتی پھرینگی تو نہ ملے گی شاہ زمانی بیگم نے کہا
استانی جی اقبال مند خاں کے لڑکے کا رقعہ کیوں نہیں منگوا لیتیں اصغری نے کہا میں نے سنا تھا کہ
آپکے گھر بات ہو رہی ہے اس سے میں نے کچھ خیال نہیں کیا اور رقعہ منگا کیا کمی ہے لڑکیوں کو لڑکے
بہت اور لڑکوں کو لڑکیاں بہتیری میں نے سوچا تھا کہ مہر اور دولت کا ساتھ ہے جہیز امیروں کو قابل
ہے اور امیر اسکو بیاہیں بات ٹھہر جائے تو دونوں کے لیے اچھا ہے لیکن اگر منظور نہیں تو آپ
دلدار جہاں سے نسبت کر دیجئے شاہ زمانی نے کہا ابھی دلدار بچہ ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس کو
غیر جگہ دوں رشتہ میں رشتہ بدلطفی سے خالی نہیں ہوتا شاہ زمانی تو یہ کہکر رخصت ہوئیں حسن آرا
بیٹھی رہ گئی۔ خالہ نے کہا بیٹا چلو۔ حسن آرا نے کہا آپ چلئے میں استانی جی سے کئی برس میں
ملی ہوں باتیں کرونگی۔ جب شاہ زمانی چلی گئیں تو حسن آرا نے کہا استانی جی اماں تو راضی بھی
ہیں یہی حضرت بات کو بگاڑ رہی ہیں منہ سے انکار کرتی ہیں تو کرنے دو ان کا مطلب یہی ہے
کہ دلدار کی بات ٹھہر جائے اصغری نے کہا اب تقدیر کی بات ہے بھلا اسکے ہوتے ہماری
کیا اصل ہے لیکن بوا حسن آرا میں نے تو کوئی بیجا بات نہیں سوچی تھی پیوند میں پیوند

دیکھ لیا تھا تمہارا اِتنا بڑا گھر اور اللہ آمین کا ایک لڑکا جو کچھ مال و متاع ہے سب اسی کا ہے
پس اتنے بڑے کارخانہ کے سنبھالنے کو بھی بڑی عقل درکار ہے اور بڑا سلیقہ چاہیے محمودہ غریب
کی ہے تو کیا ہے اللہ رکھے حوصلہ و سلیقہ امیروں جیسا ہے گھر میں اگر کوئی بے سلیقہ آئی اور جہیز
کے چھکڑے لائی تو کس کام کے اس کو جہیز کا رکھنا اٹھانا مشکل پڑ جائیگا تمہارے گھر کا انتظام کیا
کر سکے گی محمودہ تو ماشاء اللہ ملک کا انتظام کرنے والی ہے پھر بوا حسن آرا یہ بات بھی سوچنی چاہیے
کہ رشتہ ناتہ کس غرض سے ہوتا ہے؟ دنیا میں جہاں تک ہو سکے میل ملاپ کو بڑھانا چاہیے گھر کے
گھر میں نسبت ناطہ کر لیا تو کیا شادی بیاہ جب کرے غیر جگہ حسن آرا بولی استانی جی میں نے اور آپا نے
خوب طرح پر اماں سے کہا ہے اور اب یہ سب باتیں میں اماں سے اور کہونگی امید تو ہے کہ یہی بات
ہو رہے غرض صغری نے یہ سب پٹی پڑھا کر حسن آرا کو رخصت کیا وہاں شاہ زمانی نے سلطانہ سے
جا کر کہا بوا میں نے تو استانی جی کے منہ پر صاف کہہ دیا کہ تمہارا ان کا جوڑ نہیں آدمی کو سمجھ کر منہ سے
بات نکالنی چاہیے لیکن بیچ یہ آپڑا تھا کہ شاہ زمانی اپنے منہ سے اپنی لڑکی کے واسطے نہیں کہہ سکتی تھی
شاہ زمانی کے دل میں تو یہ بات تھی لیکن یہ سمجھے ہوئے تھی کہ مردوں مردوں یہ بات طے ہو جائیگی
اب محمودہ کی بات میں غریبی پر بڑا اعتراض تھا آخر شاہ زمانی سے الگ ہو کر سلطانہ بیگم نے اپنی
دونوں بیٹیوں سے جو صلاح کی تو حسن آرا نے کہا اماں بات صاف تو یہ ہے کہ خالہ اماں دلدار کیواسطے
تجویز کرتی ہیں سلطانہ نے کہا بھلا ارجمند سے بھی تو پوچھنی ہے، پوچھو۔ جمال آرا نے بھائی کو
بلایا اور کہا کیوں بھائی تمہاری شادی بیاہ کی تجویز ہو رہی ہے تم بھی تو کچھ بولو دلدار جہاں سے
راضی ہو؟ ماں کے منہ پر لحاظ کے سبب ارجمند کچھ نہ بولا لیکن اشارے سے اپنی بہنوں سے انکار کیا۔
جمال آرا اور حسن آرا کو حجت ہو گیا۔ حسن آرا نے کہا صورت شکل، ہنر، سلیقہ۔ یہ باتیں تو محمودہ کے
پاسنگ بھی کسی لڑکی میں نہ ملینگی اس کا ذمہ میں کرتی ہوں ہاں چاہو سونے کا چھپر کھٹ لے سو
یہ ان بیچارے غریبوں کے پاس کہاں سلطانہ بولی اصل تو لڑکی کا دیکھنا ہے خدا کے فضل سے
ہمارے گھر میں خود کسی چیز کی کمی نہیں ہم کو بھاری جہیز لیکر کیا کرنا ہے؟ جمال آرا نے کہا پھر کیا
تامل ہے بسم اللہ حسن آرا نے کہا گو غریبی ہے لیکن استانی جی بڑی چال کی آدمی ہیں منہ سے نہیں کہتیں
وقت پر حیثیت سے بڑھ کر کرینگی۔ سلطانہ نے کہا اچھا تمہارے ابا آئیں تو ان سے بھی صلاح

پوچھنے جانے چھوٹے حکیم صاحب آئے تو جہاں آرا اور حسن آرا نے محمودہ کے مقدمہ کو اس طرح پیش کیا جیسے کچہری میں وکیل اپنے مؤکل کے مقدمہ کو پیش کرتے ہیں غرض چھوٹے حکیم صاحب نے محمودہ کی بات کو پسند کیا۔ اب دونوں بہنیں بے تحاشا اصغری کے پاس دوڑی گئیں محمد کامل کی ماں کو ہنوز اس بات کی خبر نہ تھی انہوں نے پوچھا بھی کیا ہے؟ بیگم صاحب اس طرح دوڑتی ہو پا بیٹھے تو اٹھا کر چلو حسن آرا نے کہا کچھ نہیں استانی جی کے پاس جاتے ہیں۔ اصغری کے پاس جاتے ہی حسن آرا نے کہا لیجئے استانی جی مبارک۔ ہمارا انعام دلوائیے۔ اصغری نے کہا خدا تم صاحبوں کو بھی مبارک کرے اور انعام دینے کا میرا کیا منہ ہے۔ میرا انعام تو دعا ہے سو شبانہ روز میں تمہاری دعاگو ہوں۔ حسن آرا نے کہا نہیں استانی جی ہم تو آج اپنا منہ ضرور میٹھا کرائیں گے اصغری نے کہا بیٹھے بیٹھے مٹھائی کھا لیجئے گا۔ دیانت کو بلایا اور پانچ روپیہ نکال اس کے ہاتھ دیے اور کہا گھنٹے والے کی دوکان پر سے بہت عمدہ قلاقند اور دریبے کے نکڑ سے پیٹھے کی مٹھائی اور شاہ تارا کی گلی سے موتی پاک اور چاندنی چوک سے لوزات اور نیل کے کٹڑے سے گھی کی تلی دال اور خانم کے بازار سے نعش ابھی جا کر لاؤ۔ اتنے میں دونوں کو گلوریاں بنا کر دیں اور مٹھائی کی ٹوکری آموجود ہوئی اصغری نے حسن آرا اور جہاں آرا سب نے مل کر خوب کھائی اور کچھ مکتب میں بھیجدی اب چلتے ہوئے اصغری نے کہا اس وقت تک میں نے اماں جان تک کو خبر نہیں کی تھی اب ان سے تذکرہ کر کے انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں اچھی تاریخ اور اچھا دن معمولی رسم ادا ہو جائے۔ یہ دونوں تو رخصت ہوئیں اصغری نے ساس سے کہا اماں جان کچھ محمودہ کا بھی فکر ہے؟ ساس بولیں کیا فکر کروں کہیں سے بات بھی آئے؟ میں ایک جگہ سوچے بیٹھی ہوں محمد صالح کیساتھ بیاہ کر دونگی اصغری نے کہا کجا محمد صالح اور کجا محمودہ۔ بھائی محمد صالح کی عمر بھائی جان سے کچھ کم نہ ہوگی؟ محمد کامل کی ماں بولیں ہاں عاقل چھ مہینے محمد صالح سے بڑا ہے ایک ہی برس کے دونو پیدائش ہیں اصغری نے کہا بھلا پھر تھوڑا فرق ہے محمد کامل کی ماں نے کہا اور کہیں سے پیام سلام نہیں۔ اصغری نے کہا میں نے ایک بات سوچی ہے اگر آپکو پسند ہو تو ذکر چلاؤں محمد کامل کی ماں نے پوچھا وہ کیا۔ اصغری نے کہا حکیم فتح اللہ خاں کے لڑکے سے۔ محمد کامل کی ماں اوئی بھلا ایسی چھوڑ کے کارخانہ اور محلوں کے خواب دیکھنا۔ کجا حکیم جی کا گھر آج انکے یہاں اس قدر دولت ہے کہ شہر میں

انکا ثانی نہیں اور کجا ہم غریب کہ ہنستے نمک کا جھونپڑا بھی درست نہیں یہاں کی بات کیا انکی خاطر میں آویگی ناحق کہکر بھی پشیمان ہوتا ہے۔ اصغری نے کہا دولتمند ہیں تو اپنے واسطے ہیں ہم کیا خدا نہ کرے انکے دست نگر ہیں وہ اپنے پلاؤ زردے میں مست ہیں تو ہم اپنے دال دلیے میں مگن ہیں ذات میں ہم آنکے جیسے نہیں ہنر جو ماشاء اللہ ہماری محمودہ میں ہیں انکے ٹبروں میں بھی نصیب نہ ہونگے۔ محمد کامل کی ماں نے کہا بوا دولت کے آگے ہنر ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے۔ سونے کا چھپر کٹ پہلے بنالوں تب ان سے بات کرنے جاؤں ہرگز ہرگز تم اس کا خیال مت کرو اسے تو علوی خاں میں کیا برائی تھی رقعہ بھیج کر انھوں نے الٹا منگوالیا؟ بوا غریبوں کی کمبخت غریبوں میں ہوتی ہے۔ اصغری نے کہا ہزار دولت کی ایک دولت خوبصورتی ہے چشم بد دور محمودہ سے بہتر کنبہ میں تو ڈھونڈھ لیں؟ محمد کامل کی ماں بولیں بوا تم کیسی لڑکیوں کی سی باتیں کرتی ہو؟ حسن بھی ہمسری کی حالت میں پوچھا جاتا ہے اور پھر یہ بات منہ سے کہنے کی ہے کہ ہماری لڑکی خوبصورت ہے اور میں نہیں سمجھی کہ خوبصورتی کیا بلا ہے؟ بڑی بڑی خوبصورتوں کو دیکھا جوتیوں کی برابر قدر نہیں اور بدشکلیں ہیں کہ لاکھوں کی لال بنی بیٹھی ہیں اصغری نے کہا خوبصورتی بھی ایسی چیز ہے کہ اس پر آدمی فریفتہ نہ ہو۔ مگر آدمی جن کی صورت اچھی ہوتی ہے بیشتر انکے خراب اور مزاج کے گندے ہوتے ہیں ان کو اپنی صورت پر ناز ہوتا ہے اس وجہ سے ان کی دال گلنے نہیں پاتی اور ان کا مزاج انکے حسن کی قیمت گھٹا دیتا ہے انکی مثال ایسی ہے کہ ایک گھوڑا رنگ کا صاف ہاتھ پاؤں کا اچھا بال بھونری سے پاک۔ جوڑ بند کا درست لیکن بد رفتار کٹ ہے بدوتی الگ چلاتا ہے۔ سواری میں الف ہوا الٹ جاتا ہے۔ ایسا مراد گھوڑے کی صورت کو لیکر کوئی کیا کرے لیکن اگر پاکیزگی صورت کے ساتھ شایستہ قدم باز اور غریب بھی ہو تو نایاب چیز ہے جیسے ہماری محمودہ صورت سیرت دونوں ماشاء اللہ ایک کا جواب ایک۔ محمد کامل کی ماں نے کہا آخر کچھ دینے کو بھی چاہئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ تمہارے مکتب کی لڑکی پڑھ رہی تھی سے یا مکن با فیلبانان دوستی۔ یا۔ در بسے افراز بر بالا کے سبیں یعنی فیلبانوں سے میل مت کر اور جو تو کرتا ہے تو ہاتھی کی آمد رفت کے لائق گھر کا دروازہ اونچا بنا۔ ہم غریبوں کے پاس انکی شان کے لائق لینے دینے کو کہاں؟ ناحق

بیٹھے بٹھائے اپنی ہنسی کرانی کیا ضرور ہے اور قرض کیا بات بھی ہو گئی اور بیٹی کی وہاں نظروں میں حقیر رہی تو نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ اصغری نے کہا عزت و ذلت کچھ جہیز پر منحصر نہیں میاں اور بیوی کی موافقت اور ہی چیز ہے جمال آرا کیا کم جہیز لے کر گئیں تھیں لیکن ایک دن بھی سسرال میں رہنا نصیب نہ ہوا۔ وور کیوں جاؤ ہماری آپا کو بھی ہماری برابر ملا تھا پھر کیوں روز لڑائی رہتی ہے یہ تو اپنا اپنا مزاج اور اپنا اپنا سلیقہ ہے محمد کامل کی ماں بولیں یہ تو میں مانا کہ میاں بیوی کا پیار اخلاص جہیز پر موقوف نہیں لیکن کنبے قبیلے کے لوگ بے کہے کب باز آتے ہیں ور لڑکے نے خیال نہ کیا تو کیا ہے ساس نندیں ہی موقع پا کر کبھی بات میں بات کہہ گذریں آخر دلکو برا لگتا ہی ہے ایک تو بیٹی والیکا یوں ہی سر نیچا ہوتا ہے اور اسپر دان و جہیز دیا اور غضب ہے۔ نہ یوا بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی اصغری نے کہا کنبے والوں سے کیا مطلب کنبہ والے ہر روز تھوڑے ہی بیٹھے رہتے ہیں ہاں ساس نندوں سے رات دن کے طعنے بیشک غضب کا سامنا ہے سو حسن آرا اور جمال آرا طعن تشنیع کا کیا ذکر محمودہ کے پاؤں دھو دھو کر پیا کرینگی ایسا بھی کیا اندھیر ہے کہ بیاہ ہونے کے ساتھ آنکھوں پر ٹھیکرا رکھ لینگی؟ حسن آرا کو جیسی محبت محمودہ کے ساتھ ہے آپ تو دیکھتی ہی ہیں جمال آرا سو دیکی خدا جانے ظاہر میں جب ملتی ہیں بچھی جاتی ہیں میں بھی تو آخر جیتی بیٹھی ہوں؟ محمودہ کو بری طرح رکھیں گی تو مجھ کو کیا منہ دکھائینگی اور سو بات کی ایک بات تو میں یہ جانتی ہوں کہ ساس نندیں بھی ہوا دیکھا کرتی ہیں لڑکے کو رجھا ہوا دیکھیں گی تو کسیکی مجال نہیں کہ محمودہ کو آنکھ سے محمد کامل کی ماں نے کہا آخر تمہاری مرضی کیا ہے شربت کے پیالہ پر نکاح پڑھا دوں اصغری نے کہا یہ تو میرا مطلب نہیں اور نوبت بھی شربت بھی نہیں جڑتا تو کیا بیٹا بیٹی کے کام کاج نہیں کرتے؟ دنیا دلانا بھی ایک دنیا جہاں کی رسم ہے جتنی چادر دیکھے اتنے پاؤں پھیلائے مقدور موافق جوڑ جڑا دیا نام نمود کے پیچھے گھر دیوالہ نکال بیٹھنا بھی عقل کی بات نہیں میرے مکتب میں سلمیٰ لڑکی پڑھتی ہے اسکے باپ کو غدر کے پیچھے سرکار سے دس ہزار روپے کا انعام ملا تھا کسی میم کی جان بچائی تھی دس ہزار روپے انکو اتنا تھا کہ عمر بھر آبرو سے رہتے ایک بیٹا اور ایک بیٹی بیاہنے کو اسٹھے شیخی کے مارے دس ہزار روپیہ سرکار کا دیا ہوا اٹھا بیٹھے اور ہزار پانسو روپے اوپر سے قرض لیکر لگا دیا اسوقت تو خوب ہر طرف سے واہ واہ ہوئی اب گھر میں اسقدر تنگی ہے کہ کھانے تک کو حیران ہیں بیاہ میں مجھ کو بھی بلاوا آیا تھا سامان دیکھ کر میرے تو ہوش اڑ گئے

بلکہ شاید سلمٰی کی ماں نے جی میں برا بھی مانا ہو میں نے کہہ دیا تھا کہ بوا بیٹا بیٹی کا دیکھنا آنکھوں سکھ
کلیجہ ٹھنڈک لگتی کہاں گیا کچھڑی میں مگر اپنی ہنڈیا کی خیر منانی بھی ضرور ہے کہنے کو تو میں اتنا کہہ
گذری مگر مجھے پچھتاوا ابھی آیا کہ سلمٰی کی بہن سمجھی ہو گی کہ انسانی جی لینا ایک نہ دینا دو ناحق بھانجی مارتی
ہیں محمد کامل کی ماں نے کہا ماں سچ ہے مگر کمبخت دنیا میں رہنا ہے کیا کریں کہاں جائیں؟ ہو یا
نہ ہو کرنا ہی پڑتا ہے دنیا کی سی نہ کریں تو ان کو کون بنے انگشت نما کون ہو؟ میں نے مولوی اسحاق
صاحب کے درس میں سنا تھا کہ اگلے وقتوں میں عرب کے لوگ بیٹیوں کے پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے
صغری نے کہا اماں جان دور کیوں جاؤ ہمارے ملک کے راجپوت بھی تو یہی غضب کیا کرتے تھے
اب انگریزوں کی روک ٹوک سے بندی ہوئی ہے اس پر بھی کئی دفعہ بھنک سن پڑی ہے کہ چوری چھپے خون
ہوئے محمد کامل کی ماں نے کہا عقل کیا کرے غیرت قبول نہیں کرتی صغری بولی غریبی میں غیرت
کی کیا بات ہے؟ دنیا میں غریب لوگ زیادہ ہیں اگر غریب ہونا غیرت کی بات ہے تو دنیا میں بے غیرت
بہت ہیں امیری غریبی سب اپنی اپنی قسمت سے ہے سب یکساں ہو کر کیونکر جائیں محمد کامل کی ماں
بولی اے ہے بلا سے شادی بیاہ میں بہت خرچ کرینگی تو کچھ انگریزی سرکار سے منا ہی ہو جائی تو جھگڑا
ٹلتا۔ صغری۔ اخبار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ انگریز لوگ کچھ بندوبست کرنیوالے ہیں ہمارے شہر کے رئیس
بھی تو سب بلائے گئے تھے اور سنا ہے کہ خرچ کی ایک حد باندھی گئی ہے مہر کا اندازہ مقرر ہوا ہے مگر کیا ہم
ہم لوگوں نے کر لیے ہیں سب بیاہ کر کے جتنے خرچ فضول ہیں موقوف کر دیں محمد کامل کی ماں خرچ کے فضول
ہونگے؟ تم نے کہی تو جسکو خدا نے دیا ہے کچھ فضول نہیں ہاں جسکے پلے کوڑی نہیں اسکو تو بھی
فضول ہے صغری یہ نہ فرمائیے شادی بیاہ میں تو واجبی خرچ کم ہے فضول باتوں میں بہت روپیہ اٹھ
جاتا ہے ہمارے خاندان میں تو ناچ تماشہ باجا گاجا۔ آتشبازی نوبت نقارہ کچھ ہوتا ہوتا نہیں مگر جنکے ہاں
ہوتا ہے انہیں سینکڑوں پہ پانی پھر جاتا ہے۔ محمد کامل کی ماں ناچ تماشہ جنکے ہاں ہوتا ہے وہ جانیں
بھلا ہمارے یہاں کونسا خرچ فضول ہے؟ صغری کیوں نہیں تیر تیوہار ساچق مہندی۔ برات بھوڑا۔ چوتھی۔
چالے۔ بہت بہت بھاری بھاری جوڑے آپ ہی انصاف فرمائیے کس کام کے جو ٹھے پٹے لگتے ہیں گھر میں پہنتے
کمبخت دل کڑھتا ہے کبھی کبھار شادی بیاہ میں پہن گئی یا عید بقرعید کو ذرا کی ذرا کو نکلے باقی بوجھ جیسے گٹھری میں بندھے
رکھے ہیں آئے دن کا سیو دینا مفت کا دردسر اور جو کچھ بچے تو مال نہیں ملتا صاحب کے دام تک نہیں کھوٹے ہوتے اور

یہی حال جہیز اور زیور کا ہے مولوی کفایت اللہ کی بیٹی کا بیاہ آپ نے سنا ہی ہیں ایسے بیاہ مجھ کو پسند
ہیں محمد کامل کی ماں کون مولوی کفایت اللہ. صغری. لڑکیوں کے مدرسوں کے افسر محمد کامل کی
ماں. وہ تو شاید شہر کے رہنے والے نہیں ہیں؟ صغری نہیں آگرے کی طرف کے رہنے والے ہیں بیوی
بچوں کو اپنے پاس بلا لیا ہے بیٹی کی منگنی اسی شہر میں کی تھی بیوی کی مرضی یہ تھی کہ اپنے شہر میں جا کر
بیٹی کا بیاہ کریں یہاں سے برات جائے مولوی صاحب نے بیوی کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا ایک دن
دو چار میل ملاپ والوں کو کہلا بھیجا مہمان جو گھر میں پہنچے تو سنا کہ بیٹی کا نکاح ہے تھوڑی دیر کے بعد
سمدھی لڑکے کو لیے آموجود ہوئے شرع محمدی نکاح پڑھا دیا اللہ اللہ خیر صلاح. دان جہیز جو کچھ
دیا نکاح کے پانسو روپے نقد مولوی صاحب نے بیٹی و داماد کے آگے رکھ دیے اور کہا کہ بس بھائی میری
کمائی میں تمہاری تقدیر کا اسی قدر تھا اگر میں چاہتا تو ایسی مہمان داری بھی کر دیتا اور دستور کے
موافق ایک دو بھاری جوڑے بھی بنا لیتا مگر میں نے سوچا تو یہی مناسب معلوم ہوا کہ نقد روپیہ تم کو
دینا بہتر ہے اب تم جس طرح چاہو اسکو کام میں لاؤ. محمد کامل کی ماں سنکر بولیں کہ ہاں پردیس میں مولوی
صاحب جو چاہتے سو کرتے کہنے سننے والا کون تھا. صغری کیوں؟ کہنے سننے والی گھر والی بیوی اور
پردیس پر کیا موقوف ہے ہمت چاہیے کرنیوالا ہو تو شہر میں بھی کر گذرے کہنے والوں کو بکنے دیا اپنے کام
سے کام. محمد کامل کی ماں کیا تم نے محمودہ کا اسی طرح ڈونگتا ہوا اسکا نکاح تجویز کیا ہے؟ صغری بیشک میں
تو لوگوں کے کہنے سننے کی کچھ پرواہ نہیں کرتی میرا بس چلے تو محمودہ کا بیاہ کفایت اللہ کی بیٹی کا جواب ہو انہوں
نے دو چار مہمان بلائے تھے اور میرے نزدیک اسکی بھی ضرورت نہیں. محمد کامل کی ماں خدا کے لیے ایسا
غضب تو مت کرو اس شہر میں ہوتی ہیں میری تو یہی ایک بچی بیاہنے کو ہے اب کیا میں قبر سے کسی کا بیاہ برات
کرنے پھر آؤنگی. صغری نہیں ایسا تو میرا بھی ارادہ نہیں ہے مگر البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اپنے دل میں ٹھان رکھی
ہے کہ نہ تو ایک پیسہ قرض کا لیا جائیگا اور نہ کوئی جایداد گروی رکھی جائے جو کچھ جوڑا بٹورا اسکے نام کا رکھا ہے
اور جو کچھ اسکی تقدیر سے وقت پر ہو جائے بس کافی ہے. محمد کامل کی ماں سبحان اللہ ایسا ہو تو کیا بات ہے مگر جب
دوسری طرف والے بھی حامی بھریں. صغری نے کہا اگر وہ راضی ہو جائیں؟ محمد کامل کی ماں بولیں
ان کا راضی ہونا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے. اللہ آمین کا تو ایک بیٹا نہیں معلوم کیا حوصلے ان کے
دلوں میں ہیں وہ تو برابر کی ٹکر دیکھ کر بات کرینگے اور سب ارمان نکالیں گے. صغری نے کہا جب میں

سیالکوٹ سے آئی ہوں اِس بات کی تدبیر کر رہی ہوں اُدھر سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے ابھی جمال آرا
اور حسن آرا بھاگی ہوئی آئی تھیں چھوٹے حکیم صاحب کو بھی منظور ہے شاہ زمانی بیگم نے اپنی بیٹی کے
واسطے بہت بہت تدبیریں کیں خدا کے فضل سے کوئی کارگر نہ ہوئی اب دیر نہیں کرنی چاہیے
پرسوں دن بھی اچھا ہے اُدھر سے مٹھائی آ جائے بات پکی ہو جائے پھر بیاہ کو دیکھا جائیگا محمد عاقل
کی ماں یہ سنکر حیران رہ گئیں اور کہا کہ یہ بات تو اچھی ہے ہماری لیاقت سے کہیں زیادہ ہے لیکن اُنکے لائق
سامان ہم سے ہونا مشکل ہے صغریٰ نے کہا خدا مسبب الاسباب ہے جب محمودہ کی تقدیر ایسے اونچے
گھر میں لڑی ہے تو خدا اپنی قدرت سے وقت پر کچھ سامان بھی کر دیگا محمد کامل کی ماں نے کہا اپنے خسر کے
آنے دو تو مٹھائی کیواسطے اُنسے پوچھ لوں تھوڑی دیر میں مولوی صاحب آئے اور منگنی کا حال سنکر بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ بے تامل پرسوں مٹھائی آ جائے صغریٰ نے حسن آرا کو کہلا بھیجا روز مقرر پانچ من
مٹھائی اور سو روپے آ گئے اُدھر سے سوا من مٹھائی اور سوا سو روپے گئے ہر طرف سے مبارک سلامت ہوئی
منگنی کا ہونا تھا کہ چھوٹے حکیم صاحب نے بیاہ کا تقاضا شروع کیا اور مولوی صاحب سے کہلا بھیجا کہ مدت سے میرا
ارادہ حج کو جانیکا ہے اور صرف اسی بات کا انتظار ہے زندگی کا اعتماد نہیں میں چاہتا ہوں کہ رجب کے مہینے
میں عقد ہو جائے مولوی صاحب نے صغریٰ سے پوچھا صغریٰ نے کہا بالفعل یہ کہلا بھیجنا چاہیے کہ ہم فکر میں ہیں
جہاں تک ہو سکتا ہے تدبیر کرتے ہیں یاں مختصر جو دینا منظور ہے اِس عرصہ میں جمع ہو جاتا ہے تو ہم کو بھی
یہ فرض آخر ادا کرنا ہے جسقدر جلد ہو بہتر حکیم صاحب نے پھر کہلا بھیجا کہ میں نے جہیز اور سامان کی اُمید سے آپکے یہاں
رشتہ نہیں کیا مجھکو لڑکی چاہیے سامان کی کچھ فکر نہ کیجیے اِدھر سے جواب گیا بہت خوب ہمکو بھی رجب میں
عقد کر دینا منظور ہے ستائیس تاریخ رجب کی مقرر ہوئی اور دونوں طرف سامان ہونے لگے سامان کا شروع
ہونا تھا کہ مولوی صاحب کو فکر ہوا کبھی کہتے تھے کہ ہزار ری ال ہے قرض لوں کبھی کہتے تھے کہ گھی کا کٹڑا بیچ
ڈالوں یا گروی رکھ دوں صغریٰ نے مولوی صاحب کو پریشان دیکھ کر کہا کہ آپنے کیا تدبیر کی ہے مولوی صاحب نے
کہا کیا بتاؤں شادی کی تاریخ سر پر چلی آتی ہے اور روپے کی صورت کہیں سے نہیں بن پڑتی ہزار ریل ہے جینے روپیہ
مانگا تھا وہ بھی ٹال گیا اور گھی کے کٹڑے کو جدا کر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ کوئی خریدار نہیں ٹھہرتا صغریٰ نے
کہا ہرگز آپ قرض نہ لیجیے نہ جایداد فروخت کیجیے قرض سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے اور جایداد کا جدا ہونا کیا ضرور ہے
اُسکا ہم پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے مولوی صاحب نے کہا قرض تو لوں نہیں جایداد کو جدا نہ کروں تو کیا میں بیچیا گر

محمودہ بیگم کی منگنی ارجمند خاں کے ساتھ ہونی اور بیاہ کی تیاری

ہوں یا دست غیب جانتا ہوں؟ روپیہ کہاں سے آئے؟ صغری نے کہا پہلے گھر کا حساب دیکھ لیجئے
کپڑے تو پہلے سے تیار ہیں صرف تھوڑا مصالحہ درکار ہوگا سو میرے جوڑوں میں بعض بہت بھاری
ہیں انہیں سے کم کر کے اتنا مصالحہ نکل آئیگا کہ محمودہ کے جوڑوں کو کافی ہو جائیگا برتن موجود ہیں کوئی مول لینا
نہیں کاٹ کباڑ یا لائی سامان یہ سب میں اپنا دے دونگی بے فائدہ پڑا پڑا خراب ہوتا ہے یہ بہر کیف
مصرف کا ہے اور آخر آپکے پاس بھی کچھ روپیہ نقد ہوگا مولوی صاحب نے کہا صرف پانسو روپیہ ہے صغری نے
کہا بس بہت ہے جب میں سیالکوٹ جانے لگی مکتب کی رقم کے چار سو روپے تھے وہ امانت رکھے ہیں
میرے پیچھے دو سو روپیہ بڑھ گیا سو آدھا آپا کا حق ہے اور سو روپیہ محمودہ کا یہ ملا کر مکتب کی رقم کے پانسو ہو
جائینگے محمودہ کے چھوٹے بھائی کو میں نے خط لکھا ہے اور تین سو روپیہ منگوایا ہے دو سو روپیہ بھائی
جان نے بھیجنے کو لکھا ہے اس طور ڈیڑھ ہزار روپیہ اسوقت موجود ہے ہزار کے گہنے جو حسن آرا کے
بیاہ میں مجھکو ملے تھے کس کام کے ہیں میرا ارادہ تھا کہ محمودہ کو چڑھا دوں لیکن پھر غور کیا تو اسی گھر کے
ہی گہنے میں مناسب نہیں معلوم ہوتے ہیں انکو بیچ ڈالونگی تماشا خانم کی معرفت بازار میں بھیجے تھے
پچاس تیرہ سو روپے دیتا تھا محمودہ کی تقدیر سے اگر کوئی حاجتمند مل گیا تو انشاء اللہ پندرہ سو کو مل
ہو جائینگے ایک تدبیر یہ ذہن میں آئی ہے کہ آپ بھائی جان کے لانیکو لاہور جائیے اور رئیس سے رخصت
کی تقریب میں یہ بات ظاہر کر دیجئے رئیس بڑا صاحب حشم ہے امید ہے کہ ضرور کچھ مدد کریگا ہمیشہ ہندوستانی
سرکاروں کا دستور ہے ایسی تقریبات میں اپنے معتمد نوکروں کی اعانت کی ہے غرض صغری نے شوہر
کو لاہور بھیجا مولوی صاحب رئیس کے سلام کو جو گئے تو رئیس نے پوچھا مولوی صاحب کیونکر تشریف
لائے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ بندہ زادی کا عقد ہے اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ محمد عاقل
کو ایک مہینہ کی رخصت مرحمت ہو اور یہ تو عرض نہیں کر سکتا کہ حضور کے خاندان سے کوئی شریک ہو لیکن
اگر دیوان صاحب جو دلی میں ہیں سرکار کی طرف سے زیب دہ محفل ہوں تو ہم چشموں میں میرے لئے افزائش
آبرو کا باعث ہوگا رئیس نے محمد عاقل کی بھی رخصت منظور کی اور مولوی صاحب کو آنے جانے کا خرچ
دیا اور دیوان صاحب کو حکم بھیجدیا کہ ہماری طرف سے مولوی صاحب کی محفل میں شریک ہونا اور پانسو
روپیہ نیوتے کا دینا صغری کی صلاح سے بیٹھے بٹھائے پانسو روپیہ مفت آ گیا ادھر جڑاؤ گہنے تماشا خانم
کی معرفت نواب حاتم زمانی بیگم تک پہنچے دیکھ کر لوٹ گئیں اور آنکھیں بند کر کے دو توڑے حوالے کر دئے اب تو روپے کی ہر

غرض ریل پیل ہو گئی صغری کے اہتمام سے عمدہ عمدہ جوڑے تیار ہوئے اور چھ ہزار زیور بنا وہ شاہی
ہوئی کہ مولوی صاحب کی کئی پشتوں میں نہ ہوئی تھی اور سمدھیانے والے بھی سامان دیکھ کر دنگ ہو گئے
جو سامان تھا متعدد اور بیش قیمت تھا اور جو چیز تھی نئے طور کی تھی دو جوڑے تو بیٹے والوں کی طرف سے آئے
تھے ایک بیت کیواسطے گرگری تاش کا دوسرا چوتھی کیواسطے کارچوبی اور گہنے جہیز اور چڑھاوے کے ملا کر
بے انتہا تھے ناک میں نتھ اور کیل ماتھے کا ٹیکا. جھومر. بینا. کانوں میں بالی پتے جڑاؤ اور سادے
چھپکے کے بالے. کان. جھالے. مگر. مرکیاں. بجلیاں. کرن پھول. جھمکے. گلے میں گلوبند. طوق
چمپا کلی. کنٹھی. توڑا. دھگدھگی. چندن ہار. زنجیر. مالا. بازو پر جوشن. نورتن. بھجبند. نونگے.
ہاتھوں میں کڑے. ڈگری. چوہے دنتیاں. گجرے. دست بند. انگلیوں میں انگوٹھی. چھلے. جوڑے. پاؤں میں
پازیب. توڑے. چوڑیاں. سچے. چھلکی چھلے. کارچوبی جال دار مصالحہ دار سب ملا کر پچاس جوڑے
دو سو برتن اور اسی حیثیت کا بالائی سامان. غرض بڑی دھوم دھام سے عقد ہو گیا. محمودہ تو رخصت
ہو گئیں. قمر آسمانی بیگم سسرال سے خطاب ملا حکیم فتح اللہ خاں بڑے متقی و پرہیزگار با خدا آدمی
تھے مدتوں سے حج کا ارادہ کر رہے تھے لیکن صرف ارجمند خاں کے بیاہ کے منتظر تھے اب بیاہ
ہونیکے بعد چند روز بہو کا رنگ ڈھنگ دیکھتے رہے یہاں دیکھنے کی حاجت ہی کیا تھی محمودہ تو
بی صغری صاحب کی خراد پر چڑھ چکی تھی کسی طرح کی کور کسر اس میں باقی نہ تھی حکیم صاحب نے جسقدر
آزمایا بہو کو ہنرمند عاقلہ سلیقہ شعار پایا. کچھ تو خربزہ میٹھا اور اوپر سے ملا قند اول تو محمودہ اپنی ذات سے
اچھی اور اس پر صغری کی تعلیم. صغری کی اصلاح پر بھلا کیا پوچھنا تھا. غرض حکیم صاحب کو خوب
یقین ہو گیا. قمر آسمانی بیگم اچھی خاصی طرح گھر سنبھال لیں گی اب حکیم صاحب نے بیکایک نوروز کے
ساتھ عرب کی تیاریاں کرنی شروع کیں یا تو حج کی نیت تھی یا ہجرت کا ارادہ کر لیا. نقد کی قسم میں
سے جو کچھ تھا اپنے ساتھ لیا. مکانات. دوکانیں. کٹڑے. گنج. دیہات. سرائیں سب کچھ چھوٹے بیٹے کے
نام لکھ دیا رشتے ناتے کے لوگوں نے بہتیرا دستور ہی سمجھایا بھی لیکن حکیم صاحب کو تو خدا کی دھن لگی تھی ایک
نہ سنی خدا کا نام لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور دنیا بھر کی جائداد بیٹے بہو کو دے گئے محمودہ اگرچہ بیاہی جا چکی
تھی لیکن پھر بھی صغری کا ادب لحاظ پہلے سے زیادہ کرتی تھی ذرا ذرا بات میں صغری سے صلاح لیتی
اب البتہ صغری کو اپنی عقل آزمانے کا موقع ملا بڑا کارخانہ بڑے کام وہ وہ انتظام کئے کہ ارجمند خاں

کو خدا جھوٹ نہ بلائے وقت کا بادشاہ وزیر بنا دیا کوئی سرکار اسکے مقابلے کی دہلی میں کیا دور
دور تک نہ تھی کہاں تک یہ داستان لکھی جائے اتنا لکھا جا چکا لیکن سچ پوچھو تو ابھی من چھٹانک
بھی نہیں ہوا۔ ابھی تو اصغری مفلسی میں تھی تنگی تھی نہ ہاتھ کیا نچوڑتی کیا لیکن اب خدا نے کچھ دولت و
ثروت نصیب ہوئی۔ انتظام کا قابو۔ بندوبست کا موقع من مانتا ملا۔ اس حالت میں جو جو کام
اس عورت نے کیے وہ البتہ قیامت تک زمانے میں یادگار رہیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ انکے لکھنے کی
فرصت نہیں پھر بھی اگر نصیحت ماننے والا ہے اور بات کا سننے اور سمجھنے والا تو جس قدر لکھا جا چکا کم
نہیں ہر طرح کی باتیں ہر قسم کی تعلیم اس میں موجود ہے کہنے کو قصہ اور حکایت ہے لیکن حقیقت میں نصیحت
اور ہدایت۔ اس کتاب کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور لکھنی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اصغری بہت
چھوٹے سن میں ماں بن گئی تھی ابھی تک اسکی اولاد کا تذکرہ نہیں ہوا۔ اصغری کے بچے تو بہت
ہوئے لیکن خدا کی قدرت زندہ کم رہے صرف ایک لڑکا محمد کامل جو آخر میں محمودہ کی اکلوتی بیٹی
سے بیاہا گیا زندہ رہا۔ یہ لڑکا کئی بچوں کے اوپر پیدا ہوا اور اس سے پہلے محمد عادل ایک بیٹا اور
بتول ایک لڑکی مر چکی تھی۔ بچوں کی پرورش میں احتیاط تو بہت ہوتی تھی۔ سردی گرمی کا بچاؤ
کھانے تک کے وقت مقرر اور بندھا ہوا اندازہ اور خبرداری یہ کہ ثقیل اور ردی چیز کبھی میں
نہ ڈالیں۔ دانت نکلنے شروع ہوئے اور مسوڑوں میں نشتر دیا گیا کہ بہانہ ہو دانتوں کی تکلیف
کو بچے نہ سہار سکے چار برس کے ہوئے اور چیچک سے بچاؤ کی نظر سے ٹیکا لگوا دیا گیا۔ غرض جہاں تک
آدمی کی عقل کام کرتی ہے سب طور کا بندوبست کیا جاتا لیکن تقدیر کے آگے کسی کی حکمت نہیں
چلتی محمد عادل چار برس کا ہو کر مرا اینچ پیچ ہوئی دست بند کرنے کی دوائی دی بخار آنے لگا سرسام ہو گیا
پلا پلایا لڑکا ہاتھ سے جاتا رہا ابھی اسکا داغ تازہ تھا کہ بتول سات برس کی ہو کر بیمار پڑی کچھ ایسے
بلا کے دست چھوٹے کہ جان لیکر بند ہوئے دنیا جہان کی دوائیں کیں موت کب دوا کو مانتی ہے
ایک ہی ہفتہ میں لڑکی تحلیل ہو کر چلی گئی بتول کے مرنے کا اصغری پر بڑا صدمہ ہوا۔ اوّل لڑکی
دوسرے کچھ مرنے والی بھی پا گیا۔ اپنی ماں پر فریفتہ تھی کہ ایک دم کو الگ نہ ہوتی تھی ماں نماز پڑھتی
ہے تو جانماز پر بیٹھی ہے ساتھ سونا ساتھ اٹھنا۔ ماں کی دو ٹک ہو چکے لینا ضرور۔ اور اس چھوٹی
سی عمر میں ایسا پڑھنے پر دھیان ہو چکی سیپارہ کا ترجمہ شروع تھا جب محمد عادل مرا اتفاق ہے بتول نے

صغری کے ایمان میں خلل ڈالنا شروع کیا تھا۔ کوئی کہتی تھی کوکھ کا خلل ہے مہر علی شاہ کا علاج
کرو کوئی کہتی دودھ پر نظر ہے چولہے میں اتار رکھواؤ۔ کوئی کہتی مسان کا دکھ ہے رمضان شاہ
سے گرشت کراؤ کوئی کہتی مکان اچھا نہیں میر علیم سے کلواؤ۔ کوئی کہتی سفر میں آئی گئی ہو کوئی چڑیل
لپٹ گئی ہے کچھ چھپے چلو گنڈے اور تعویذ اور عمل ٹونے اور ٹوٹکے تو دنیا جہاں کے لوگ بتاتے
تھے لیکن واہ ری صغری یوں اوپر تلے دو بچے مرے لیکن سدا خدا پر شاکر رہی کسی نے کچھ کہا
بھی تو یہی جواب دیا خدا کو جب منظور ہوگا تو یوں بھی وہ فضل کرسکتا ہے۔ بتول کے مرنے کی خبر جب
دوراندیش خانصاحب کو ہوئی تو بہت مضطرب ہوئے بیٹی کے نام یہ خط لکھا۔ برخوردار صغری خانم
بعد دعا کے معلوم ہو کہ اسوقت دہلی کے خط سے مجھ کو بتول کے انتقال کا حال معلوم ہوا میں اس
بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ مجھ کو رنج نہیں ہوا اگر میری عقل اسقدر بیجا نہیں ہوئی کہ نادان آدمیوں
کیطرح میں بیصبری کروں مجھ کو بڑا اندوہ تمہارا ہے عجب نہیں کہ تم پر یہ صدمہ بہت شاق ہوا ہو
لیکن ہر ایک حال میں انسان کو عقل سے مشورہ لینا چاہیے عقل ہم کو اسیواسطے بخشی گئی ہے کہ
رنج ہو یا خوشی ہم اپنی عقل سے مدد لیں دنیا کے حال پر غور کرنا نہایت ضرور ہے اور یہ غور فائدہ
سے خالی نہیں زمین۔ آسمان۔ پہاڑ۔ جنگل۔ دریا۔ انسان حیوان درخت لاکھوں طرح کی چیزیں دنیا میں
ہیں اور دنیا کا بہت بڑا بھاری کارخانہ ہے دیکھیں ایک معمول کیساتھ آفتاب کا نکلنا پھر رات کا ہونا
چاند اور ستاروں کا چمکنا کبھی گرمی کبھی سردی کبھی برسات اور پانی کے اثر سے انواع اور اقسام کے
رنگ برنگ پھل پھولوں کا پیدا ہونا ہر ایک بات غور کرنیوالے کو بڑی سوچ سمجھ کو کافی ہے خود آدمی
اپنا حال غور کرنیکو کیا کم ہے کہ کیونکر آدمی پیدا ہوتا ہے اور کیونکر پرورش پاتا اور بڑا ہوتا اور کیونکر
لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپے کی حالتیں اس پر گزرتی ہیں اور کیونکر آخر میں دنیا سے سفر کرجاتا ہے بڑا
عمدہ اور مشکل مضمون ہے یہ سب کارخانہ کس عمدگی سے خدا نے جاری کیا ہے اور جب تک
وہ چاہیگا۔ اسی طرح یہ کارخانہ جاری رہیگا یہ دنیا صرف سات یا آٹھ ہزار برس سے ہے اور اسکی عمر بہت تھوڑی
بچتی ہے اب قیامت قریب ہے اور جلد دنیا کو فنا ہونا ہے۔ دنیا کی خانہ شماری سے ثابت ہوا کہ
ہر ایک گھنٹے میں ساٹھ تین ہزار کے قریب دنیا میں مرتا ہے یعنی ہر ایک پل میں ایک آدمی اور
اسی قدر پیدا بھی ہوتا ہوگا۔ اب حساب کرلو صرف ایک مہینے میں کئی لاکھ آدمی دنیا میں

مرتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں اور پھر غور کرو کہ سات ہزار برس سے یہی تار چلا آتا ہے یعنی جتنا آدمی
اب تک دنیا میں مر چکے ہیں پس موت ایک ضروری اور معمولی بات ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ
بڑے بڑے عالم بڑے بڑے حکیم یہاں تک کہ بڑے بڑے پیغمبر جو مردوں کو جلا سکتے تھے خود موت سے نہ
بچ سکے دنیا میں جو پیدا ہوتا ہے یہ خدا کا ضروری حکم ہے کہ وہ ایکدن مرے پس اگر یہ حکم کسی دن
ہم پر یا ہمارے کسی عزیز و قریب پر جاری کیا جائے تو ہمکو کوئی وجہ شکایت اور فریاد کی نہیں یہ مضمون مشکل
نہیں ہے اسکو خوب غور کرو اور جب تم کو موت کی حقیقت معلوم ہو جائیگی تو مجھکو یقین ہے کہ تم میری طرح
سمجھوگی کہ کسی کے مرنے پر رنج کرنا لاحاصل ہے اور بے سود ہے کیسیکی موت پر رنج کرنا تعلق پر موقوف ہے
اگر ہم سنیں کہ ملک چین کا بادشاہ مرگیا ہم پر اس خبر کا مطلق اثر نہیں اسواسطے کہ ہم کو اس سے
کچھ تعلق نہ تھا بلکہ محلہ میں اگر کوئی غیر آدمی مرجائے جس سے کسی طرح کا واسطہ نہیں تو ہم کو بہت رنج
ہوگا پس ہم کو رنج اسی شخص کے مرنے کا ہوتا ہے جس سے ہم کو تعلق ہے اور جتنا تعلق قوی ہے اسی قدر
رنج زیادہ - نانی کی بھتیجی کی خالہ کی بہو کی پھوپھی کی بھانجی اگر مری تو کیا دور کا واسطہ دور کا رشتہ
بلکہ رشتے ناتے پر کیا موقوف ہے محبت میل ملاپ میں بھی رنج ہوتا ہے اب سوچنا چاہیئے کہ دنیا میں ہم کو
کس سے تعلق ہے اسکیواسطے کوئی قاعدہ مقرر نہیں قریب کا رشتہ ہوا اور سدا کی لڑائیاں سلکا
بگاڑ ہے تو ایسے رشتہ دار غیر داخل لیکن غیر ہے رشتہ نہیں قرابت نہیں محبت ملاپ بہت کچھ
وہ رشتہ داروں سے بڑھ کر ہے پس ہر ایک شخص موافق اپنی حالت کے خاص تعلق رکھتا ہے یہ دنیاوی
تعلقات سب فایدے اور غرض سے ہوتے ہیں اگر اپنا سگا ہمارے فایدے میں خلل انداز ہو ضرور
ہے کہ وہ ہم سے چھوٹ جائے۔ اگر غیر آدمی ہمارے کام آئے ضرور ہے کہ ہم کو مثل اپنوں کے عزیز
ہو لیکن وہ فایدہ جس سے تعلق پیدا ہوتا ہے ضرور نہیں کہ روپے پیسے کا ہو اگرچہ اکثر اسی قسم کا
ہوتا ہے کبھی امید اور توقع سے بھی تعلق پیدا ہوتا ہے بہت لوگ ہمارے دوست ہیں جو
ہم کو کچھ دے نہیں دیتے لیکن یہ توقع کہ اگر کبھی ہم کو کسی طرح کی ضرورت ہو تو یہ کام آنیوالے
ہیں تعلق کے پیدا ہونیکی وجہ ہوتی ہے میں اس بحث کو بہت طول دے سکتا ہوں اور
اس بحث کو طول دیا جائے مناسب ہے لیکن اصل مطلب میرا اس خط میں صرف اولاد کے تعلق سے بحث
کرنا ہے اگر فرصت ملیگی تو انشاءاللہ تعالیٰ اس تعلق پر ایک کتاب لکھ کر تمکو بھیج دونگا یہ تعلق جو اولاد سے

عام ہے کوئی ماں باپ کوئی جانور تک اس سے خالی نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فایدہ
اور غرض پیدا ہونے کی بنا نہیں بلکہ خداوندعالم جو بڑا دانشمند ہے اسکا انتظام چاہتا ہے کہ ضرور ماں
باپ کو اپنی اولاد کی محبت ہو اولاد چندسال تک محتاج پرورش ہوتی ہے تاکہ اولاد کی پرورش
اچھی طرح ہو ماں باپ کو اولاد کی محبت لگادی کہ اس محبت کے لگاؤ سے بچوں کو پالیں اور بڑا
کریں۔ یہاں تک کہ بڑے ہوکر خود دنیا میں رہنے سہنے لگیں پس ماں باپ پرورش اولاد کیواسطے
انکے خدمت گزار ہیں پس اولاد کا پال دینا اتنا تعلق خداکیطرف سے ماں باپ کو دیا گیا باقی یہ سمجھے کہ
اب اولاد کی تمنا ہی نہیں ہے تو دوا ہے اور علاج ہے اور تعویذ گنڈہ ہے عمل ہیں۔ اور دعا ہے یا اولاد ہوتی
ہے تو یہ فکر ہے کہ بیٹے ہوں بیٹیاں نہ ہوں یا جو ہوں زندہ رہیں یہ خود انسان کی اپنی ہوس کے نتیجے
ہیں رہی یہ بات کہ اولاد کی تمنا جو آدمی نے خدا کی مرضی سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کی کس وجہ سے
ہوتی ہے بیشک فایدہ اور غرض کیواسطے ہوتی ہے لیکن فایدے کئی قسم کے ہیں بعض سمجھتے
ہیں کہ اولاد سے نام چلتا ہے بعض کو یہ خیال ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں ہمارے مددگار ہونگے بعض
کو یہ تصور ہوتا ہے کہ ہمارا مال و دولت ہمارے بعد لیں گے۔ اب ان خیالات پر غور کرو کسقدر
بیہودہ اور غلط ہیں نام چلنا کیا معنے کہ لوگ یہ جانیں کہ یہ فلانے کے بیٹے فلانے کے پوتے ہیں اول
تو جب ہم خود دنیا میں نہ رہے تو اگر کسی نے ہمکو جانا تو کیا۔ علاوہ اسکے غور کرو کہ کہاں تک نام چلتا ہے
اگر کسی آدمی سے اسکے باپ دادوں کے نام پوچھو۔ شاید دادا تک سب کوئی بتا سکے گا اس سے
اوپر خود اولاد کو نہیں معلوم کہ ہمارے پردادا اسکڑ دادا کون بزرگ تھے۔ دوسرے لوگوں کو انکے
مردوں کی ہڈیاں اکھاڑنے کی کیا ضرورت ہے بس بالفرض نام چلا بھی تو ایک یا دو پشت آگے
خیر صلاح اور ایک یا دو پشت نام بھی صرف خیالی بات ہے دس برس سے میں پہاڑ پر ہوں
ہزاروں آدمی مجھ کو جانتے ہیں اور ہزاروں کو میں جانتا ہوں لیکن نہ وہ میرے باپ کو جانتے ہیں اور
نہ میں انکے باپوں سے واقف ہوں نہ کچھ باپ کا نام بتانے یا پوچھنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے
دوسری وجہ تمنا اولاد کی یہ فایدہ ہے کہ بڑھاپے میں مددگار ہوں لیکن یہ خیال بھی محض واہیات
ہے کیونکہ یقین ہے کہ انکے بڑے ہونے تک ہم جیتے رہیں گے یا ہمارے بڑھاپے تک یہ زندہ رہیں گے
اور بالفرض زندگی کا اتفاق بھی ہو تو اولاد کا مددگار ہونا محض خیالی بات ہے ان قسموں میں ہم سے

اولاد کیھ پاتے ہیں ماں باپ کا ادب ملحوظ ہوتا ہے یا جنکو والدین کی خدمت گزاری کا خیال ہوتا
ادب اور خدمت گزاری تو درکنار اب تو اکثر اولاد سے ماں باپ کو ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے جس
اولاد کی لوگ تمنا کرتے ہیں شروع سے آخر تک انکے ہاتھوں رنج پاتے ہیں۔ جب تک چھوٹے ہیں
پالنا ایک مصیبت۔ آج آنکھیں دکھتی ہیں کل پسلی کا دکھ ہے۔ کبھی دانت نکلتے ہیں۔ کبھی چیچک نکلی
ہے۔ خدا خدا کر کے بڑے ہوئے تو انکے کھانے پینے کا فکر۔ آدمی نہیں معلوم کس حالت میں
ہے۔ نوکر ہے یا نہیں پیسہ پاس ہے یا نہیں انکو جہاں سے ہو سکے دینا ضرور ماں باپ کو فاقہ ہو
تو ہو انکو سودا سلف کچھ نہ ہو تو دمڑی روز کے چنے چاہئیں عید بقرعید ہر میلہ ہو تیوہار ہو لاؤ
بھائی نیا جوڑا۔ سودا کھانے کو چار ٹکے پیسے۔ یہاں تک بھی غنیمت ہے اب ماں باپ چاہتے
ہیں کہ لڑکا کام سیکھے پڑھے اور لڑکا پاجی ہے کہ پڑھنے کے نام سے کوسوں بھاگتا ہے جب تک
مکتب کے چار لڑکے ٹانگ پکڑ کر زبردستی سے نہ لیجائیں جانا قسم ہے اور وہاں گیا استاد کی آنکھ بچی کہیں چمپت ہوا
جا نکلے کہیں نہر پر کھڑے گیڑیاں کھیلتے ہیں۔ کہیں بازاروں میں خاک چھانتے پھرتے ہیں اور ذرا
بڑے ہوئے ماں باپ کو جواب دینے لگے لچوں کی صحبت بدمعاشوں کا ساتھ نہ ناچ سے پرہیز نہ
بری صحبت سے گریز۔ باپ دادوں کو بدنام کرتے پھرتے ہیں اسی طرح بعضے شاطر بدمعاش چور
جواری شراب خور ہو جاتے ہیں اب اولاد بیاہنے کے لائق ہوئی تمام شہر چھان مارا کہیں ڈھب
کی بات نہیں ملتی۔ مشاطہ پاؤں توڑ توڑ کر تھکی میل ملاپ والے ہار کر بیٹھ رہے۔ کنبے کے لوگ ایک
سے ایک کہہ چکے کوئی حامی نہیں بھرتا ایک خرابی میں جان ہے ماں بیچاری کہیں منتیں مانتی پھرتی
ہے۔ کہیں کھڑی پڑی فال گوش سے رہی ہے کہیں گنڈا سیاہ ہو رہا ہے پانچوں وقت دعا ہے
الٰہی غیب سے کسی کو بھیج۔ خدا خدا کر کے نسبت ناتہ ٹھہرا تو ایسی جگہ کہ ماں بیچاری کے پاس ایک ہنڈی کا
تار تک نہیں اور نہ دینے والے چپکے سے پاس سے مانگتے ہیں کسی طرح اپنے تئیں بیچ کر بیاہ کیا جڑا کی
جان گئی کھانے والوں کو مزہ ملا جہیز سے کچھ کا کچھ بتلاتے ہیں سمدھن کہتی ہے کہ اوئی کیا دیا ایسی
نوبت میں بیٹی جنی کیا ضرور تھی کوئی چیز خاطر سے نہیں آتی بات بات میں طعنہ ہے داماد صاحب تشریف
لاتے انکے دماغ نہیں ملتے جب تک سسرے جوتیاں سیدھی نہ کرالیں ہاتھ تک نہیں دھوتے کھانا
کی کون کہے چوتھی نہیں ہوئی کہ میاں بی بی میں جوتی پیزار ہونے لگی یا بیٹی کی بیٹی دی اور لڑائی کی

کبھی ہماری خدمت کرینگی یہ امید پیدا کرنا سخت درجے کی نادانی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا
نے جو ہمارا مالک ہے انکی پرورش کی خدمت ہم سے متعلق کی ہے ہم اولاد کے پالتے ہیں اس کے
حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ باغ خدا کا ہے اور ہم اس کی طرف سے اس باغ کے مالی ہیں اگر باغ کا
مالک کسی درخت کو قلم کرنے یا کاٹ ڈالنے کا حکم دے مالی کو یہ کہنے کا کب منصب ہے کہ میں نے اس
درخت کو بڑی محنت سے پالا ہے یہ کیوں کاٹا اور قلم کیا جاتا ہے دُنیا کے تمام تعلقات صرف اسکے
واسطے ہیں کہ آدمی ایک دوسرے کو فایدہ پہنچائے ہم چند روز کیواسطے کسی مصلحت سے اس دنیا میں بھیجے گئے
ہیں اور یہاں ہم کو کسی کا باپ کسی کا بیٹا کسی کا بھائی بنا دیا ہے اسواسطے کہ ہماری لوگ اور ہم لوگوں
کی مدد کریں اور صلح کاری اور سازگاری میں اپنی زندگی جو مقرر کر دیگئی ہے پوری کر جاییں۔ دنیا
ہمارا گھر نہیں ہے ہم کو دوسری جگہ جاکر رہنا ہوگا نہ کوئی ہمارا ہے نہ ہم کسی کے ہیں اگر ہم کسی کے باپ
ہیں تو صرف چند روز کیواسطے اور اگر کسی کے بیٹے ہیں تو بھی چند روز کیواسطے اگر ہم کسی کو مرتا دیکھیں
تو افسوس کی کیا بات ہے افسوس تو جب کریں جب ہم یہاں بیٹھے رہیں ہم کو خود ہی سفر درپیش
ہے نہیں معلوم کس گھڑی بلاوا ہو اور چلنا ٹھہر جائے۔ پھر سب سے مشکل یہ ہے کہ مرنا صرف یہی نہیں
کہ بدن سے جان نکل گئی گویا روح ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلی گئی نہیں میاں جا کر بات
بات کا حساب دینا ہوگا زبان جھوٹ و غیبت اور فحش اور بیہودہ بکواس کیواسطے جواب دہی
کریگی آنکھ نظر بد کی سزا پائے گی کان کو کسی کی بدی اور راگ کے سننے کے عوض میں گوشمالی دی
جائیگی ہاتھ نے اگر کسی پر زیادتی کی ہے یا پرایا مال چرایا ہے کاٹا جائیگا۔ پاؤں اگر بے راہ
چلا ہے شکنجے میں کسا جائیگا بڑا ٹیڑھا وقت ہوگا خدا ہی اپنے فضل سے بیڑہ پار کرے تو ہو سکتا ہے
جس کو ان باتوں سے فراغت ہو وہ کسی کے مرنے پر غم کرے یا کسی کے پیدا ہونے پر خوش ہو
تو بجا ہے لیکن دنیا میں کوئی ایسا ہے جو اپنی عاقبت سے بیفکر ہو چکا ہو۔ پس تم سب اپنی خبر لو اور
اس دن کے واسطے سامان کرو۔ جہاں سوائے عمل کے کچھ کام نہ آئیگا اور دعا کرو کہ خداوند
عالم اپنے دوست محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہم سب کو انجام بخیر کرے۔

داعی دعا۔ گنہگار دور اندیش خاں ٭

تمت

مختصر فہرست کتب موجودہ دوکان شیخ محمد نذیر حسین تاجر کتب مالک صدیقی پریس دہلی

الصدیق یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات بطور زندگی سوانحعمری مع نقشہ ملک عرب جس سے تیرہ سو برس پیشتر کے تاریخی مقامات معلوم ہو سکیں مصنفہ حافظ عبد الرحمن صاحب قیمت عہ

صدیق اکبر یعنی سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مصنفہ مرزا محبوب بیگ صاحب قیمت ۸ر

سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی حبیب اللہ صاحب بسمل قیمت سے

المرتضی یعنی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری مع نقشہ ملک عرب جس سے تیرہ سو برس پیشتر کے تاریخی حالات معلوم ہو سکیں مصنفہ حافظ عبد الرحمن صاحب قیمت صرف عہ

فاروق اعظم یعنی سوانح عمری حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مولفہ مرزا محبوب بیگ صاحب قیمت ۸ر

سفر نامہ محمد ابن جبیر اندلسی - اس علامہ مورخ نے اپنا سفر نامہ ۵۸۱ھ میں بسلسلہ بند کیا غرناطہ سے مصر و عیذاب ہوتا ہوا مکہ معظمہ مدینہ منورہ پہنچا عراق و دمشق صقلیہ وغیرہ کے واقعات کا فوٹو کھینچ دیا ہے - قیمت فی جلد ۸ر

سیرت محمدیہ - یعنی سوانح عمری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرزا حیرت دہلوی نے ایک دیباچہ اور چار مقدموں اور تیرہ بابوں میں تحریر کیا ہے - قیمت عمر

الفاروق - یعنی سوانح عمری خلیفہ دوم حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مولفہ مرزا حیرت دہلوی قیمت عمر

سیرۃ الفاروق - جناب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری جس میں بچپن سے لیکر انکی وفات تک کے تمام حالات و فتوحات بڑی تحقیق سے درج کیے گئے ہیں کسی مسلمان کو اس بے نظیر اسلامی کتاب کے حالات کو شوق سے پڑھنے کے واسطے ترغیب دینے کی ضرورت نہیں مصنفہ سراج الدین احمد صاحب قیمت عہ

الفاروق مصنفہ جناب شمس العلما مولوی محمد شبلی نعمانی قیمت عہ

حیات صلاح الدین یعنی سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی مفصل سوانح عمری چھٹی صدی ہجری کا زبردست بادشاہ اسلامی دنیا کا وہ زبردست ہیرو جس نے تن تنہا تمام یورپ کے متفقہ حملوں کو روک کر بیت المقدس کو بچا دیا - دیباچہ میں مختصر جنگ صلیبی کی نہایت دلچسپ تاریخ دیگئی ہے - قیمت عہ

تاریخ عالم جس میں آسمان انبیائے مرسلین و سلاطین کے حالات قدیم و جدید اسلامی سکون کا مقابلہ ہے قیمت ایک روپیہ

تاریخ اعثم کوفی حصہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات و فتوحات تا وفات مندرج ہیں قیمت ۴ر

ایضاً حصہ دوم جس میں حالات خلافت خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ مع حالات فتوحات تا وفات عہ

المامون از مولوی شبلی نعمانی معہ الحربیہ - دو حصے - پہلے میں مامون رشید کی ولادت ولیعہدی خانہ جنگیاں فتوحات دوسرے میں اخلاق و عادات کا ذکر ہے قیمت عہ

تحفۃ النساء - اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے مسئلے نازک زبان میں جو علاوہ ہر جہ لڑکیوں کے کام آتے ہیں مصنفہ مولا ناشاہ صاحب ۲ر

تہذیب النسواں و تربیۃ الانسان - اس کتاب میں ایک دیباچہ اور ۲۰ باب ہیں - دیباچہ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مستورات کو پہلے تعلیم نہایت ضروری ہے اور بغیر تعلیم کے اکثر عورات بڑے بڑے امراض و مصائب میں مبتلا ہو جاتی ہیں جو امراض آخری باعث ہلاکت ہو جاتے ہیں باب اول عورتوں کے امراض اور انکی ادویہ کے بیان میں باب دوم حمل اور ولادت کے بیان میں - باب سوم بچہ کی گھٹی اور دودھ پلانے اور زچہ کی احتیاط کے بیان میں باب چہارم عقیقہ یعنی اور ختنہ کے بیان میں باب پنجم بچوں کی غذا اور کھلائی وغیرہ اور لباس کے بیان میں باب ششم بچوں کی بیماریوں اور انکی دواؤں کے بیان میں باب ہفتم منت نذر وغیرہ کے بیان میں - باب ہشتم - والدین و اتالیق وغیرہ کے برتاؤ کے بیان میں - باب نہم گھر کی آرائش و صفائی کے بیان میں باب دہم بچوں کی تعلیم کے بیان میں باب یازدہم ریاضت و شہسواری و تیر اندازی کے بیان میں باب دوازدہم کھانا پکانے کے بیان میں باب سیزدہم لونڈی و زر اور پیسے کے بیان میں باب چہاردہم نکاح کے بیان میں باب پانزدہم عورتوں کے تعدد نکاح اور طلاق کے بیان میں - باب شانزدہم طلاق کے بیان میں باب ہفدہم بیماری و عیادت کے بیان میں - باب ہشتدہم علامات موت اور نزع وغیرہ کے بیان میں باب نوزدہم مردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان میں - باب بستم سوگ یعنی تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے بیان میں کافی و وافی ہے عہ